صدام حسین

1937-2006

ڈاکٹر ندیم احمد

Marfat.com

پیدائش سے پھانسی تک چونکا دینے والے انکشافات

صدام حسین

1937-2006

Marfat.com

''امریکہ یاد رکھے مردہ صدام، زندہ صدام سے زیادہ خطرناک ہوگا۔''

(صدام حسین۔ بغداد 2006)

Marfat.com

صدام حسین

1937—2006

پیدائش سے پھانسی تک چونکا دینے والے انکشافات

ڈاکٹر ندیم احمد

صبیح پبلشرز

اردو بازار، لاہور

Email: sabeehpublishers@yahoo.com

فون: 0300-4656003

Marfat.com

98385

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

نام کتاب : صدام حسین

مصنف : ڈاکٹر ندیم احمد

سال اشاعت : 2007

پرنٹر : جمیل پرنٹرز بلال گنج لاہور

ناشر : صبیح پبلشرز، اردو بازار، لاہور فون 0300-4656003

کمپوزر : ای لنکس، اردو، بازار، لاہور۔ 042-7003402

قیمت : 160 روپے

Marfat.com

ترتیب

باب	پہلی بات	7
1۔	سیاہ صبح	11
2۔	جب صدام حسین کو پھانسی کے لئے جگایا گیا	15
3۔	صدام حسین کے آخری لمحات	17
4۔	پھانسی پانے والے اصل صدام حسین نہیں؟	29
5۔	صدام حسین کی پھانسی مسلم ممالک کے حکمرانوں کو امریکی اشارہ	33
6۔	صدام حسین کو عجلت میں پھانسی کیوں دی گئی؟	37
7۔	فاتح کا انتقام	43
8۔	صدام حسین کا مقدمہ: کب کیا ہوا؟	49
9۔	کون سا صدام زیادہ خطرناک؟	61
10۔	دجیل میں کیا ہوا تھا؟	65
11۔	خدشات جو حقیقت بن گئے	69
12۔	عراقی یکجہتی کا نیا منصوبہ	75
13۔	صدام ابتداء سے گرفتاری تک	83
14۔	صدام بش خاندان کی دشمنی کا نشانہ بنے؟	117
15۔	صدام حسین کا آخری خط	127
16۔	صدام حسین کی کہانی	129

Marfat.com

17۔ صدام حسین کا ایک نجی انٹرویو	149
18۔ صدام کی پھانسی پر عالمی ردعمل	153
19۔ عراق سٹڈی گروپ کی رپورٹ	159
20۔ امریکہ کا اگلا شکار	165
21۔ عراق کی تحریک مزاحمت کا مستقبل	175
22۔ عراق کا مستقبل	187

Marfat.com

پہلی بات

صدام حسین زندہ رہیں گے!

صدام حسین ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن ہمارے دلوں اور دماغوں میں زندہ ہیں۔ انھوں نے جس طرح پھانسی کے پھندے کو چوما۔ وہ منظر اب بھی ہماری آنکھوں کے سامنے گھوم رہا ہے۔ ایسا لگ رہا ہے صدام حسین کی پھانسی کل کی بات ہو۔ صدام حسین کو پھانسی دیے کئی سال حتی کہ صدیاں گذر جائیں گی وہ تب بھی زندہ رہیں گے۔ صدام حسین کی پالیسیوں سے اختلاف کیا جاسکتا ہے۔ ہر حکومت کی طرح انھوں نے بھی بعض سیاسی غلطیاں کی ہوں گی۔ لیکن ایک بات پر پوری دنیا متفق ہے کہ صدام کے دور میں عراق میں اتنی کرپشن اور لوٹ مار نہیں تھی۔ فرقہ واریت کے عفریت نے عراق کو اپنی لپیٹ میں نہیں لیا تھا۔ جبکہ آج عراق میں ہر طرف کرپشن کا بازار گرم ہے شاید یہ امریکہ کا بویا ہوا بیج ہے جس کا مقصد عراق کو تباہ و برباد کرنا اور عرب ممالک پر امریکہ کے کنٹرول کو مضبوط کرنا ہے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ صدام حسین کو پھانسی کیوں دی گئی۔ ان پر جن الزامات کے تحت مقدمہ چلایا گیا ان میں تو امریکہ اور امریکی صدر، صدام کے شانہ بشانہ تھے۔ صدام حسین کو کیمیائی ہتھیار اور کلسٹر بم امریکہ نے ہی فراہم کیے جو عراق کی شیعہ آبادی

Marfat.com

اور سنی کردوں پر استعمال کیے گئے۔ درحقیقت یہ تمام مقدمہ تو ایک ڈرامہ تھا۔ صدام کو امریکہ اور اسرائیل کی مخالفت کرنے کی سزا دی گئی۔ امریکیوں کو پتہ چل گیا تھا کہ صدام حسین اسرائیل کے خلاف فیصلہ کن جنگ کے لیے عراقی فوج کو منظم کر رہے ہیں۔ اور وہ کسی وقت بھی اسرائیل پر حملہ کر سکتے ہیں۔ امریکہ میں مقیم یہودی لابی نے نائن الیون کا فائدہ اٹھاتے ہوئے امریکیوں کے غم و غصے کا رخ صدام حسین کی طرف موڑ دیا۔ حالانکہ نائن الیون کی منصوبہ بندی کرنے والوں میں سے کسی ایک کا تعلق بھی صدام حسین سے نہیں تھا۔ عراق پر تباہ کن کیمیائی ہتھیار بنانے کا لزام لگا کر عراق پر حملہ کر دیا گیا۔ عراق پر امریکہ قبضے کے بعد سے اب تک 5 لاکھ سے زیادہ عراقی شہید ہو چکے ہیں۔ کیا اقوام متحدہ اور مہذب دنیا ان عراقیوں کے قتل عام پر امریکی صدر کے خلاف بھی مقدمہ چلائے گی اور انھیں بھی پھانسی پر لٹکایا جائے گا؟

امریکہ اور اسرائیل نے مسلمانوں اور مسلم ممالک کے خلاف جو جنگ شروع کی ہے۔ صدام حسین نے اس جنگ میں بہادری اور استقامت کے ساتھ سازشوں کا مقابلہ کیا۔ موت کو گلے لگا لیا لیکن امریکہ کے آگے نہیں جھکے۔ جو لوگ صدام کے خلاف تھے وہ بھی کہہ رہے ہیں صدام نے جرأت کی تاریخ رقم کی۔ مسلمان موت سے نہیں ڈرتا۔ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے ”اس سے پہلے کہ موت تم پر آئے تم موت پر جا پڑو۔“

آج عالم اسلام کا بچہ بچہ امریکہ اور اسرائیل کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنی جان دینے کے لیے تیار ہے۔ صدام حسین دنیا بھر کے آزادی اور حریت پسندوں کے ہیرو بن چکے ہیں۔ ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ صدام حسین کی جدوجہد کسی شیعہ، کرد یا سنی کے خلاف نہیں تھی بلکہ امریکہ اور اسرائیل کے خلاف تھی۔ ہمیں اپنی صفوں میں اتحاد برقرار رکھنا چاہیے۔ امریکہ اور اسرائیل تو چاہتے ہی یہ ہیں کہ عالم اسلام کو شیعہ اور سنی میں تقسیم کر دیا جائے۔

میں نے یہ کتاب امریکہ، یورپ اور عرب ممالک میں شائع ہونے والی رپورٹوں، بعض خفیہ دستاویزات اور شہادتوں سے تحریر کی ہے۔ اس کتاب میں بہت سے

Marfat.com

انکشافات ہیں جو آپ پہلی مرتبہ پڑھیں گے۔

آخر میں، میں سینئر صحافی اور ہفت روزہ ندائے ملت (نوائے وقت گروپ) کے ایڈیٹر علی جاوید نقوی صاحب کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے میری حوصلہ افزائی فرمائی اور مجھے صدام حسین پر کتاب لکھنے کی ترغیب دی۔ اگر وہ میری رہنمائی نہ کرتے تو میرے لیے یہ کتاب لکھنا ممکن نہیں تھا۔

ڈاکٹر ندیم احمد

Marfat.com

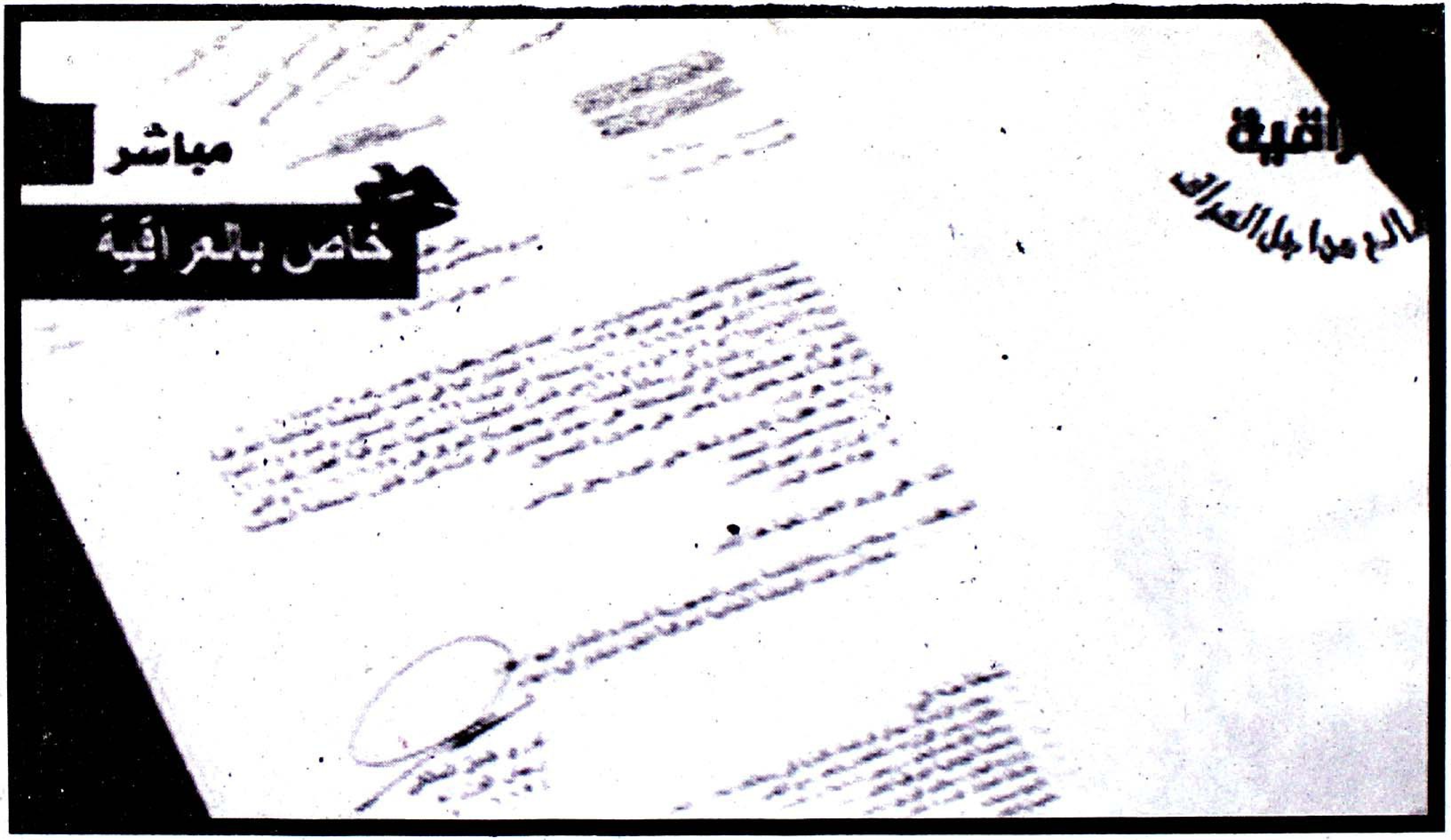

صدام حسین کی پھانسی کے حکم نامے کا عکس۔

Marfat.com

باب 1

سیاہ صبح

(30 دسمبر 2006)

یہ 30 دسمبر 2006ء کی صبح تھی۔ ٹھیک 6 بجکر 5 منٹ پر بغداد کے انتہائی سیکورٹی والے علاقے گرین زون میں عراق کے سابق صدر صدام حسین کو پھانسی دیدی گئی۔ صدام حسین کی پھانسی ایک سیاسی قتل ہے۔ جس کا ذمہ دار امریکہ ہے۔ مغربی اور عرب ذرائع ابلاغ کی رپورٹوں کے مطابق جس وقت صدام حسین کو پھانسی دی گئی ان کے انتہائی مخالف مقتدی الصدر بھی موقع پر موجود تھے اورانھوں نے صدام حسین کی پھانسی کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ عراقی صدر اور وزیر اعظم صدام حسین کو عید کے بعد پھانسی دینا چاہتے تھے لیکن عراق میں تعینات امریکی سفیر زلمے خلیل زاد بضد تھے کہ صدام حسین کو عین عید کی صبح پھانسی دی جائے۔ زلمے خلیل زاد کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اصل میں سی آئی اے کے ایجنٹ ہیں اور سی آئی اے کی ہدایات کے مطابق کام کرتے ہیں۔ زلمے خلیل زاد افغانستان میں بھی امریکہ کے سفیر رہ چکے ہیں اور اس دوران انھوں نے پاکستان کے خلاف پروپیگنڈے کے تمام ریکارڈ توڑ دیے تھے۔

صدام حسین امریکی فوج کی زیر حراست تھے۔ 5 نومبر 2006ء کو انھیں سزائے موت سنائے جانے کے بعد عراقی حکومت مطالبہ کررہی تھی کہ صدام کو عراق کے سپرد کیا جائے لیکن امریکیوں کو ڈر تھا کہ اگر صدام کو عراق کے سپرد کیا گیا تو ہوسکتا ہے کہ عراقی حکومت

Marfat.com

عرب ممالک کے دباؤ میں آجائے اور پھانسی کو عمر قید میں تبدیل کر دیا جائے۔ بعض عرب ممالک نے تجویز دی تھی کہ صدام کو پھانسی دینے کی بجائے عمر قید دی جائے اس طرح عراق میں امن وامان کی فضا خراب نہ ہوگی۔ لیکن امریکی سفیر زلمے خلیل زاد کو جو خفیہ رپورٹیں دی گئی تھیں ان سے واضح تھا کہ صدام حسین کے حامی جیل توڑ کر انھیں فرار کرانے کا منصوبہ بنا رہے ہیں اور کسی بھی وقت اس منصوبہ پر عمل ہوسکتا ہے۔ اس سلسلے میں امریکی فوج نے بعث پارٹی کے پچاس مسلح کارکنوں کو بھی گرفتار کر لیا جن کے پاس سے گرین زون جیل کا نقشہ بھی برآمد ہوا۔ منصوبے کے مطابق گرین زون میں بیک وقت پچیس خودکش حملے کیے جانے تھے جس سے بڑے پیمانے پر بھگدڑ مچتی جب کہ دوسرا دستہ جیل پر دھاوا بول کر صدام حسین کو رہا کروا کر لے جاتا۔ زلمے خلیل زاد اور امریکی جنرل نے صدام کو عراقی فورسز کے حوالے کرنے کا مطالبہ مسترد کر دیا۔ جس پر عراقی حکومت اور امریکی فوج میں کشیدگی پیدا ہوگئی۔ 29 دسمبر کی رات عراقی صدر اور عراقی وزیر اعظم المالکی نے ایک بار پھر صدام حسین کو عراقی حکومت کے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا جو زلمے خلیل زاد اور امریکی جنرل نے مسترد کر دیا۔ عراقی حکومت کو یہ ڈر بھی تھا کہ کہیں امریکی انھیں دباؤ میں لانے کے لیے صدام حسین کو رہا نہ کر دیں۔

وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔ 29 اور 30 دسمبر کی شب شروع ہو چکی تھی۔ رات 2 بجے کے قریب امریکی جنرل نے عراقی صدر اور وزیر اعظم کو جگا کر اطلاع دی کہ صدام حسین کو چند گھنٹوں بعد پھانسی دے دی جائے گی۔ عراقی صدر اس اچانک فیصلے پر حیران رہ گئے۔ آخری وقت تک صدام حسین کو عراقی فورسز کے حوالے نہیں کیا گیا۔ چند لوگوں کو نقاب پہنا کر لایا گیا جن کے گرد امریکی فوجیوں نے حصار بنایا ہوا تھا۔ جس جلاد نے صدام حسین کو پھانسی پر لٹکانا تھا اسے بھی خفیہ طور پر لایا گیا تھا اور پھانسی سے صرف چند منٹ پہلے اسے بتایا گیا کہ اس نے عراق کے سابق صدر صدام حسین کو پھانسی دینی ہے جس پر وہ خوف زدہ ہو گیا لیکن امریکیوں نے اسے ہمت دلائی کہ وہ کالا نقاب پہن لے جس سے اس کی شناخت نہیں ہوگی یوں اس کے عزیز واقارب اور خود اس کی جان صدام کے حامیوں سے محفوظ رہے گی۔ صدام حسین کو پھانسی دیے جانے کی اطلاع ملنے کے بعد عراقی حکومت کے اہم عہدے داروں نے جیل پہنچنے کی کوشش کی لیکن انھیں اس کی اجازت نہیں دی گئی۔ صدام

Marfat.com

حسین سے آخری ملاقات کرنے والوں میں امریکی حکام بھی شامل تھے۔انہوں نے صدام حسین کو پیش کش کی کہ اگر وہ اب بھی امریکہ کی مدد کریں تو ان کی سزائے موت عمر قید میں بدل سکتی ہے لیکن صدام حسین نے جھکنے سے انکار کر دیا۔امریکی حکام نے بتایا کہ انھیں جلد ہی پھانسی دی جانے والی ہے اور وہ اسے محض دھمکی نہ سمجھیں لیکن صدام نے جواب دیا کہ وہ موت سے نہیں ڈرتے امریکہ جو کرنا چاہتا ہے کر لے۔

پھانسی سے قبل امریکی جنرل کا پینٹا گون اور امریکی سفیر کا سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ ہوا۔ پھانسی کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال سے نمٹنے کے لیے انتظامات کو آخری شکل دی گئی۔امریکی اعلیٰ قیادت نے کہا کہ وہ اب صدام کو مزید برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں اس لیے اس قصے کو جلد ختم کر دیا جائے۔بغداد اس وقت اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا امریکی فوجی ٹینک ،بکتر بند گاڑیاں اور ہیلی کاپٹر گرین زون اور بغداد کے بعض دوسرے علاقوں میں نکل آئے تھے۔

Marfat.com

صدام حسین پھانسی سے چندروز قبل کی تصویر۔

Marfat.com

باب 2

جب صدام حسین کو پھانسی کے لیے جگایا گیا

جب امریکی فوجیوں نے بغداد ایئر پورٹ کے قریب واقعہ کالی کوٹھری میں صدام حسین کو آدھی رات کے بعد 3 بجکر 55 منٹ پر نیند سے بیدار کیا اور کہا کہ بغداد کے سفر کے لیے تیار ہو جاؤ۔ تو انھیں اسی طرح ہیلی کاپٹر میں ڈال کر لے جایا گیا جس طرح گزشتہ 14 ماہ تک انھیں مقدمہ کے سلسلے میں خصوصی عدالت میں لے جایا جاتا تھا۔ ایک امریکی جریدے نے صدام حسین کے ساتھ تعینات امریکی فوجیوں کے حوالے سے ایک مختلف سٹوری دی ہے۔ امریکی یہ بھی کہتے ہیں کہ امریکی سفیر زلمے خلیل زاد اور امریکی جنرل جارج کیسی چھٹیوں پر تھے۔ اس لیے صدام کو پھانسی دینے میں ان کا عمل دخل نہیں لیکن یہ سب جھوٹی کہانی ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ صدام حسین کو پھانسی دی جا رہی ہو اور امریکی سفیر و جنرل اس معاملے سے لاتعلق ہوں جبکہ صدام بھی امریکی فوج کے قبضے میں ہوں۔ امریکی سفیر تو بغداد میں وائسرائے بنے بیٹھے ہیں اور عراقی صدر اور وزیر اعظم کو طلب کر کے انھیں ہدایات دیتے ہیں۔ امریکی ٹاسک فورس نمبر 134 کے فوجی یونٹ کے مطابق جو کہ قیدیوں کے معاملات کا نگران ہے، صدام حسین کو اپنی پھانسی کا یقین نہیں تھا لیکن جب امریکی فوج نے انہیں عراقی فوج کے ان لوگوں کے حوالے کر دیا جو اس کے

Marfat.com

خون کے پیاسے تھے تو صدام کو احساس ہوا کہ اب انہیں لٹکا دیا جائے گا لیفٹیننٹ کرنل کیر کیون کے مطابق صدام نے کال کوٹھری سے روانگی کے موقع پر جیل محافظوں اور طبی عملہ کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے ان کی اچھی دیکھ بھال کی تھی یہاں سے انہیں منتظر بلیک ہاک ہیلی کاپٹر میں بٹھا کر دس منٹ کے فاصلہ پر شمالی بغداد کی ''استخبارات جیل'' پہنچا دیا گیا۔ جہاں عراقی فوج کے چند ارکان انہیں پھانسی گھاٹ پر لے گئے۔ تاہم صدام حسین اس موقعے پر اس بات سے آگاہ نہیں تھے کہ انھیں عید الاضحیٰ کی صبح پھانسی پر لٹکانے کے سوال پر امریکی انتظامیہ کے اندر گہرے اختلافات تھے دوسری طرف صدام کے گلے میں پھندہ ڈالتے وقت جلادوں نے جو بدزبانی کی تھی اس کی گونج پوری دنیا میں سنائی دی۔ امریکہ سے ملنے والی رپورٹوں کے مطابق امریکی فوجی کمانڈر اور سفارتی حکام آدھی رات تک صدام کی پھانسی رکوانے کیلئے زور دیتے رہے لیکن چونکہ اس موقعے پر دو اہم امریکی عہدیدار جن میں ایک تو امریکی فوج کے کمانڈر جنرل جارج کیسی اور دوسرے امریکی سفیر زلمے خلیل زاد دونوں عراق سے باہر تھے۔ دراصل امریکہ چاہتا تھا کہ صدام حسین کو پھانسی دیے جانے کا الزام اس پر عائد نہ ہو لیکن یہ کیسے ممکن تھا۔ پھانسی کا اصل ذمہ دار امریکہ ہے۔ صدام کی پھانسی کے معاملہ میں خود عراقیوں میں بھی گہرے اختلافات تھے۔ صدام کا مقدمہ سننے والے ججوں میں سے ایک سینئر جج برملا طور پر صدام کو پھانسی دینے کے خلاف تھے تاہم مبصرین کا کہنا ہے کہ امریکی اور عراقی حکام کی طرف سے صدام کو پھانسی کے التواء یا تنسیخ کی باتیں دراصل اپنے خون آلود ہاتھ صاف کرنے کی بھونڈی کوششیں ہیں جبکہ صدام کی پھانسی میں دونوں برابر کے شریک تھے۔ صدام حسین کا مقدمہ سننے والی عدالت کے چیف جسٹس رؤف عبدالرحمٰن کے مطابق صدام حسین کو پھانسی دینے کے لیے کاؤنٹ ڈاؤن (الٹی گنتی) 5 نومبر سے شروع ہو گئی تھی جبکہ عمومی تاثر یہ تھا کہ صدام کو پھانسی کے مقدمہ کے خلاف اپیل کی سماعت میں کئی مہینے لگ جائیں گے جو کہ غلط ثابت ہوا۔ صدر بش نے بھی صدام حسین کی پھانسی کو عمر قید میں بدلنے سے انکار کر دیا۔

Marfat.com

باب 3

صدام کے آخری لمحات

سنڈے ٹیلی گراف کی رپورٹ کے مطابق صدام کی پشت پر اس کے ہاتھ باندھ دیے گئے اور پاؤں بھی آپس میں باندھ دیے گئے تھے اور سرخ پینٹ کیے گئے لوہے کے کمرہ میں اس کو پھانسی کے لئے لایا گیا۔ پھانسی دینے والوں نے اس کا لمبا کالا کوٹ اس کو پہنے رہنے دیا لیکن اس کا ہیٹ اتار لیا تھا۔

کمرہ میں لانے سے پہلے اس سے پوچھا گیا" کیا وہ کوئی چیز چاہتا ہے۔"

" نہیں! بوڑھے صدام نے جواب دیا۔ آؤ اور اس کو پورا کرو "

جب اس کو تختہ دار پر لایا گیا تو وہ منہ میں کہہ رہا تھا" عراق میرے بغیر کچھ نہیں" پھانسی دینے والے گارڈ نے پوچھا کیا وہ منہ کو ڈھانپنے والا کپڑا پہننا چاہتا ہے تو صدام نے جواب دیا" نہیں"

انہوں نے صدام کی گردن پر ایک کالا کپڑا لپیٹ دیا اور رسی کے پھندے کو اس کے لئے ٹھیک کیا اور اب پھندے کی گرہ اس کے بائیں کندھے پر رکھی ہوئی تھی۔

کچھ لمحات کے بعد اس کے پاؤں کے نیچے سے پھانسی گھاٹ کا تختہ ہٹا دیا گیا اور اس کا پھندا گردن پر سخت ہوتا گیا اور اس کی گردن لڑھک گئی۔ وہاں موجود کچھ افراد یہ دیکھ کر خوشی سے رقص کرنے لگے۔ دس منٹ کے بعد ایک ڈاکٹر نے مردہ صدام کا آخری

Marfat.com

چیک اپ کیا۔اس وقت بغداد میں صبح کے چھ بج چکے تھے جب عراق پر 24 سال حکومت کرنے والا شخص ہلاک ہو چکا تھا۔

صدام کی یہ پھانسی صدام کے سابقہ دور کی قائم کی گئی ملٹری انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر کی ایک کوٹھری میں نحیف روشنی میں ہوئی جہاں صدام نے اپنے دور میں اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔

صدام کے ڈیتھ وارنٹ پر جمعہ کی شام کو ہی دستخط ہو چکے تھے۔امریکی ذرائع کے مطابق نصف شب کو صدام کو امریکی افواج کی نگرانی میں ایک فوجی ہیلی کاپٹر کے ذریعے عراقی حکومت کے حوالے کر دیا گیا تھا جنہوں نے صدام کو ضلع خادمیہ کی ایک دومنزلہ کنکریٹ کی عمارت کی ایک کوٹھری میں رکھا تھا۔

صدام حسین نے آخری رات کو پکے ہوئے مرغ کے ڈنر کی پیشکش کو رد کر دیا تھا اور اپنے لئے قرآن مجید مانگا تھا۔رات ایک بجے وہ سونا چاہتا تھا۔

صدام حسین کے گارڈ صدام کے بارے میں اونچی آوازوں میں مذاق اور طنز کر رہے تھے۔ایک دوسرے امریکی گارڈ نے سنڈے ٹیلی گراف کو بتایا" گارڈ کے پاس وہ پھانسی کی رسی موجود تھی جس سے صدام کو پھانسی دی جانی تھی اور وہ صدام کو بتا رہا تھا" یہ تمہارا انتظار کر رہی، یہ تمہارا انتظار کر رہی ہے۔"

امریکی وعراقی گارڈ اس کے اردگرد رقص کر رہے تھے۔جب صدام نے سونا چاہا تو انہوں نے اپنا رقص جاری رکھا۔اس نے کہا ہم نے صدام کو سونے نہ دیا، ہم نے اس کی شخصیت کو خوب ذلیل کیا تھا۔

صبح پانچ بجے کے بعد کچھ سرکاری اہلکار جیل پہنچ گئے۔صدام نے ناشتہ کرنے سے انکار کر دیا۔صدام نے ایک گارڈ سے سگریٹ کی فرمائش کی جس کو رد کر دیا گیا۔پھر ان کے سامنے اس کے ہاتھ باندھے گئے اور اس کو اندر لایا گیا

صدام کو جج نے سزائے موت کی تفصیل سنائی۔

جج نے کہا صدام کو سزائے موت دوجیل کے 148 شیعہ دیہاتیوں کو قتل کرنے

Marfat.com

کے الزام میں دی جا رہی ہے۔ 1982ء میں صدام حسین کے موٹر کیڈ پر دوجیل کے قریب ناکام قاتلانہ حملہ کی کوشش کی گئی تھی۔

سابقہ صدر 69 سالہ بوڑھے صدام نے قرآن وہاں ایک شخص کے حوالے کیا اور کہا کہ "اس کو اس کے دوست کے حوالے کر دیا جائے۔"

صدام حسین کے ہاتھ کھولے گئے اور دوبارہ اس کی پشت پر باندھ دیے گئے اور اس کے پاؤں بھی باندھ دیے گئے۔ پھر اس کو پھانسی کی کوٹھری میں لایا گیا جہاں چار افراد جنہوں نے اپنے چہرے کالے کپڑے کے غلاف سے ڈھانپے ہوئے تھے اس کو پھانسی دینے کے لئے وہاں تیار تھے۔

صدام نے بلند آواز میں اللہ اکبر کہا۔ اس نے کہا کہ قوم کی فتح ہو گی۔ فلسطین عرب ہے۔

وہاں موجود ایک جج منیر حداد نے بتایا کہ صدام حسین نے کہا کہ "وہ کسی سے بھی خوفزدہ نہیں ہے۔"

یہ ایک انتہائی وحشت زدہ کرنے والا منظر تھا اس کے باوجود صدام حسین پوری طرح مطمئن تھا اور بالکل نہیں گھبرایا تھا۔ مجھے اس سے ایسی امید نہیں تھی۔ وہاں موجود ایک شخص نے جب صدام سے پوچھا" کیا تم خوفزدہ ہو" تو اس نے کہا" جب تک میں زندہ رہا ہوں کبھی نہیں ڈرا ہوں۔ میں نے ایک ایسے مجاہد کی زندگی گزاری ہے جس کو کسی بھی وقت موت کا سامنا ہو سکتا ہو۔"

صدام حسین کلمہ شہادت پڑھ رہے تھے کہ پھانسی دینے والے جلاد نے پاؤں کے نیچے سے تختہ ہٹانے کے لئے لیور کو کھینچا اور تختہ ہٹنے سے نیچے خلا پیدا ہو گیا۔ صدام کے پاؤں نیچے خلا میں لٹک گئے اور پھانسی کا پھندا تنگ ہوتا گیا۔ جج نے کہا" ہم نے گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز سنی۔"

موت سے پہلے صدام کا جسم کانپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ صدام حسین کے مردہ جسم کو سفید کپڑے میں لپیٹ کر ایمبولینس کے ذریعے بغداد کے انتہائی سیکورٹی والے علاقہ

Marfat.com

گرین زون میں لایا گیا۔

صدام حسین کے لبنانی وکیل بشرالخالی نے بتایا کہ وہاں سے پھر صدام حسین کے جسد خاکی کو امریکی جہاز کے ذریعے اس کے آبائی قصبہ تکریت میں تدفین کے لئے لے جایا گیا۔

حکومت نے جو ویڈیو ٹیپ جاری کی تھی اس میں پھانسی دینے سے پہلے کا منظر دکھایا گیا تھا۔ اس ویڈیو میں کوئی آواز نہیں پائی گئی تھی اور یہ ویڈیو اس وقت ختم ہو جاتی تھی جب پھانسی دینے والے افراد نے صدام کی گردن میں پھندا رکھا تھا۔

ویڈیو میں دکھایا جانا والا یہ منظر ایک عام مہذب طریقہ سے پھانسی دینے کا منظر پیش کر رہا تھا۔

صدام حسین کی پھانسی کے موقع پر موجود ایک نامعلوم عینی شاہد نے کسی طریقہ سے اپنے موبائل فون کے ذریعے تمام پھانسی کے منظر کی ویڈیو بنالی تھی۔ اگرچہ موبائل فون سے بنائی جانے والی یہ ویڈیو اتنی واضح اور بہتر نہیں ہے لیکن اس ویڈیو نے عراقی حکومت کی صدام حسین کو پھانسی کے وقت جس طریقہ سے بے عزت کیا اور تمسخر اڑایا تھا اس کا انکشاف کر دیا تھا۔ اس ویڈیو میں صدام حسین کی تذلیل کی گئی تھی اور یہ سب ویڈیو میں پائی جانے والی آوازوں سے معلوم ہوا تھا۔

اس ویڈیو سے معلوم ہوتا ہے کہ صدام کو مہذب طریقہ سے پھانسی دینے کی بجائے اس کو آخری وقت تک وہاں موجود کچھ عینی شاہدین نے اپنے رکیک اور تمسخرانہ فقروں سے اذیت پہنچائی تھی۔

آخری وقت تک صدام حسین کے دشمنوں کے حق میں نعرے لگائے گئے تھے اور کہا تھا کہ "وہ اب جہنم میں جائے گا۔"

موبائل فون سے بنائی جانے والی اس ویڈیو میں دکھایا جاتا ہے کہ صدام حسین پھانسی کے تختہ پر کھڑا ہے اور ایک نقاب پوش جلاد اس کی گردن میں پھانسی کا پھندا ڈالتا ہے تو وہاں عینی شاہدین کی آوازیں آنی شروع ہو جاتی ہیں۔

Marfat.com

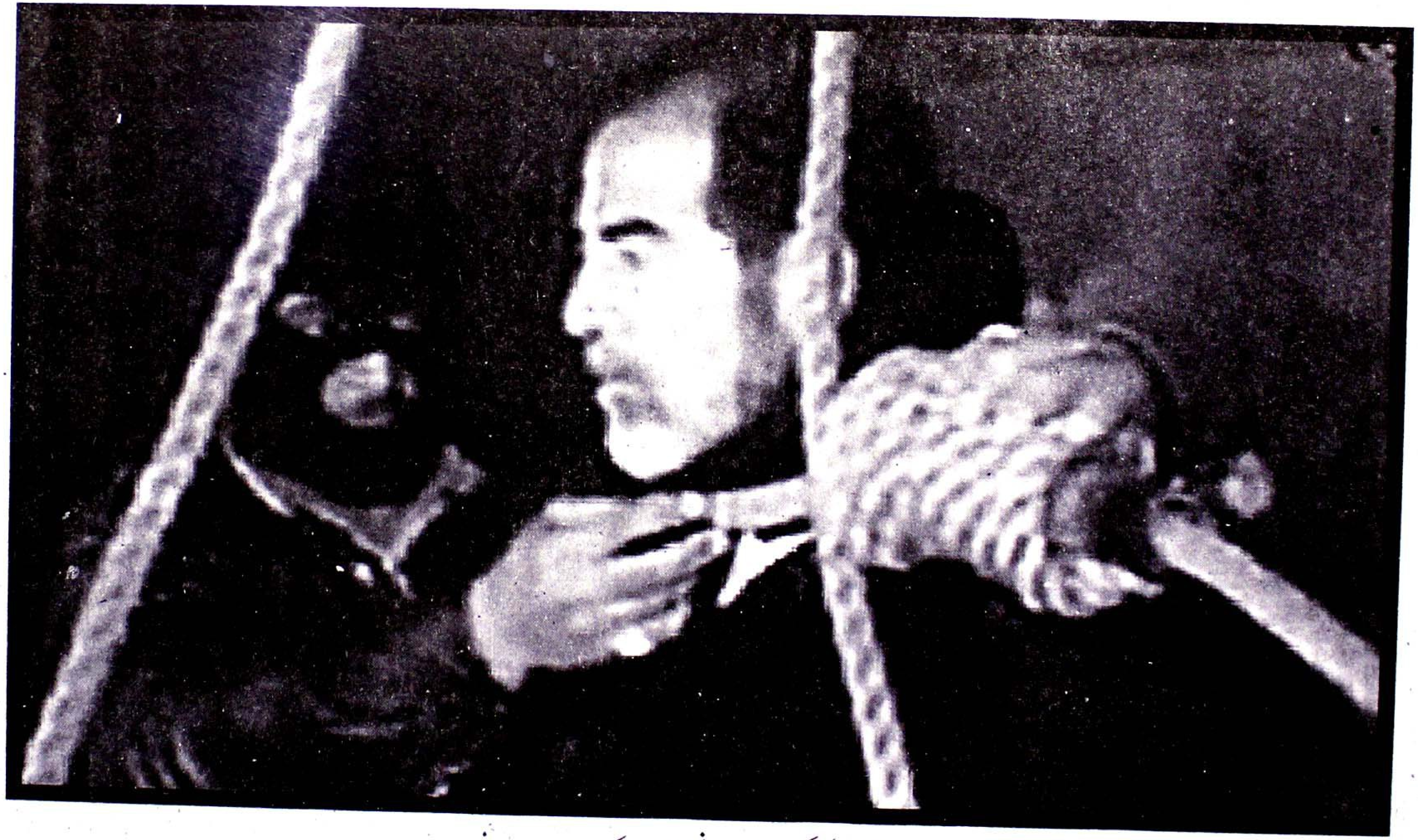

جلاد، صدام حسین کی گردن میں پھانسی کا پھندا کس رہا ہے۔

Marfat.com

سب سے پہلے عراق کے شیعہ رہنما مقتدیٰ الصدر کے نام کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔ مقتدیٰ الصدر مہدی آرمی کے سربراہ اور صدام حسین کے سخت ترین دشمن سمجھے جاتے ہیں۔

صدام کی بھرائی ہوئی آواز سُنی جاتی ہے جس میں وہ کہتا ہے " کیا یہ انسانیت ہے۔"

لیکن پھر کوئی شخص بلند آواز میں کہتا ہے " تم جہنم رسید ہو رہے ہو۔"

پھر وہاں پر موجود ایک فکر مند عینی شاہد کہتا ہے " خاموش ہو جاؤ وہ اب مرنے والا ہے۔"

صدام حسین اس موقع پر اپنے خیالات کو اپنے دین اسلام پر واپس لاتا ہے اور کلمہ شہادت پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ لیکن جب وہ لفظ محمد ﷺ تک پہنچتا ہے تو جلاد اس کو کلمہ مکمل کرنے سے پہلے تختے کا لیور کھینچ کر اس کو پھانسی دے دیتا ہے۔

ایک زبردست جھٹکے کے بعد صدام حسین کا جسم پرسکون ہو کر لٹکا نظر آتا ہے۔ صدام کو فوراً موت ملتی نظر آتی ہے۔

پھر ویڈیو میں اس کو مردہ حالت میں لٹکے ہوئے دکھائی دیا جاتا ہے۔

عراقی حکام صدام حسین کی پھانسی کو ابھی مؤخر کرنا چاہتے تھے۔ انہیں اس بات کا خدشہ تھا کہ صدام حسین کی پھانسی سے عراق میں فرقہ وارانہ فسادات کی مزید آگ بھڑک اٹھے گی۔ شیعہ اور سُنی فرقہ میں مزید نفرت بڑھے گی جبکہ اس کے برعکس امریکی حکام صدام حسین کو جلد از جلد پھانسی دینے کے لئے بے چین تھے۔

عراقی حکام کے مطابق امریکہ نے عراقی حکومت سے تحریری ضمانت حاصل کی تھی کہ صدام حسین کو پھانسی عراق کے قانون کے مطابق ہی دی جائے گی۔

صدام حسین کی پھانسی میں آخری رکاوٹ عراق کے سُنی کرد صدر جلال طالبانی ہو سکتے تھے جنہوں نے صدام حسین کو سزائے موت کے فیصلہ کو غلط قرار دیا تھا۔ اسی لیے انہوں نے صدام حسین کی پھانسی کے احکام پر اپنے دستخط نہیں کئے تھے۔ پھانسی سے قبل اعلیٰ امریکی حکام وزیر اعظم المالکی سے ملے تھے تا کہ صدام حسین کو عراقی حکومت کے سپرد کرنے اور ان کی منتقلی کے لاجسٹک معاملات کو آخری شکل دی جا سکے۔

98385

Marfat.com

اس موقع پر عراقی حکام نے میڈیا کو بتایا تھا کہ المالکی نے صدام حسین کے ڈیتھ وارنٹ پر اپنے دستخط کر دیے ہیں۔

عراق کے سابق صدر صدام حسین کو عیدالاضحیٰ کے روز پھانسی دینے کے واقعہ پر عراق، مشرق وسطیٰ اور دوسرے اسلامی ممالک کے مسلمانوں نے شدید افسوس اور غصے کا اظہار کیا۔

صدام حسین کے عدالتی ٹرائل سے علیحدہ کیے جانے والے کرد جج محمد امین نے میڈیا کو بتایا کہ عیدالاضحیٰ کے روز کسی کو پھانسی دینا عراقی قانون کے خلاف ہے۔ امین نے بتایا کہ عراقی قانون کے مطابق " کسی بھی سزا پر سرکاری یا مذہبی تہوار کے روز عمل درآمد نہیں کیا جا سکتا۔

پھانسی کے موقع پر موجود ایک پراسیکیوٹر نے بتایا کہ صدام حسین کے خلاف تمسخرانہ کلمات پھانسی چیمبر میں موجود پھانسی دینے والے نقاب پوش افراد کے نہیں تھے بلکہ یہ کلمات پھانسی چیمبر سے باہر موجود کسی گارڈ کے ہو سکتے ہیں۔

نوری المالکی کی حکومت کے کچھ اہلکار صدام حسین کی فوری پھانسی کے خواہش مند تھے۔ موبائل فون سے لی گئی ویڈیو پھانسی کے فوراً بعد کی شام کو انٹرنیٹ پر پہلی بار منظر عام پر آئی تھی۔ الجزیرہ ٹی وی نے بھی اس ویڈیو کو خصوصی فلم قرار دے کر اپنے ناظرین کے لئے پیش کیا تھا۔

یہ ویڈیو اس لئے نہایت غیر معمولی ہے کہ اس میں نہ صرف صدام مخالفین کے نعرے سنائے گئے ہیں بلکہ اس میں صدام حسین کو پھانسی تختہ ہٹانے کے بعد اس کو گڑھے کے اندر لٹکتا اور تڑپتا دکھایا گیا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی اور گردن کندھے پر مڑی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

صدام کو مجرم ثابت کرنے والے عراقی وکیل استغاثہ الفارون پھانسی کے موقع پر موجود تھے۔ انہوں نے بتایا کہ وہاں دو اعلیٰ سرکاری اہلکار اپنے پاس موبائل رکھتے تھے حتیٰ کہ گرین زون سے ہیلی کاپٹر کے ذریعے امریکی حکام نے پھانسی کی جگہ پہنچانے والے مخصوص

Marfat.com

لوگوں کوسوار کرنے سے پہلے ان کی مکمل تلاشی لی تھی۔

الفارون نے موبائل فون رکھنے والے دوافراد کے نام نہیں بتائے تاہم الفارون نے کہا کہ ہوسکتا ہے فلم بنانے والے نا معلوم شخص نے یہ فلم پیسہ حاصل کرنے کے لئے تیار کی ہو۔اوراس کوسیٹلائیٹ ٹی وی کوفروخت کرنے کے لئے فلمایا ہو۔ایک ڈینش ٹی وی نیٹ ورک کو انٹرویو دیتے ہوئے الفارون نے کہا کہ ''میرا نہیں خیال کہ ایسی تحقیقات ضروری ہیں کہ یہ فلم کس نے بنائی۔اس فلم کوصرف پیسہ حاصل کرنے کے لئے بنایا گیا۔ یہ پھانسی کوئی سکرپٹ نہیں تھااور فلم بنانا قانون کی خلاف ورزی نہیں ہے '' عراقی ایڈوائزر سمی العسکری نے کہا کہ وزیراعظم نوری المالکی نے وزارت داخلہ کو ہدایت کی ہے کہ ان واقعات کی تحقیقات کے لئے ایک تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دی جائے کہ کس شخص نے ویڈیو بنائی تھی اور ویڈیو میں صدام حسین کا تمسخر اڑانے والی آواز والے شخص کومعلوم کیا جائے۔

الفارون نے کہا کہ اس نے وہاں صدام حسین کو پھانسی دینے سے قبل نعرے لگانے والے افراد کے خلاف احتجاج کیا تھا انہوں نے کہا کہ ''فلم کی آوازوں میں کہا گیا تھا کہ اللہ محمد ﷺ اوران کی آل کو دعا دینے والوں پر رحمت کرے اور ہماری اللہ مدد کرے اوراللہ ان کے دشمنوں پر عذاب کرے اوران کے بیٹے مقتدا کی مدد کرے''

اس موقع پر صدام حسین نے کہا تھا کہ تمہیں انسانیت یہی سکھاتی ہے۔ایک اور آواز آتی تھی محمد باقر الصدر زندہ باد (دعویٰ پارٹی کے بانی شیعہ لیڈر جو 1980ء میں صدام دور میں قتل کردیئے گئے تھے)۔

اس کے بعد الفارون کی آواز آئی تھی ''پلیز یہ آدمی مرنے والا ہے'' پلیز نہیں میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔

جب صدام حسین تختہ ہٹانے پر پھانسی پر جھول گئے تھے تو ایک آواز آئی تھی ''مت بھاگو واپس آجاؤ'' جو یہ ظاہر کرتی ہے کہ لوگ صدام کے جسم کی طرف لپکے تھے تو کسی نے ان کوواپس آنے کا کہا تھا۔

Marfat.com

صدام کی پھانسی کے موقع پر موجود گارڈز کی تعداد کا مکمل پتہ نہیں چل سکا سرکاری ویڈیو میں صدام کے پاس تختہ پر سات افراد موجود تھے۔ان میں 4 گارڈ نے ماسک پہنے ہوئے تھے۔

اس سارے واقعہ پر ایک امریکی فوجی ترجمان نے کہا کہ اگر صدام کی پھانسی دینے کی ذمہ داری امریکی فوج کو دی جاتی تو وہ اس کو صحیح طریقے سے سرانجام دیتے۔

اٹالین ڈیلی نے انکشاف کیا ہے کہ صدام حسین کے سخت مخالف شیعہ رہنما مقتدی الصدر بھی صدام حسین کی پھانسی کے وقت وہیں موجود تھے۔وہ ذاتی طور پر صدام حسین کو مرتا ہوا دیکھنا چاہتے تھے۔سعودی عرب کے دو اخبارات ''الریاض'' اور ''الوطن'' نے وہاں عینی شاہدین کے حوالے سے خبر دی ہے کہ انہوں نے وہاں مقتدی الصدر کو نقاب پہنے ہوئے پھانسی کے کمرہ میں موجود دیکھا تھا۔سپریم کونسل فار اسلامک ریویولیشن ان عراق (Scirt) کے رہنما عبدالعزیز الحکیم بھی صدام حسین کی پھانسی کے وقت موجود تھے۔یہ دونوں ٹی وی میں دکھائے جانے والے نقاب پوش افراد میں شامل تھے۔لیکن مجھے یہ امریکی پروپیگنڈا ہی لگتا ہے۔یہ کیسے ممکن ہے کہ امریکہ کو مطلوب مقتدی الصدر تو صدام کے قریب موجود ہوں اور امریکی سفیر اور امریکی جرنیل اس موقع پر عراق سے غائب ہو جائیں۔اس کا مقصد مسلمانوں کا امریکہ کے خلاف ردعمل روکنا ہے۔وہاں کمرہ میں مقتدی الصدر کے حق میں نعرے بھی لگائے گئے تھے عینی شاہدین نے بتایا کہ ویڈیو میں مقتدی الصدر صدام حسین کے پیچھے اس وقت نقاب پہنے نظر آرہے تھے جب ایک گارڈ صدام کے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈال رہا تھا۔

اردن کے ایک طالب علم احمد خیوسی نے انٹر پریس سروس کو کہا کہ صدام حسین اس صدی کا سب سے بڑا شہید ہے۔بغداد میں رہنے والے ایک 50 سالہ شخص نے کہا کہ امریکن اور ایرانی عربوں کو پھانسی سے بے عزت کرنا چاہتے ہیں۔بغداد کے 55 سالہ بوڑھے نے کہا کہ میں صدام کے اس انجام سے خوش ہوں، مجھے اب اس کے متعلق مزید پریشانی نہیں ہوگی کیونکہ اسے مقدس موت ملی ہے۔اس سال کے سب سے مبارک وقت میں

Marfat.com

جب حاجی مکہ میں اپنے حج کو ختم کرنے کے قریب پہنچ رہے ہوتے ہیں اور اللہ اکبر کی صدائیں لگا رہے ہوتے ہیں صدام حسین کو شہادت ملی ہے۔

لیبیا نے سرکاری طور پر شدید غم وغصے اور تین دن سرکاری سوگ کا اعلان کیا ۔سعودی حکومت نے بھی صدام حسین کو عید الاضحیٰ کے موقع پر پھانسی دینے پر تنقید کی۔

بہت سے عراقیوں نے شکایت کی کہ صدام حسین کی پھانسی کی ویڈیو دیکھ کر ان کو سخت دکھ ہوا۔ بغداد کی 40 سالہ ام سمبی نے بتایا کہ انہوں نے ہمیں یہ ویڈیو دکھا کر ہلا کر رکھ دیا ہے۔ میں اس وقت آپنے مہمانوں کے لئے عید کے روز سویٹ ڈش تیار کر رہی تھی جب کہ میں نے اپنے بچوں کی دہشت زدہ چیخیں سنی تھیں تمام بچے دہشت کا شکار تھے"۔

فلوجہ سے تعلق رکھنے والی 9 سالہ لڑکی جواب بغداد میں پناہ گزین ہے نے بتایا کہ جب اس نے ٹی وی میں ویڈیو کو دیکھا تو رونے لگ پڑی تھی، انہوں نے ایسا عید کے روز کیوں کیا؟ انہوں نے اسے ٹی وی پر چلا کر ہمیں کیوں ہراساں کیا؟ اس کے بعد موبائل فون سے بنائی گئی غیر سرکاری ویڈیو نے شیعہ اور سنیوں میں مزید نفرت کو ہوا دی تھی ۔جو ظاہر ہے کہ امریکیوں کا ہی کام ہے۔

اس غیر سرکاری ویڈیو کو دیکھ کر عوام نے صدام حسین سے ہمدردی کا اظہار کیا تھا جب اس کے مخالفین گارڈ اس کو پھانسی کے پھندے پر تمسخر اڑا رہے تھے۔ سنی ایسوسی ایشن آف مسلم سکالر نے پھانسی کی شدید مذمت کی ۔ایسوسی ایشن نے الزام لگایا کہ وزیر اعظم نور المالکی نے یہ پھانسی امریکیوں کو خوش کرنے کے لئے دی ہے۔

صدام حسین کے ایک وکیل صفائی نجیب الینومی نے اخباری نمائندوں کو پھانسی کے دوسرے روز بتایا کہ صدام حسین کی پھانسی کے موقع پر کسی وکیل کو وہاں موجود رہنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ یہ پھانسی انتقام کا عمل ہے اور سیاسی مقاصد کی تکمیل کے لئے صدام حسین کو پھانسی دی گئی۔

Marfat.com

صدام حسین، جلاد سے اپنی گردن پر رومال بندھوا رہے ہیں۔

Marfat.com

ایک سنی عالم نے رمدی میں بتایا کہ عراقی حکومت اور اس کی حلیف امریکی حکومت نے صدام حسین کو ایسے طریقے سے پھانسی دے کر نہایت احمقانہ کام کیا ہے ۔انہوں نے صدام حسین کو بہترین موت کا تحفہ دیا ہے اور سال کے اس مبارک وقت میں پھانسی دے کر اس کو عالم اسلام کا ہیرو بنا دیا ہے۔ کچھ شیعہ علماء نے بھی صدام حسین کی عید کے روز پھانسی دینے کی مذمت کی ہے۔ بغداد کے مغرب میں وشاش گاؤں سے تعلق رکھنے والی 35 سالہ شیعہ خاتون نے بتایا کہ'' صدام حسین ایک شہید قرار پائے گا کیونکہ اس کو عید کے روز پھانسی دی گئی ہے''۔

عرب ٹائم نے خبر دی کہ ایک مشہور کویتی بزنس مین صدام حسین کی پھانسی میں استعمال ہونے والی رسی کے پھندے کو خریدنے کا خواہش مند ہے۔کویتی بزنس مین کے نمائندوں نے عراق کی وزارت داخلہ سے اس رسی کو خریدنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ یہ بزنس مین اس رسی کی ہر قسم کی قیمت ادا کرنے کے لئے تیار نظر آرہا تھا۔ ذرائع کے مطابق شیعہ راہنما مقتدی الصدر اور کویتی بزنس مین دونوں نے اس رسی کو خریدنے کے لئے وزارت داخلہ سے بات چیت کی۔ اسی کویتی بزنس مین نے اس سے قبل فردوس سکوائر میں رکھے جانے والے صدام حسین کے مجسمہ کو بھی خریدا تھا اور اس مجسمہ کے سر کو اپنے سٹنگ روم میں رکھا ہوا ہے۔

رائٹر کے مطابق امریکی فوجی ترجمان میجر جنرل ولیم کلاڈیل نے بعد میں ایک نیوز کانفرنس کو بتایا کہ'' صدام حسین امریکی گارڈز کے ساتھ ہمیشہ اخلاق اور مہذب طریقہ سے پیش آتے تھے ۔انہوں نے کہا کہ صدام کو جب امریکی تحویل سے پھانسی کے لئے روانہ کیا گیا تو صدام حسین نے اپنے جیلر کا شکریہ ادا کیا تھا اور اس کو خدا حافظ کہا تھا۔

جیل میں صدام حسین کی نگہداشت پر مامور نرس نے بتایا کہ صدام حسین اپنی متوقع موت کے لئے ذہنی طور پر تیار تھے اور کبھی انہوں نے اپنی قسمت کا گلہ نہیں کیا تھا۔ وہ اپنے آخری اوقات میں پودوں کا خیال رکھنے اور پرندوں کو کھانا کھلانے میں مصروف رہتے تھے۔

Marfat.com

باب نمبر 4

پھانسی پانے والے اصل صدام حسین نہیں؟

صدام حسین کو پھانسی ملنے کے ایک ہفتے بعد ایک برطانوی اخبار نے دعوی کیا کہ صدام حسین زندہ ہیں۔ امریکہ نے اصل صدام حسین کو پھانسی نہیں دی بلکہ وہ امریکی سفیر زلمے خلیل زاد کے ساتھ غائب ہو گئے تھے اور ان کی جگہ ہم شکل صدام حسین کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ رپورٹ کے مطابق ہمشکل صدام بھی صدام حسین کے ساتھ ساتھ ہر کام میں شریک تھے۔ صدام حسین کی اہلیہ اور ملازمہ نے بھی اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ پھانسی پانے والا شخص صدام کا ہم شکل تھا۔ برطانوی اخبار کے مطابق کئی انٹرنیٹ ویب سائٹ کا کہنا ہے کہ صدام کی پھانسی کی ویڈیو میں دکھایا گیا شخص عراق کا سابق صدر نہیں تھا اور یہ دعویٰ بھی کیا گیا کہ امریکی حکام نے صدام کی گرفتاری کا ڈرامہ رچایا ہے اور ان کے ہم شکل کو میڈیا کے سامنے پیش کر دیا اسی پر مقدمہ چلایا اور پھر پھانسی دے دی۔ صدام حسین کی اہلیہ ہاجرہ بدالہ اور ملازمہ بیروسولہ لینس نے بھی اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ پھانسی پانے والا شخص صدام حسین نہیں تھا۔ ان کے مطابق صدام حسین کے بائیں ہاتھ پر مخصوص نشان تھا جو کہ پھانسی کے بعد والی ویڈیو میں نہیں دکھایا گیا اور قیدی کے دانت اس طرح دکھائی نہیں دیتے تھے جیسے صدام حسین کی پرانی تصاویر میں نظر آتے ہیں۔ ایک ویب سائٹ کے مطابق صدام حسین امریکہ کے قریبی حواری تھے

Marfat.com

بش خاندان اور سی آئی اے کے آپریشن سے متعلق دنیا میں کسی بھی شخص سے زیادہ جانتے تھے۔ایسی صورت میں وہ گرفتاری کے بعد ان حقائق سے پردہ اٹھائے بغیر کیسے پھانسی پر چڑھ گئے جبکہ ان کا اوپن ٹرائل ہوا تھا۔

صدام کی پھانسی کی ایک اور ویڈیو

معزول عراقی صدر صدام حسین کو تیس دسمبر کو پھانسی دیے جانے کے چند دنوں بعد 9 جنوری 2007ء کو ایک اور نئی غیر سرکاری ویڈیو انٹرنیٹ پر جاری کی گئی۔

یہ نئی ویڈیو بھی بظاہر موبائل فون کی مدد سے بنائی گئی جیسا کہ اس سے قبل بنائی گئی تھی۔اس غیر سرکاری ویڈیو میں صدام کی پھانسی کا پورا عمل دکھایا گیا تھا۔

حالیہ ویڈیو میں کفن میں لپٹی صدام کی لاش ہسپتال یا مردہ خانے کی ٹرالی پر رکھی دیکھی جاسکتی ہے۔ان کی گردن پر زخم کا نشان ہے اور سر ایک طرف کو ڈھلکا ہوا ہے۔لاش کے آس پاس لوگ گزرتے محسوس ہو رہے ہیں جن کی صرف ٹانگیں نظر آرہی ہیں۔

اس کے بعد فلم بنانے والا شخص صدام کے چہرے سے کپڑا اٹھاتا ہے۔صدام کا سر ان کے شانے کی طرف ڈھلکا ہوا ہے اور ان کی جبڑے کے بالکل نیچے کی طرف گردن پر تین سینٹی میٹر کا ایک گہرا سرخ زخم ہے جو کہ ہوسکتا ہے پھانسی کے وقت رسی پر لٹکنے کی وجہ سے پڑا ہو۔ان کے گالوں پر خون کے ہلکے سے نشانات ہیں جو چوٹ کے معلوم ہوتے ہیں اور ان کے کفن پر بھی خون کے دھبے نمایاں ہیں۔27 سیکنڈ کے اس کلپ میں کئی آوازیں سنی جاسکتی ہیں جو بظاہر ویڈیو بنانے والوں کی معلوم ہوتی ہیں۔

کیمرہ ہاتھ میں پکڑے شخص صدام کے چہرے سے کفن ہٹاتا ہے۔اس وقت نامعلوم افراد کہتے سنے جاسکتے ہیں کہ جلدی کرو، جلدی کرو!

ایک دوسرا شخص کہتا ہے: میں ایک سے چار بجے تک کورٹ میں ہوں گا۔ایک،

Marfat.com

صدام حسین کی بیٹی ان کی پھانسی کے خلاف اردن میں اپنے حامیوں کے ہمراہ احتجاجی مظاہرہ کر رہی ہیں۔

Marfat.com

دو۔ چلو آؤ، حبیب۔ تم ہمارے لیے مصیبت کھڑی کر دو گے۔

تیسرا شخص کہتا ہے: میں آ رہا ہوں۔ میں آ رہا ہوں۔

دوسرا شخص کہتا ہے: ابوعلی، ابوعلی، تم اس کا خیال رکھو۔ حبیب، حبیب۔

تیسرا شخص کہتا ہے: ایک منٹ، صرف ایک منٹ۔

پہلا شخص چیخ کر کہتا ہے: مائی ڈیر، مائی ڈیر، بائی گاڈ۔۔

نئی غیر سرکاری موبائل ویڈیو سب سے پہلے اس عرب ویب سائٹ پر جاری کی گئی جسے صدام حسین کی جماعت بعث پارٹی کی حمایت یافتہ تصور کیا جاتا ہے۔ ویڈیو اس سرخی کے ساتھ جاری کی گئی: ابدی شہید، صدر صدام حسین۔

بی بی سی کے نامہ نگار کا کہنا ہے کہ ان کی گردن پر زخم کا نشان پھانسی کی وجہ سے بھی پڑ سکتا ہے تاہم ان کا کہنا تھا کہ حقیقت یہ ہے کہ اس نئی ویڈیو سے صدام کو پھانسی دیے جانے کے حوالے سے عوامی غصے میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔

اس سے قبل صدام کو پھانسی دیے جانے کی غیر سرکاری ویڈیو سے سنی عرب برداری کی جانب سے ان پر طعنے کسے گئے۔ ان کی پھانسی پر دنیا بھر میں شدید جذباتی رد عمل دیکھنے میں آیا تھا اور کئی عالمی رہنماؤں نے انہیں پھانسی دیے جانے کے طریقے کی مذمت کی تھی۔

مصر کے صدر حسنی مبارک نے کہا تھا کہ پھانسی کی خفیہ ویڈیو نے صدام کو ایک شہید بنا دیا ہے۔

صدام کو پھانسی دیے جانے کی پہلی غیر سرکاری ویڈیو ان کی پھانسی کے کچھ دیر بعد ہی انٹرنیٹ پر جاری کر دی گئی تھی جبکہ اس سے قبل جاری کی گئی سرکاری ویڈیو میں کسی قسم کی کوئی آواز شامل نہیں تھی اور انہیں بڑے پروقار طریقے سے پھانسی دیتے دکھایا گیا تھا۔

Marfat.com

باب نمبر 5

صدام حسین کی پھانسی

مسلم ممالک کے حکمرانوں کو امریکی اشارہ

صدام حسین کی پھانسی مسلم دنیا کے حکمرانوں کے لئے پیغام ہے کہ اگر وہ امریکی ایجنڈے کے مطابق کام نہیں کریں گے تو ان کا حشر وہی ہوگا جو صدام حسین کا ہوا ہے۔ صدام حسین نے اپنے دور حکمرانی میں جو کچھ کیا امریکی آشیر باد سے کیا۔ عراق کی شیعہ آبادی پر مظالم ہوں یا سنی کردوں کے خلاف کیمیائی ہتھیاروں کا استعمال صدام حسین کو مکمل امریکی حمایت حاصل تھی۔ صدام حسین جب تک امریکہ کی پالیسوں کے مطابق کام کرتے رہے۔ امریکہ کی آنکھوں کا تارا رہے۔ لیکن جب انہوں نے امریکی ایجنڈے کے مطابق کام کرنے سے انکار کیا انہیں تختہ دار پر پہنچا دیا گیا۔ صدام حسین اب ہم میں نہیں لیکن وہ عراقی لوگوں کے دلوں میں زندہ ہیں۔ عراق سمیت دنیا بھر میں ان کی پھانسی کے خلاف مظاہرے ہوئے اور امریکہ کی مذمت کی گئی۔ صدام حسین کو پھانسی امریکہ کی مرضی سے دی گئی۔ صدام حسین کو اقتدار سے ہٹا کر پھانسی پر لٹکانے والا امریکہ ہی ہے۔ عراق کی حکومت بے اختیار ہے اور امریکی ہدایات کے مطابق کام کر رہی ہے۔ عراقی صدر اور وزیر اعظم وہی کچھ کر رہے ہیں جس کی ہدایت امریکی حکام دے رہے ہیں۔ امریکہ چاہتا تو صدام حسین کی سزائے موت، عمر قید اور رہائی میں بدل سکتا تھا لیکن امریکیوں کو اب

Marfat.com

صدام کی ضرورت نہیں ۔امریکہ کو عراق کے نئے حکمرانوں کی شکل میں کئی صدام مل گئے ہیں ۔جو وہ کام کر رہے ہیں جو امریکہ چاہتا ہے۔

صدام حسین کا زوال اس وقت شروع ہوا جب اس نے امریکہ اور اسرائیل دونوں کو للکارا۔صدام حسین ایٹم بم بنانے کی بھی کوشش کر رہا تھا۔لیکن اسرائیل نے امریکہ کی مدد کے ساتھ عراق کا ایٹمی پروگرام بمباری کر کے تباہ کر دیا،کویت اور ایران پر حملہ صدام کا بہت بڑا جرم سمجھے جاتے ہیں لیکن یہ امریکی ہی تھے جنہوں نے صدام کو ایران اور کویت پر حملے کی شہ دی۔ایران وعراق جنگ کے دوران امریکہ صدام کو جدید ترین اسلحہ فراہم کرتا رہا۔اس کے لئے رقم سعودی عرب سے آتی رہی۔ایران سے جنگ ختم ہوئی تو صدام نے کویت پر چڑھائی کر دی۔اس وقت بغداد میں تعینات امریکی سفیر نے واضح لفظوں میں کہا کہ عراق نے کویت پر حملہ کیا تو امریکہ غیر جانبدار رہے گا۔سی آئی اے کے اعلیٰ عہدیداروں نے صدام سے ملاقات کی اور ان کی حوصلہ افزائی کی۔لیکن کویت پر حملہ ہوتے ہی امریکہ نے صدام کی مخالفت شروع کر دی۔یہاں تک کہ کویت کو خالی کرنے کے لئے سلامتی کونسل سے عراق کے خلاف قرارداد منظور کرائی گئی۔جس کے بعد امریکہ نے اتحادی فوجوں کے ہمراہ عراق پر حملہ کر دیا۔عراق کو مختلف زونوں میں تقسیم کر دیا گیا۔عراق پر فوجی،اقتصادی،تجارتی پابندیاں پہلے ہی عائد کر دی گئی تھیں۔امریکہ صدام کی جگہ اپنے پسندیدہ لوگوں کو حکومت میں لانے کی کوششیں کر رہا تھا۔لیکن عراق پر صدام اور بعث پارٹی کے کنٹرول کے باعث صدام کی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوئی سازش کامیاب نہ ہوسکی۔تاہم نائن الیون کے بعد امریکہ نے عراق کے خلاف تباہ کن ہتھیاروں کا پروپیگنڈہ کیا،اور عراق پر حملہ کر دیا،امریکہ کو ڈر تھا کہ اگر عراق کی فوجی قوت تباہ نہ کی گئی اور صدام کو حکومت سے نہ ہٹایا گیا تو وہ کسی وقت بھی اسرائیل پر حملہ کر دیں گے۔جو امریکہ کو کسی بھی صورت میں قبول نہیں تھا۔

اسرائیل کو تباہ کرنے کی خواہش صدام حسین کی پھانسی کا باعث بنی۔امریکہ کو نہ عراق کے شیعوں سے کوئی ہمدردی ہے اور نہ کردوں سے۔امریکہ کو اپنے مفادات عزیز

Marfat.com

ہیں۔امریکہ کل تک عراقی عوام کو صدام کے خلاف بھڑکاتا رہا ہے۔اور اب وہ ایران کے عوام کو ایرانی صدر محمود احمدی نژاد کے خلاف بھڑکا رہا ہے۔کیونکہ محمود احمدی نژاد نے بھی اسرائیل کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی بات کی ہے۔اب کیا محمود احمدی نژاد کا حشر بھی صدام جیسا ہوگا۔عراق کو مکمل فتح کرنے کے بعد امریکہ کا اگلا نشانہ ایران اور اس کے بعد پاکستان ہے۔ایران کے خلاف سلامتی کونسل ایک اور قرارداد منظور کر چکی ہے۔خدشہ ہے کہ آئندہ چند ماہ میں ایران پر اقتصادی وتجارتی پابندیاں بھی عائد کر دی جائیں گی اور اس سے اگلے مرحلے میں صدام کی طرح محمود احمدی نژاد کو اقتدار چھوڑنے اور امریکہ کے آگے جھکنے کی دھمکی دی جائے گی۔جس کے بعد عراق کی طرح ایران پر بھی حملہ کر دیا جائے گا۔

اس وقت امریکہ کے خلاف شیعہ اور سنی دونوں کا مقصد ایک ہے۔شیعہ اور سنی دونوں مسلم ممالک اور وسائل پر امریکی قبضے کے خلاف ہیں۔شیعہ اور سنی دونوں فلسطینیوں پر اسرائیلی مظالم کے سخت خلاف ہیں،امریکی و یہودی جانتے ہیں کہ اس وقت شیعہ اور سنی مسلمانوں کو نہ لڑایا گیا تو دونوں کا اتحاد مسلم ممالک سے امریکی مفادات کا جنازہ نکال دے گا۔امریکہ نے صدام حسین کو پھانسی دے کر عالم اسلام کو شیعہ اور سنی میں تقسیم کرنے کی سازش کی ہے۔صدام کو پھانسی دے کر اس کا ذمہ دار شیعوں کو قرار دیا جا رہا ہے۔ دوسری طرف شیعوں کو کہا جا رہا ہے کہ سنی ان کے مقدس مزاروں پر حملے کر رہے ہیں۔آج عراق میں ایک خانہ جنگی سی کیفیت ہے۔شیعہ اور سنی جو کل تک باہم شیر وشکر تھے اب ایک دوسرے کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔عراق میں ایک نہیں ہزاروں گھر ایسے ہیں جہاں ایک ہی خاندان میں شیعہ اور سنی دونوں مسالک سے تعلق رکھنے والے افراد رہتے ہیں۔ لیکن اب ان میں بھی خلیج پیدا ہو رہی ہے۔امریکہ اور یہودی عالم اسلام کو شیعہ اور سنی میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔خطرہ ہے کہ وطن عزیز پاکستان بھی اس سازش کا شکار نہ ہو جائے۔

سی آئی اے نے مسلم ممالک کے بارے میں جو پلان بنایا ہے اس کے مطابق 2015 تک مسلم ممالک کو فوجی و معاشی اعتبار سے کمزور کر دیا جائے گا۔بعض مسلم ممالک کا نقشہ بھی تبدیل ہوگا۔تمام مسلم ممالک میں امریکہ کے لئے قابل قبول لوگوں کو اقتدار

Marfat.com

میں لایا جائے گا۔صدام حسین کی پھانسی اس سازش کی جانب ایک بڑا قدم ہے۔

عراق سمیت کئی مسلم ممالک کا مستقبل خطرے میں ہے۔صدام کی پھانسی کے بعد عراق کا متحد رہنا ممکن نظر نہیں آرہا۔عراق کے ہمسایہ ممالک اپنے اپنے مفادات کا تحفظ چاہتے ہیں۔

صدام حسین کی پھانسی، پاکستان سمیت مسلم ممالک کے ان تمام حکمرانوں کے لئے ایک سگنل ہے جو اس وقت امریکی ایجنڈے کے مطابق کام کر رہے ہیں۔اور مسلم امہ کا تحفظ کرنے کی بجائے امریکی مفادات کا تحفظ کر رہے ہیں۔ہوسکتا ہے کل کو باجوڑ ایجنسی اور وزیرستان میں جاں بحق ہونے والے لوگوں کے معاملے کو لے کر حکمرانوں کے خلاف مقدمہ چلایا جائے۔کیونکہ امریکہ اور امریکی حکمران کسی کے دوست نہیں، ذوالفقار علی بھٹو اور صدام حسین میں ایک قدر مشترک یہ ہے کہ دونوں اسرائیل کے سخت خلاف اور اپنے اپنے ممالک کو ایٹمی طاقت بنانا چاہتے تھے اور دونوں کو وہاں کے عدالتی نظام کے ذریعے پھانسی کے پھندے پر لٹکا دیا گیا۔دونوں کو پھانسی پر لٹکانے والی حکومتوں کو امریکہ کی حمایت حاصل تھی۔

امریکہ عرب ممالک میں اپنی پسند کی اصلاحات چاہتا ہے جس سے ان ممالک کے اندر امریکہ کی جڑیں مضبوط ہوسکیں۔صدام کی پھانسی ان عرب ممالک کے سربراہوں کو بھی اشارہ ہے کہ اگر انہوں نے امریکی ایجنڈے کے مطابق کام نہ کیا تو امریکہ ان کا حشر بھی صدام حسین جیسا کرے گا۔

Marfat.com

باب نمبر 6

صدام حسین کو عجلت میں پھانسی کیوں دی گئی؟

صدام حسین کو جلدی میں پھانسی دینے سے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے مجرموں کے ایک بڑے ٹولے نے کسی جرم کے کلیدی گواہ کو خاموش کر دیا ہو۔ معروف مصنف رابرٹ شیئر کا کہنا ہے کہ سابق عراقی صدر کو عجلت میں اس لئے ابدی نیند سلا دیا گیا کہ وہ عراق میں امریکہ کے کردار اور جارج ڈبلیو بش کے والد سے ہونے والے کئی خفیہ سمجھوتوں کے بارے میں بہت کچھ جانتے تھے۔ شیئر نے ایک آزاد ویب سائٹ After Net میں لکھا ہے: ''امریکہ نے یہ ایک خوفناک مثال قائم کی ہے کہ وہ کسی ملک پر جھوٹے الزامات کے تحت حملہ آور ہو کر اس کے سربراہ کو برطرف کر سکتا ہے اور اس پر کسی عالمی عدالت میں مقدمہ چلائے اور اپیل کا حق دیئے بغیر سمری ٹرائل کے ذریعے تختہ دار پر بھی لٹکا سکتا ہے۔ یہ طریقہ کار انتقام لینے کا ہے انصاف کرنے کا نہیں۔ اگر انصاف کیا جاتا تو اس کے عالمی تقاضوں کا لحاظ رکھا جاتا، مقدمے کی نگرانی عالمی عدالت انصاف کرتی اور یہ کسی ایسے ملک میں چلایا جاتا جس میں دفاعی وکلاء کو تحفظ فراہم ہوتا۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ جس جرم میں صدام حسین کو سزائے موت دی گئی وہ رمزفیلڈ کے اس دورہ عراق سے 15 ماہ قبل وقوع پذیر ہو چکا تھا جس میں انہوں نے صدام حسین کو ایران کے خلاف جنگ شروع کرنے کی ترغیب دی تھی''۔ شیئر نے بتایا ہے کہ دوسری عالمی جنگ کے بعد امریکہ

Marfat.com

صدام حسین کی قبر جواب مزار میں تبدیل ہو چکی ہے۔

Marfat.com

ہی نے یہ اعلان کیا تھا کہ نازیوں جیسے سنگین ترین جرائم کا ارتکاب کرنے والوں پر بھی مقدمہ چلاتے وقت انصاف کے تمام تقاضے پورے کئے جائیں گے۔ لیکن سابق عراقی صدر صدام حسین کے سلسلے میں اس معیار کا کوئی خیال نہ رکھا گیا اور اس پر سٹالن کے نمائشی مقدمات کی طرح سیاسی سرکس کی طرز پر مقدمہ چلایا گیا۔

عراقی حکومت نے نہیں بلکہ اس کے امریکی آقاؤں نے صدام حسین کو سزائے موت دینے میں انتہائی عجلت کا مظاہرہ کیا۔ ان کے خلاف ابھی پہلے اور نسبتاً چھوٹے جرم کا ہی فیصلہ آیا تھا کہ انہیں تختہ دار پر لٹکا کر باقی تمام بڑے بڑے سنگین تر جرائم پر قانونی کارروائی منسوخ کر دی گئی۔ اگر عراقی ڈکٹیٹر کے خلاف دیگر الزامات میں بھی مقدمات چلائے جاتے تو موجودہ عراقی حکومت کو کچھ چھپانے کی کوئی حاجت نہیں تھی لیکن امریکہ کے لئے ان کی پردہ پوشی ضروری تھی کیونکہ وہ خود ان وحشیانہ کارروائیوں میں شریک رہا تھا۔

ذرا مارچ 2003ء کا تصور کریں جب امریکہ نے عراق پر حملہ کیا تو عراق پر وسیع تباہی کے ہتھیاروں (WMDs) کا الزام عائد کیا گیا۔ اس وقت عراق کو ایک جمہوری ملک بنانے کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہا گیا تھا۔ حملے سے قبل امریکی عوام کو یہ بتایا گیا کہ صدام حسین کے ہتھیار پوری دنیا کے لئے بہت بڑا خطرہ ہیں۔ انہیں یہ بھی بتایا گیا کہ صدام حسین ایک ایسا شیطان صفت آدمی ہے جو اپنے ملک کے لوگوں کو زہریلی گیس سے ہلاک کر دیتا ہے۔

امریکہ نے یہ سب کچھ کہہ کر عراق پر چڑھائی کر دی لیکن اسے وہاں وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والا ایک بھی ہتھیار نہ مل سکا اس لئے اس نے اپنے حملے کی وجہ تبدیل کر لی اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم عراقی عوام کو جمہوریت کا ''تحفہ'' دینا چاہتے ہیں اس نئے ہدف کے لئے بھی امریکہ کو صدام حسین ایک بھیانک ولن کے طور پر درکار تھا۔ چنانچہ دنیا کو اس کے مظالم کی داستانیں سنائی گئیں۔ جیسے 1988ء میں کرد باغیوں پر زہریلی گیس کا حملہ۔ پھر یہ طے کیا گیا کہ ان کردوں کے قتل کا مقدمہ چلا کر پھانسی دے دی جائے گی۔

لیکن بعد میں یہ ہوا کہ سب سے پہلے صدام کے خلاف دوجیل قصبے کے ان

Marfat.com

144 دیہاتیوں کے عدالتی قتل کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا جو 1982 میں انہیں موت کے گھاٹ اتارنے کی سازش میں ملوث تھے۔ اسی مقدمے میں انہیں سزائے موت سنائی گئی اور انہیں بڑی سرعت کے ساتھ تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ کردوں کو زہریلی گیس سے ہلاک کرنے کا مقدمہ صرف دو ماہ پہلے دائر کیا گیا تھا جب کہ 1988 میں کرد اور 1991 میں شیعی بغاوت کو کچلنے کے لئے جو قتل عام کیا گیا وہ مقدمات جنوری 2007ء میں دائر کرنے کا منصوبہ تھا۔ لیکن ان بھیانک ترین جرائم کے مقدمے کا ڈرافٹ تک سامنے نہ آنے دیا گیا۔

دوجیل وہ قصبہ ہے جہاں سے ایک شخص (صدام حسین) نے 1960ء کے عشرے میں اقتدار کی سیڑھی پر پہلا قدم رکھا۔ اس شخص نے 1988 میں ایران کے خلاف جنگ شروع کی جس میں پانچ لاکھ افراد مارے گئے۔

اس شخص نے 88-1987 میں کرد آبادی کا قتل عام کیا۔ اس لئے کہ اس کے کچھ لیڈروں نے ایران کی حمایت کی تھی۔ وہی شخص 1990 میں کویت پر چڑھ دوڑا اور 1991 میں عراقی شیعوں کا قتل عام کیا جن کا قصور یہ تھا کہ انہوں نے ایران عراق جنگ بند ہونے کے بعد اس کی ظالمانہ حکومت کے خلاف آواز اٹھائی تھی۔ ان تمام جرائم کو پس پشت ڈال دیا گیا اور اسے جیل کے مقدمے میں سزائے موت دے دی گئی۔

اہل مغرب کو یہ بات یوں سمجھائی جا سکتی ہے کہ اگر 1945ء میں ہٹلر کو زندہ گرفتار کر لیا جاتا اور اس کے خلاف دوسری عالمی جنگ شروع کرنے اور لاکھوں یہودیوں کو قتل کرنے کے جرائم کو تو نظر انداز کر دیا جاتا لیکن اس پر 1944ء میں بم سازش کیس میں ملوث ہونے کے الزام میں مقدمہ چلایا جاتا تو وہ اس کارروائی کو کیا سمجھتے؟ آخر امریکیوں نے صدام کے درجنوں وحشیانہ جرائم کو چھوڑ کر سب سے پہلے دوجیل سازش کیس کو کیوں چنا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ صدام کا واحد جرم تھا جس میں امریکہ شریک نہیں تھا، اس نے باقی تمام جرائم کا ارتکاب امریکہ ہی کے اشارے پر کیا تھا۔ امریکہ عراقی کمیونسٹوں کے قتل عام میں بھی ملوث تھا۔ امریکی سی آئی اے نے ہی صدام کو اس کے ارکان کی فہرست مہیا کی تھی۔

Marfat.com

صدام نے ایران کے خلاف جنگ کا آغاز امریکہ ہی کہ کہنے پر کیا، اس جنگ کے دوران امریکہ نے نہ صرف صدام کو روائیتی ہتھیار فراہم کئے بلکہ اسے زہریلی گیس تیار کرنے والے کیمیکل بھی دیئے۔ امریکہ نے صدام کو ایرانی اہداف کے بارے میں سیٹلائیٹ اور اواکس طیاروں سے حاصل شدہ تصاویر مہیا کیں۔ امریکہ نے اپنی ائیر فورس کے وہ ماہرین بغداد بھیجے جنہوں نے ایرانی مورچوں کی ان تصاویر کو پڑھ کر صدام کو تفصیلی نقشے تیار کر کے دیئے جن کی مدد سے اس نے ان مورچوں کو زہریلی گیس سے نشانہ بنایا۔

ریگن انتظامیہ نے زہریلی گیس کے استعمال پر کانگریس کو صدام کے خلاف قرارداد مذمت پاس کرنے سے روکا اور امریکی وزارت خارجہ نے 1988ء میں صدام کو اپنے کرد شہریوں کو زہریلی گیس سے ہلاک کرنے کے الزام سے بچانے کی کوشش کی اور جان بوجھ کر یہ جھوٹی خبریں پھیلائیں کہ زہریلی گیس ایرانی طیاروں نے گرائی تھی۔ وہ امریکہ ہی تھا جس نے صدام حکومت کو بچانے کے لئے خلیج سے گزرنے والے اس کے آئل ٹینکروں کی حفاظت کی خاطر اپنے بحری جنگی جہاز فراہم کئے اور عراقی جنگی طیاروں کو کھلی چھٹی دیدی کہ وہ ایرانی بندرگاہوں سے تیل لے جانے والے ٹینکروں کو نشانہ بنائیں حتی کہ 1987 میں صدام کے طیاروں نے جب غلطی سے ایک امریکی بحری جہاز پر حملہ کر کے اس کے عملے کے 37 اہلکاروں کا ہلاک کر دیا تو واشنگٹن نے اسے معاف کر دیا۔

اور پھر وہ جارج ڈبلیو بش کے والد (سینئر بش) ہی تھے جنہوں نے 1991 میں صدام کو کویت سے مار بھگانے کے بعد عراقی شیعوں اور کردوں کو اس کے خلاف بغاوت پر اکسایا اور جب شیعوں نے ان کے کہنے پر تحریک شروع کی تو امریکی فضائیہ ان کی حفاظت کرنے میں ناکام ہوگی۔ امریکہ صدام کے تمام بڑے بڑے جرائم میں کسی نہ کسی طرح شامل رہا یہی وجہ ہے کہ اس کے خلاف کوئی ایسا مقدمہ نہ چلانے دیا گیا جس کی سماعت کے دوران جرائم کی تفصیلات منظر عام پر آسکتی تھیں۔

Marfat.com

چنانچہ موجودہ بش انتظامیہ نے دوجیل کیس سب سے پہلے چلایا اور سنگین جرائم کو آئندہ پر ملتوی کر دیا کیونکہ امریکہ جانتا تھا کہ دوجیل کے واقعے میں سزائے موت دیئے جانے کے بعد وہ باقی تمام مقدمات کو منسوخ کر دے گا اور اس کے اپنے بھیانک جرائم لوگوں کے سامنے نہیں آپائیں گے۔

Marfat.com

باب نمبر 7

فاتحُ کا انتقام

صدام حسین کی داستان حیات اختتام کو پہنچ چکی ۔۔۔ان کی گرفتاری ،مقدمہ اور سزائے موت ،عراق پر امریکی تسلط کا ایک افسوسناک استعارہ بن گیا۔جو کام بہت ہی اچھے طریقے سے کیا جا سکتا تھا اسے نہایت بری طرح انجام دیا گیا۔یہ بات بھلائی نہیں جا سکتی کہ صدام کوئی عام حکمران نہیں تھا۔اس نے جدید تاریخ میں جو حکومت قائم کی اس کا تقابل سوویت یونین کے سٹالن ،چین کے ماؤ یا شمالی کوریا کے کم جانگ دوئم سے کیا جا سکتا تھا۔چنانچہ امریکہ نے اس کا تختہ الٹنے کے لئے جو بھی تدبیر اختیار کی مغرب نے اسے ابتداء میں عراق کے لئے اچھا ہی قرار دیا۔

لیکن بش انتظامیہ نے جلد ہی صدام پر بین الاقوامی قانون یا کسی وسیع اختیار کی حامل عدالت میں مقدمہ چلانے کا خیال ترک کر دیا۔وہ ایسا کیوں نہ کرتی ،آخر اس نے عراق پر حملہ کرنے اور اس پر قبضہ جمانے کے لئے بھی تو اقوام متحدہ سے منڈیٹ حاصل کرنے کو ایک بے کار مشق سمجھا تھا۔اس نے صدام کی تقدیر کا فیصلہ کرنے کا اختیار اس نئی عراقی حکومت کے ہاتھ میں دے دیا جس میں امریکیوں کو بالادستی حاصل ہے۔

یہ سب کچھ ناگزیر نہیں تھا۔اکثر عراقیوں کی خواہش تھی کہ صدام کو اقتدار سے

Marfat.com

صدام حسین کی اپنے دونوں بیٹوں کے ہمراہ ایک تاریخی تصویر

Marfat.com

ہٹایا جائے۔ امریکی حملے کے چند ماہ بعد مخلوط عبوری اتھارٹی کو 70 فیصد عوام کی حمایت حاصل تھی۔ عراق کے سنی عرب بھی اسی تعداد میں اس کے حق میں تھے۔ ابتدائی مہینوں میں جب امریکی افواج کے خلاف حملے شروع ہوئے تو صرف 14 فیصد عراقی عوام نے ان کی حمایت کی لیکن آج 70 فیصد ان کا ساتھ دے رہے ہیں۔ ان دنوں امریکیوں کے خلاف مسلح جدوجہد کا آغاز سنیوں کے گڑھ فلوجہ سے نہیں بلکہ شیعوں کے مقدس شہر نجف سے ہوا تھا۔

شروع کے ان قیامت خیز مہینوں کے دوران امریکہ نے عراقی فوج کو غیر قانونی قرار دے دیا، پچاس ہزار سرکاری ملازمین برخاست کر دیئے جن میں ہزاروں عراقی کام کرتے تھے۔ جس سے عراقی ریاست کا ڈھانچہ درہم برہم ہو کر رہ گیا۔ سکیورٹی کا ایک گہرا خلا پیدا ہو گیا، انتظامی مشینری بحران کا شکار ہو گئی اور لاکھوں عراقی عوام بے روزگار ہو گئے۔ صدام کے زمانے میں عراق کے امور مملکت سنی اشرافیہ کے ہاتھ میں تھے، انہوں نے امریکی قابضین کی ان کارروائیوں کو صرف حکومت کی تبدیلی ہی نہیں بلکہ ایک ایسا انقلاب سمجھا جس میں وہ ایک نیا زیردست طبقہ بنا دیئے گئے تھے۔ ان کے لئے نیا عراق ایک نئی ڈکٹیٹر شپ کی صورت میں ظہور پذیر ہوا۔

صدام کے سوتیلے بھائی

اور سابق چیف جسٹس کو پھانسی

15 جنوری 2007 کو صدام حسین کے سوتیلے بھائی برزان

Marfat.com

التکریتی اور سابق چیف جج عواد حامد البندر کو بھی پھانسی دیدی گئی۔
رپورٹ کے مطابق تختہ دار پر صدام حسین کے سوتیلے بھائی کا سر تن سے جدا ہو گیا اور انکی لاش کافی دیر تک تڑپتی رہی، عراقی پراسیکیوٹر منقط الفارون کی طرف سے جاری بیان میں بتایا گیا کہ دونوں افراد کو علی الصبح پھانسی دی گئی۔ انہوں نے بتایا کہ حکومت نے مجھے بلایا اور کہا کہ پھانسی پر عمل درآمد ہوتا دیکھنے کیلئے کسی کو ساتھ بھیجا جائے تو میں نے ایک جج کو وہاں بھیجا جس نے بتایا کہ انہیں طے شدہ طریقہ کار کے تحت پھانسی دی گئی۔ سابق صدر کی پھانسی کے طریقہ پر پوری دنیا میں سخت تنقید کے بعد عراقی حکام اس کے حوالے سے متضاد اعلانات کرتے رہے لیکن پھر اچانک پھانسی دے دی گئی۔ برزان التکریتی اور عواد البندر کی لاشیں امریکی ہیلی کاپٹر سے صدام کے آبائی قصبے تکریت بھیجی گئیں اور ان کو ان کی وصیت کے مطابق اوجا میں صدام حسین کی قبر کے احاطے میں سپرد خاک کر دیا گیا۔
انسانی حقوق کی عالمی تنظیم ایمنسٹی نے صدام کے دونوں ساتھیوں کی پھانسی کو ظالمانہ اقدام قرار دیتے ہوئے اس کی مذمت کی ہے۔ برطانوی ترجمان نے بھی سزائے موت کی حمایت کرتے ہوئے اسے ''خود مختار حکومت'' کا فیصلہ قرار دیا ہے جبکہ یورپی یونین کے رکن ممالک اٹلی نے پھانسی کی مذمت کی ہے، اقوام متحدہ کی ہائی کمشنر برائے انسانی حقوق لوئس آربر نے پھانسیوں کے اقدام پر افسوس اظہار کرتے ہوئے خدشہ ظاہر کیا کہ اس سے خطرناک جرائم کے ذمہ دار دیگر افراد کو انصاف کے کٹہرے میں لانے کی کوششوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری بان کی مون نے بھی پھانسی کے اقدام اور اس ضمن میں عالمی ادارے کی اپیلیں مسترد کرنے کی مذمت کی ہے۔ امریکی وزیر خارجہ کنڈو لیزا رائس نے پھانسی کے عمل کو عراق کا اندرونی معاملہ قرار دے کر اپنی جان چھڑانے کی کوشش کی اور توقع ظاہر کی کہ اب عراق کے حالات بہتر ہوں گے۔ لیکن ایک عرب جریدے الجمہوریہ کے مطابق
Marfat.com

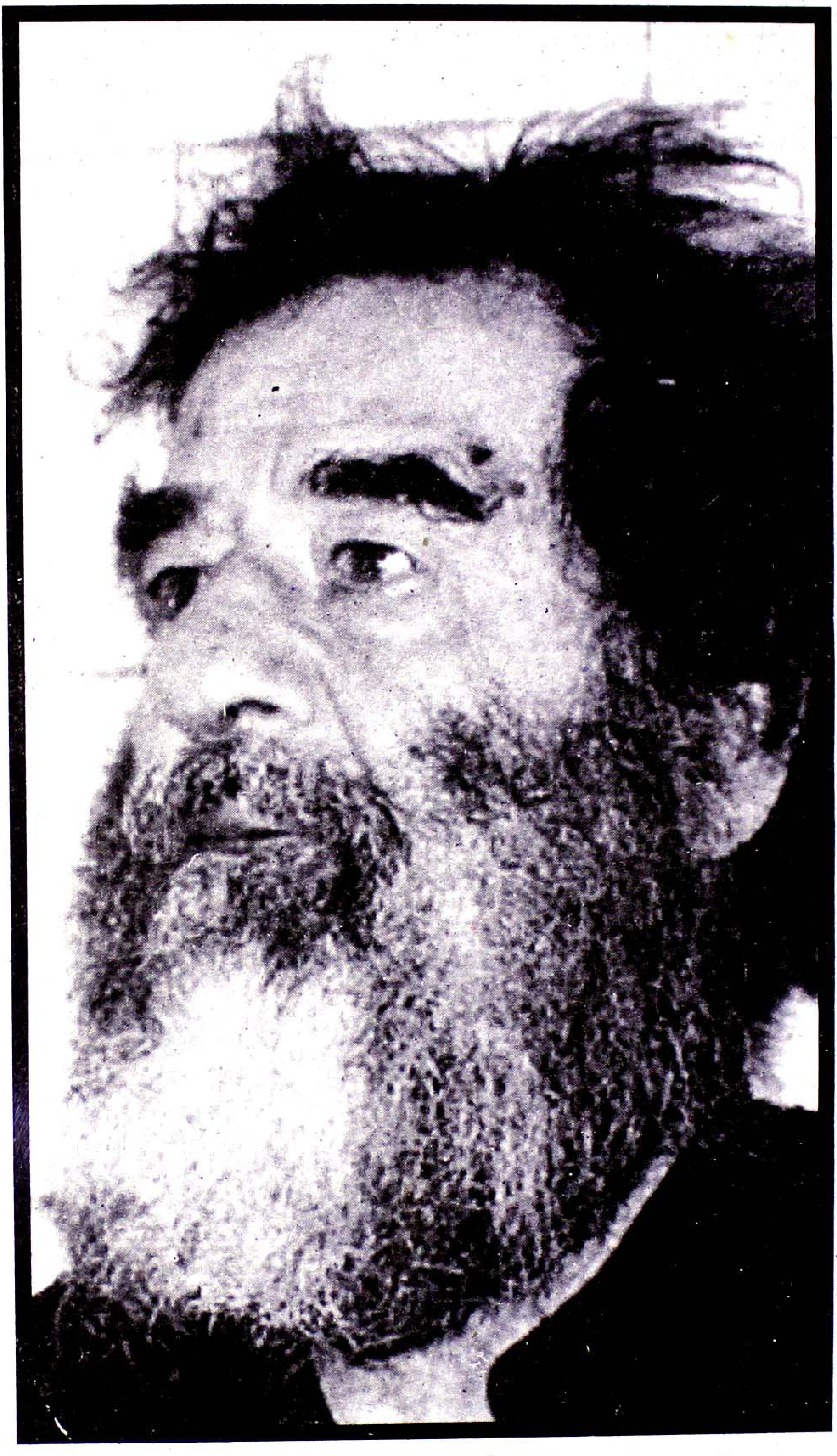

صدام حسین گرفتاری کے فوراً بعد کی تصویر

Marfat.com

امریکی حکام عراق پر زور دے رہے تھے کہ صدام کے سوتیلے بھائی کو جلد از جلد پھانسی دی جائے۔امریکیوں کا خیال ہے کہ اب عراق میں حالات بہتر ہو جائیں گے۔

Marfat.com

باب 8

صدام حسین کا مقدمہ: کب کیا ہوا

عراق کے سابق صدر صدام حسین اور ان کے سات ساتھیوں کے خلاف انیس سو بیاسی میں دجیل میں ایک سو اڑتالیس شیعوں کو ہلاک کرنے کے جرم میں مقدمہ چلایا گیا۔ درج ذیل میں اس مقدمہ کی سماعت کے چیدہ چیدہ مراحل کا مختصر احوال دیا جاتا ہے۔

اتوار 5 نومبر: 2006ء

صدام حسین پر انسانیت کے خلاف جرائم ثابت ہو جاتے ہیں۔ ان پر الزام تھا کہ انہوں نے دریائے دجلہ پر واقع شہر دجیل میں انیس سو بیاسی میں ایک سو اڑتالیس شیعوں کو ہلاک کیا۔ انہیں تختہ دار پر لٹکا کر پھانسی دی جانے کے سزا سنائی جاتی ہے۔

اتوار 29 اکتوبر:

سرکاری وکلاء کے پینل کے سربراہ جعفر المساوی کہتے ہیں کہ چونکہ ابھی تک چند عدالتی لوازمات مکمل نہیں ہوئے اس لیے صدام حسین کے مقدمہ کا فیصلہ جو پانچ نومبر کو متوقع ہے اس میں دو ہفتے تک کی تاخیر ہو سکتی ہے۔

Marfat.com

جمعرات 27 جولائی:

صدام حسین اپنی آخری پیشی پر عدالت میں پیش نہیں ہوتے لیکن دوسرے دو ملزمان' عراق کے سابق نائب صدر طہٰ یاسین رمضان اور عود حماد البند رعدالت میں حاضر ہوتے ہیں۔

آج یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ صدام کی قسمت کا فیصلہ اکتوبر میں ہو جائے گا۔

بدھ 26 جولائی:

صدام دوبار عدالت میں آتے ہیں لیکن ان کا کہنا ہے کہ انہیں زبردستی ان کے ہسپتال سے لایا گیا ہے۔

ان کا کہنا ہے کہ "اگر انہیں سزائے موت سنائی جاتی ہے تو وہ چاہیں گے کہ انہیں پھانسی دینے کی بجائے گولی ماری جائے۔ مجھ جیسے فوجی شخص کے لیے سزائے موت دیے جانے کا بہتر طریقہ گولی مارنا ہے"۔

صدام حسین بھوک ہڑتال کی وجہ سے کمزور دکھائی دے رہے ہیں' تاہم آج بعد میں بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے کھانا پینا شروع کر دیا ہے۔

پیر 24 جولائی:

مقدمہ کی کارروائی دوبارہ شروع ہوتی ہے لیکن صدام حسین بھوک ہڑتال کی وجہ سے بیمار ہیں اور عدالت میں حاضر نہیں ہوتے۔

ان کے علاوہ باقی تمام ملزمان بھی عدالت کی کارروائی میں حصہ لینے سے یہ کہہ کر انکار کرتے ہیں ان کے خلاف مقدمہ منصفانہ انداز میں نہیں چلایا جا رہا۔

آج چیف جج رؤف عبدالرحمٰن عراقی انٹیلی جنس کے سابق سربراہ برزان ابراہیم التکریتی کو' جو کہ صدام کے سوتیلے بھائی بھی ہیں' کہتے ہیں کہ ان کے ہاتھ خون سے رنگے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

منگل 11 جولائی:

چیف جج کارروائی ملتوی کر دیتے ہیں اور صدام اور ان کے ساتھیوں کے وکلاء کو تاکید کرتے ہیں کہ وہ عدالت کا بائیکاٹ ختم کریں۔

صدام اور ان کے ساتھی آج بھی عدالت میں نہیں آتے سوائے دو چھوٹے مجرموں کے۔

پیر 10 جولائی:

صدام حسین عدالت کے بائیکاٹ کا اعلان کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ کارروائی ''بین الاقوامی اور عراقی قوانین کا تمسخر اڑانے سے کم نہیں اور اس کے پیچھے امریکہ کے گھٹیا عزائم ہیں۔''

صدام یہ بیان آج اس وقت دیتے ہیں جب عدالت دفاع کے وکلاء کے دلائل کو سمیٹنا شروع کر دیتی ہے۔

صدام کے علاوہ دو دوسرے بڑے ملزموں کے وکلاء بھی کہتے ہیں کہ جب تک ان کی حفاظت کے لیے خاطر خواہ انتظامات نہیں کیے جاتے وہ بھی عدالت کی کارروائی کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔

پیر 19 جون:

استغاثہ کے وکلاء کے سربراہ ملزمان کے خلاف اپنے دلائل سمیٹتے ہوئے عدالت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ صدام حسین، ان کے سوتیلے بھائی اور طہ یاسین رمضان کو سزائے موت دی جائے۔ ان کا کہنا تھا یہ لوگ زمین پر بدعنوانی پھیلا رہے تھے، حتی کہ شجر بھی ان کے ظلم سے محفوظ نہیں تھے۔

کارروائی دس جولائی تک ملتوی کر دی جاتی ہے جب وکیل صفائی اپنے آخری

Marfat.com

دلائل دیں گے۔اس کے بعد پانچوں ججوں پر مشتمل پینل فیصلہ لکھنے کے لیے تخلیہ میں چلا جائے گا۔

آج سرکاری وکیل کہتے ہیں کہ بعث پارٹی کے اہلکار محمد عزام عزاوی کے خلاف الزامات واپس لیے جاتے ہیں اور وہ عدالت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ عزاوی کو بری کر دیا جائے۔

منگل 13 جون:

چیف جج کارروائی کا آغاز کرتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ وکلاء صفائی کے لیے دلائل دینے کا آخری موقع ہے۔ چیف جج ملزمان اور ان کے وکلاء کو ڈانٹتے ہیں کہ وہ لوگ طویل تقریریں کرنا بند کریں۔ ''آپ لوگ باسٹھ گواہوں کو بلا چکے ہیں۔ اگر یہ کافی نہیں ہیں تو میں ایک سو گواہ بلا لوں تو بھی آپ کے لیے ناکافی ہوں گے۔

پیر 12 جون:

کارروائی کے دوبارہ آغاز کے موقع پر ہنگامہ آرائی ہو جاتی ہے۔ صدام کے سوتیلے بھائی برزان التکریتی جج سے تکرار شروع کر دیتے ہیں جس پر سکیورٹی اہلکار انہیں اٹھا کر عدالت سے باہر لے جاتے ہیں۔

وکیل صفائی عدالت سے مزید وقت مانگتے ہیں۔ وکیل کرٹس ڈوبلر کہتے ہیں کہ جس انداز میں مقدمہ چلایا جا رہا ہے اس سے وکلاء صفائی کو شدید مسائل کا سامنا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وکیل استغاثہ کو اپنے دلائل کے لیے پانچ ماہ دیے گئے جبکہ وکلاء صفائی کو کہا جا رہا ہے کہ وہ اپنے دلائل چند ہفتوں میں مکمل کریں۔

جج عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ان چار گواہوں کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے جنہوں نے گذشتہ ہفتے الزام لگایا تھا کہ استغاثہ نے انہیں غلط گواہی دینے کے لیے رشوت

Marfat.com

کی پیش کش کی ہے۔
چار میں سے تین گواہوں نے عدالت میں کہا تھا کہ جن لوگوں کو ہلاک کرنے کے الزام میں صدام اوران کے ساتھیوں پر مقدمہ چل رہا ہے ان میں سے کئی زندہ ہیں۔
جج نے کہا کہ ہمیں معلوم ہے کہ یہ لوگ جھوٹ بول رہے تھے اس لیے ان کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے۔

پیر 5 جون:

وکلاء صفائی عدالت میں ان کے موکلوں کے خلاف پیش کیے جانے والے دستاویزی ثبوتوں کو چیلنج کرتے ہیں۔ ان کا مطالبہ ہے کہ عدالتی کارروائی روک کر پہلے یہ طے کیا جائے کہ یہ دستاویزات درست ہیں یا نہیں۔

بدھ 31 مئی:

وکلاء صفائی الزام لگاتے ہیں استغاثہ عدالت میں جو ثبوت پیش کر رہا ہے وہ من گھڑت ہیں۔ استغاثہ الزام کی تردید کرتا ہے۔ صدام حسین اور دوسرے ملزمان کی طرف سے پیش کیے جانے والے ایک گواہ کا کہنا ہے کہ استغاثہ نے انہیں اپنا بیان بدلنے کے لیے کہا اور انہیں رشوت کی پیش کش بھی کی۔

منگل 30 مئی:

گواہان صفائی میں سے ایک عدالت کو بتاتا ہے کہ جن 148 افراد کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ انہیں صدام حسین کا تختہ الٹنے کی کوشش کے جرم میں صدام اوران کے ساتھیوں نے ہلاک کر دیا تھا ان میں سے 23 درحقیقت زندہ ہیں۔
اس پر جج وکلاء صفائی کو کہتے ہیں کہ وہ اپنے گواہوں کی تعداد کم رکھیں کیونکہ عدالت کو غرض معیاری گواہی سے ہے نہ کہ گواہوں کی تعداد سے۔

Marfat.com

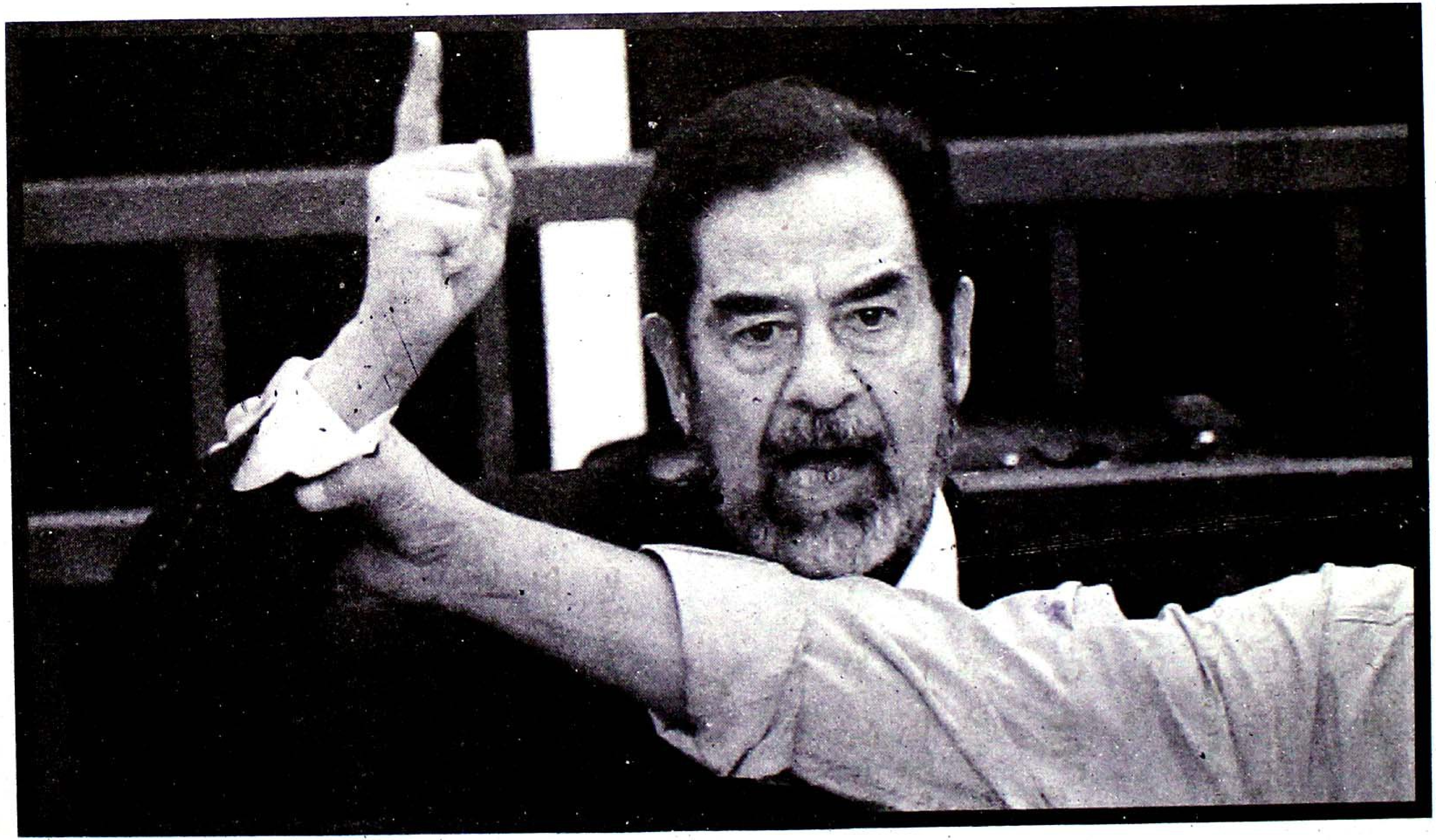

گارڈ، صدام حسین کو دوران عدالت بات کرنے سے روک رہا ہے۔

Marfat.com

بدھ 24 مئی:

عراق کے سابق نائب وزیر اعظم طارق عزیز صدام حسین کے گواہ کے طور پر پیش ہوتے ہیں وہ اپنے بیان میں کہتے ہیں کہ صدام حسین کئی دہائیوں تک ان کے ساتھی رہے ہیں۔

پیر 15 مئی:

آج استغاثہ کی طرف سے دلائل مکمل ہونے پر صدام حسین اپنی صفائی میں کچھ کہنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ جب پوچھا جاتا ہے کہ وہ الزامات کے جواب میں کیا کہتے ہیں تو صدام حسین کہتے ہیں کہ میں ان الزمات کے جواب میں ہاں یا نہ نہیں کہہ سکتا۔ میں عراق کے عوام کی رضا مندی سے عراق کا صدر بنا ہوں اور میں آج بھی عراق کا صدر ہوں۔

پیر 24 اپریل:

استغاثہ عدالت میں ایک گفتگو کی ریکارڈنگ سناتا ہے جس کے بارے میں اس کا کہنا ہے کہ یہ اس ٹیلیفون گفتگو پر مبنی ہے جو صدام حسین اور سابق نائب صدر کے درمیان دجیل میں ہلاکتوں کے بعد ہوئی۔

پیر 17 اپریل:

استغاثہ دعویٰ کرتا ہے کہ ماہرین نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ ایک دستاویز جس پر دجیل میں 148 افراد کو ہلاک کر دینے کے احکامات ہیں اس پر جو دستخط ہیں وہ خود صدام حسین کے ہیں۔

Marfat.com

وکلاء صفائی کہتے ہیں کہ مذکورہ ماہرین آزاد نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کے وزارت داخلہ کے ساتھ مراسم ہیں۔ اس پر عدالت ماہرین کو دستخطوں کے بارے میں حتمی رپورٹ تیار کرنے کے لیے مزید وقت دیتی ہے۔

بدھ 5 اپریل:

آج صدام حسین پر جرح کا آغاز ہوا۔ صدام حسین نے اپنے خلاف پیش کیے گئے ثبوتوں کو جعلی کہہ کر رد کر دیا۔ اس کے علاوہ وہ الزام لگاتے ہیں کہ ان کے خلاف پیش کیے جانے والے گواہوں پر دباؤ ڈال کر استغاثہ اپنی مرضی کی شہادتیں دلوا رہا ہے۔

بدھ 15 مارچ:

صدام حسین اپنے باقاعدہ دفاع کا آغاز کرتے ہوئے عدالت کو محض ''مذاق'' قرار دیتے ہیں۔

اس موقع پر وہ سمارا میں ایک شیعہ مزار پر حملہ کے حوالے سے عراقی عوام کو خبردار کرتے ہیں اس سے ملک میں فرقہ وارانہ جنگ شروع ہو سکتی ہے' تاہم وہ ''امریکی حملے کے خلاف مزاحمت'' کو سراہتے ہیں۔

جج صدام کو خبردار کرتے ہیں کہ وہ عدالت کو سیاسی تقاریر کے لیے استعمال نہیں کر سکتے' جس کے بعد ذرائع ابلاغ کو بھی عدالت سے چلے جانے کے لیے کہا جاتا ہے۔

پیر 13 مارچ:

ایک ملزم عواد حامد البندر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ انہوں نے دوجیل کے 148 شیعوں کو سزائے موت دی لیکن ان کا کہنا ہے کہ ایسا انہوں نے قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے کیا تھا۔

البندر جو ایک انقلابی عدالت کے سربراہ تھے' کا کہنا تھا کہ تمام ملزمان پر باقاعدہ مقدمہ چلایا گیا تھا۔ اس کے جواب میں استغاثہ نے کہا کہ ایسی کوئی عدالتی کارروائی نہیں ہوئی تھی۔

Marfat.com

بدھ یکم مارچ:

آج عدالت میں ایک ڈرامائی کیفیت پیدا ہو گئی۔ صدام حسین نے اچانک اعلان کیا کہ ان کے دور اقتدار میں جو کچھ ہوا وہ اکیلے اس کے ذمہ دار ہیں اس لیے باقی ملزمان کو بری کر دیا جائے۔

انہوں نے دجیل میں مارے جانے والوں کے کھیتوں کو تباہ کر دینے کا اقرار بھی کیا لیکن ان کا اصرار تھا کہ یہ اقدام غیر قانونی نہیں تھا۔

پیر 13 فروری:

جب صدام کو بائیکاٹ کے بعد دوبارہ عدالت میں زبردستی لایا گیا تو انہوں نے خاصا شور شرابا کیا۔ انہوں نے امریکہ اور عدالت کے نئے جج کے خلاف نعرہ بازی کی۔ ''یہ عدالت نہیں'' یہ محض ایک کھیل ہے۔ اس پر جج نے کہا کہ قانون کہتا ہے کہ اگر ملزم عدالت میں نہ آئے تو اسے زبردستی لایا جا سکتا ہے۔

جمعرات 2 فروری:

صدام اور ان کے ساتھیوں کے بائیکاٹ کی وجہ سے کوئی بھی ملزم عدالت میں حاضر نہیں ہوا۔

بدھ یکم فروری:

چیف جج نے کہا کہ اگر صدام حسین اور ان کے ساتھی عدالت میں نہیں بھی آتے وہ مقدمہ کی کارروائی جاری رکھیں گے۔

اتوار 29 جنوری:

کارروائی شروع ہونے کے چند ہی منٹ بعد صدام حسین عدالت سے اٹھ کر

Marfat.com

چلے گئے۔ جج نے وکلاء صفائی کو تنبیہ کی کہ وہ اپنے موکلوں کو سمجھائیں۔ جج نے ان پر الزام لگایا کہ وہ اپنے موکلوں کو کارروائی میں خلل ڈالنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔

منگل 24 جنوری:

ملزمان کے بائیکاٹ اور غیر حاضری کی وجہ سے سماعت ملتوی کر دی گئی۔

بدھ 21 دسمبر 2005

صدام حسین نے عدالت کو بتایا کہ حراست میں لیے جانے کے بعد امریکی فوجیوں نے ان پر تشدد کیا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ ان کے سارے جسم پر تشدد کے نشانات ہیں۔ عدالت نے ان کے اس دعوے کو مضحکہ خیز قرار دیا۔

آج استغاثہ کی طرف سے گواہ پیش ہوئے جنہوں نے بتایا کہ ان کے والدین پر ان کی آنکھوں کے سامنے تشدد کیا گیا اور ان میں سے کچھ کو جان سے مار دیا گیا تھا۔

اس پر برزان التکریتی عدالت میں کھڑے ہو کر چیخنے لگے۔ انہوں نے کہا کہ وہ ایک سیاستدان ہیں مجرم نہیں "میرے ہاتھ بالکل صاف ہیں۔"

بدھ 7 دسمبر 2005

آج عدالت کا زیادہ تر وقت صدام حسین کو کارروائی کا بائیکاٹ کرنے سے روکنے پر صرف ہوا۔

منگل 6 دسمبر 2005

عدالت نے دجیل کے تین گواہوں کے بیانات سنے جن کو اجازت دی گئی تھی کہ وہ اپنی شناخت ظاہر کیے بغیر پردے کے پیچھے سے بیان ریکارڈ کرا سکتے ہیں۔

Marfat.com

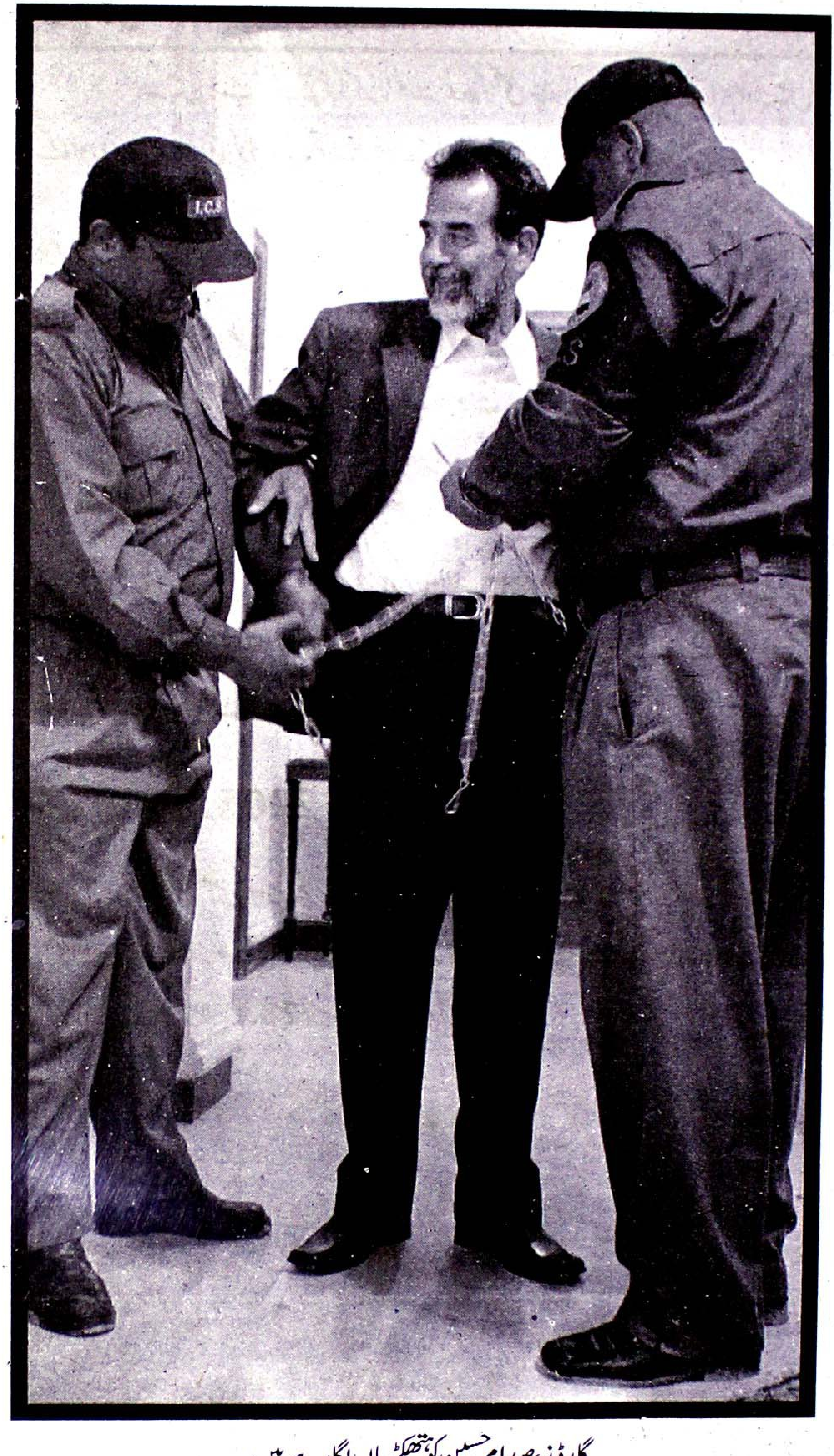

گارڈز، صدام حسین کو ہتھکڑیاں لگا رہے ہیں۔

Marfat.com

بعد میں جب جج نے کہا کہ سماعت بدھ کو بھی جاری رہے گی تو صدام غصہ میں آ گئے اور انہوں نے جج کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ''جہنم میں جاؤ تم۔''

پیر 5 دسمبر:

استغاثہ کی طرف سے آج پہلے گواہ کو پیش کیا گیا۔ گواہ کا بیان شروع ہوتے ہی صدام حسین نے کہنا شروع کر دیا کہ وہ سزائے موت سے نہیں ڈرتے۔

پیر 28 نومبر:

عدالت نے ایک گواہ کا بیان سنا جو 1982ء میں دجیل میں ہونے والی ہلاکتوں کے وقت انٹیلی جنس افسر تھے۔ اس موقع پر صدام حسین کی طرف سے چار گواہ پیش ہونا تھے لیکن وہ عدالت میں تھے۔

بدھ 19 اکتوبر 2005

صدام حسین اور دیگر کے خلاف مقدمے کی سماعت کا آغاز انتہائی سخت حفاظتی انتظامات میں ہوا۔ صدام حسین نے عدالت کو ماننے سے انکار کیا۔ صرف تین گھنٹے کی کارروائی کے بعد سماعت 28 نومبر تک ملتوی کر دی گئی۔

Marfat.com

باب 9

کون سا صدام زیادہ خطرناک؟

جب سے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے عراق پر قبضہ کے بعد صدام حسین اور ان کے ساتھی روپوش ہوئے تھے دنیا بھر کے مسلمانوں کی اکثریت یہ سوال کر رہی تھی کہ صدام کے ساتھ کیا ہوگا اور امریکہ جو اپنے لیے کام کرنے والے آمروں کو آخر کار درس عبرت بناتا ہے صدام کے لیے کون سا طریقہ استعمال کرے گا؟

اس سلسلے میں ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں تھی جنہیں یقین تھا کہ صدام عراق سے پہلے ہی عراق سے امریکہ منتقل ہو چکا تھا اور امریکہ ہی میں ہے اور امریکہ نہیں چاہتا کہ صدام سامنے آکر ساری دنیا کو یہ بتائے کہ وسیع تباہی کے جن ہتھیاروں کو عراق پر قبضے کا جواز بنایا گیا ہے وہ کردوں اور ایرانیوں کے خلاف استعمال ہونے والے کیمیائی ہتھیاروں کی طرح خود امریکہ اور برطانیہ ہی کے تیار اور فراہم کردہ تھے۔

تاہم عراق میں موجود امریکی اتحادی افواج اور انتظامیہ یہ تاثر دینے میں اب تک کامیاب رہے ہیں کہ ان کے خلاف کارروائیاں منظم کرنے والے صدام حسین کے ساتھی ہی ہیں اور اگر ان کے ان باون انتہائی مطلوب لوگوں اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا جائے یا کسی طرح ختم کر دیا جائے تو مزاحمت کی تحریک دم توڑ جائے گی۔

اس کا اندازہ لگانے کے لیے پال بریمر کے ان الفاظ کو ذہن میں رکھا جانا

Marfat.com

چاہیے کہ اب تمام عراقیوں کو مخالفت چھوڑ کر عراق کی تعمیر میں حصہ لینا چاہیے۔

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ وہ مزاحمت کرنے والوں کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔

اس سے قطع نظر کہ مزاحمت کرنے والے حلقے کون سے ہیں اور انہیں اس وقت بھی وسائل اور توانائی کہاں سے حاصل ہو رہی ہے یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ یہ صرف صدام حسین نہیں تھے بلکہ مزاحمتی گروپوں کو ہمسایہ عرب ممالک خصوصاً سعودی عرب کی حمایت حاصل ہے۔ صدام حسین کی پھانسی کے بعد بھی مزاحمتی تحریک جاری ہے۔

واضح رہے کہ جس روز صدام کو پھانسی دی گئی تھی اس روز ہونے والے دھماکے میں ستر اور دوسرے روز کار بموں سے کیے جانے والے دو دھماکوں میں کم از کم اسّی افراد ہلاک بتائے گئے۔ جبکہ ایک کار بم ناکارہ بنا دیا گیا۔

اکثر مبصرین کا یقین ہے عراق پر حملے کا مقصد صرف صدام حسین کی پھانسی یا اسیری نہیں عراق پر قبضہ تھا جو اسی کارروائی کا تسلسل ہے جو کویت پر صدام سے حملہ کرا کر شروع کی گئی تھی اور جس کے نتیجے میں کم نرخوں پر تیل کا حصول اور اسرائیل کے لیے ممکنہ خطرات کو کم کرنے کا مقصد حاصل کیا گیا تھا۔

امریکی صدر جارج ڈبلیو بش نے صدام حسین کی گرفتاری کے بعد پریس کانفرنس کے دوران عندیہ دیا تھا کہ صدام کے ساتھ جو کچھ بھی کیا جائے گا وہ ایسے انصاف پر مبنی ہوگا جو عالمی توقعات پر پورا اترے گا۔

امریکی صدر کے یہ الفاظ بہت کچھ کہتے ہیں۔ ظاہر ہے ان سے زیادہ کسے اس بات کا علم ہوگا کہ امریکہ جو کچھ کر رہا ہے اس پر عالمی برادری کی رائے کیا ہے اور وہ کس حد تک انصاف اور اصولوں کے ان تقاضوں پر پورا اترتا ہے جو عالمی برادری کے لیے قابل قبول ہو سکتے ہیں۔

اس وقت امریکہ کے لیے یا خاص طور پر بش انتظامیہ کے لیے عالمی برادری کو مطمئن کرنا یا یہ تاثر دینا کہ وہ کیوں ضروری ہے؟ کیا امریکہ واقعی عالمی برادری کے رائے یا

Marfat.com

محسوسات کو اتنی اہمیت دیتا ہے کہ اس کی وجہ سے اپنے مفادات کو پس پشت ڈال دے؟ اب تک کی تاریخ تو اس کی تائید نہیں کرتی۔

مبصرین کا کہنا ہے کہ عراق میں امریکہ کو جن حالات کا سامنا کرنا پڑا اسے ان کی توقع نہیں تھی اس لیے سارا معاملہ تاخیر اختیار کر گیا۔ ایسا کیوں ہوا' اور وہ لوگ کیا ہوئے جنہیں اپنے نئے آقاؤں کا ہاروں اور پھولوں سے خیر مقدم کرنا تھا' یہ ایک الگ موضوع ہے۔ لیکن خلاف توقع حالات نے بہت کچھ تبدیل کر دیا ورنہ تو اب تک خطے میں کچھ اور بڑے واقعات بھی پیش آ چکے ہوتے۔

تاہم ان مبصرین کے مطابق اب صدام حسین ایک وجود نہیں ایک علامت ہیں' امریکہ انہیں آمریت اور ظلم و جبر کی علامت ثابت کر رہا ہے تاکہ وہ قابل نفرت بن جائیں اور یہی ان عراقیوں کی خواہش بھی ہے جو قابضین کا ساتھ دے رہے ہیں۔

ان مبصرین کے مطابق اس میں تو شک نہیں کہ صدام حسین ایک ظالم اور جابر حکمران تھے۔ انہوں نے کویت پر حملے کے بعد بغاوت کرنے والے اہل تشیع کے خلاف انتہائی ظالمانہ کارروائی کی' انہوں نے کردوں کو بھی گیس کا نشانہ بنایا اور ان میں سے بہت سوں کو ملک چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ لیکن یہ ساری باتیں عراقی اکثریت کے لیے بے اثر ہو چکی ہیں اور خاص طور پر عراق پر قبضے کے بعد صدام کے لیے نفرت پیدا کرنے کے لیے یہ سب مؤثر ثابت نہیں ہو سکیں۔

ان مبصرین کا کہنا ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو جان لینا چاہیے کے برسر اقتدار سے زیادہ خطرناک روپوش صدام تھا اور اس سے زیدہ اسیر صدام ہے اور اس سے بھی زیادہ مقتول صدام ہے کیونکہ اس درمیانی عرصے نے ان سارے داغوں کو دھو دیا ہے جو انہوں نے اپنے دور اقتدار میں اپنے دامن پر لگائے تھے۔

اب جس صدام کو پھانسی دی گئی ہے وہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی مزاحمت کرنے اور اپنی مسلمان قوم کو غلامی سے بچانے کی کوشش کرنے والا رہنما ہے۔ مغرب اس بات کو اب تک نہیں سمجھ سکا کہ مسلمان ثقافتی اور تہذیبی طور پر اس حکمران کے مقابلے میں

Marfat.com

کرنے اور اپنی مسلمان قوم کو غلامی سے بچانے کی کوشش کرنے والا رہنما ہے۔ مغرب اس بات کو اب تک نہیں سمجھ سکا کہ مسلمان ثقافتی اور تہذیبی طور پر اس حکمران کے مقابلے میں ایسے حکمران کے زیادہ مداح ہوتے ہیں جو کمزور ہونے کے مقابلے میں طاقتور منتظم ہوں اور عراق کی تاریخ تو اس کا ایک ناقابل تردید حوالہ رکھتی ہے۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی فراموش نہیں کی جانی چاہیے کہ صدام حسین کی گرفتاری کے خلاف دنیا بھر میں جلوس نکالے گئے۔ اور کروڑوں مسلمان سوگوار ہیں۔ عراق میں صدام کی حمایت میں کئی مظاہرے ہوئے۔ شاید اس لیے کہ عراقی ابھی یہ نہیں بھول سکے کہ صدام حسین کے دور میں عراقی دینار ساڑھے تین امریکی ڈالروں کے مساوی بھی رہا ہے اور یہ بھی کہ عراق ایک تیل پیدا کرنے والا ایک ایسا ملک ہے جس نے دنیا کو کاشتکاری، شہریت اور علم سے روشناس کرایا۔ ایسا فخر رکھنے والی قوم کو کتنے عرصے تک غلام رکھنا ممکن ہو گا؟'

Marfat.com

باب 10

دجیل میں کیا ہوا تھا؟

صدام حسین پر اس وقت سن انیس سو اٹھاسی میں حلبجہ میں پانچ ہزار کردوں کو ایک کیمیاوی حملے میں قتل کرنے اور پہلی جنگ خلیج کے بعد ہزاروں شیعہ اور کرد شہریوں کو ہلاک کرنے کا الزام تھا۔

سابق عراقی صدر سمیت ان کے سات دیگر ساتھیوں کے خلاف قائم پہلے مقدمے کے بارے میں بہت کم معلومات ہیں۔ یہ مقدمہ عراق کے دجیل نامی علاقے میں ایک سو اڑتالیس افراد کی ہلاکت سے متعلق ہے۔ یہ علاقہ شیعہ اور سنی ملتی جلتی عرب آبادی کا گاؤں ہے اور بغداد کے شمال میں ساٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب دجیل کے بہت سے افراد ایران کے خلاف وہ جنگ لڑ رہے تھے جو صدام حسین نے اٹھارہ ماہ قبل شروع کی تھی۔ اس وقت جنگی صورت حال عراق کے خلاف تھی اور صدام حسین کو مدد کی ضرورت تھی۔

آٹھ جولائی انیس سو بیاسی کو صدام نے اس علاقے کے دورے کا فیصلہ کیا اور اس دورے کی فلم حکومت کے ایک فوٹوگرافر نے بنائی۔ یہ فلم ابھی حال ہی میں منظر عام پر آئی ہے اس فلم میں صدام کو وہاں ایک خاندان کے لوگوں سے' گلیوں میں لوگوں سے ملتے اور مقامی بعث پارٹی کے دفتر کے باہر خوش باش ہجوم سے خطاب کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ جس میں وہ جنگ میں حمایت پر دجیل کے بیٹوں کا شکریہ ادا کر رہے ہیں۔

Marfat.com

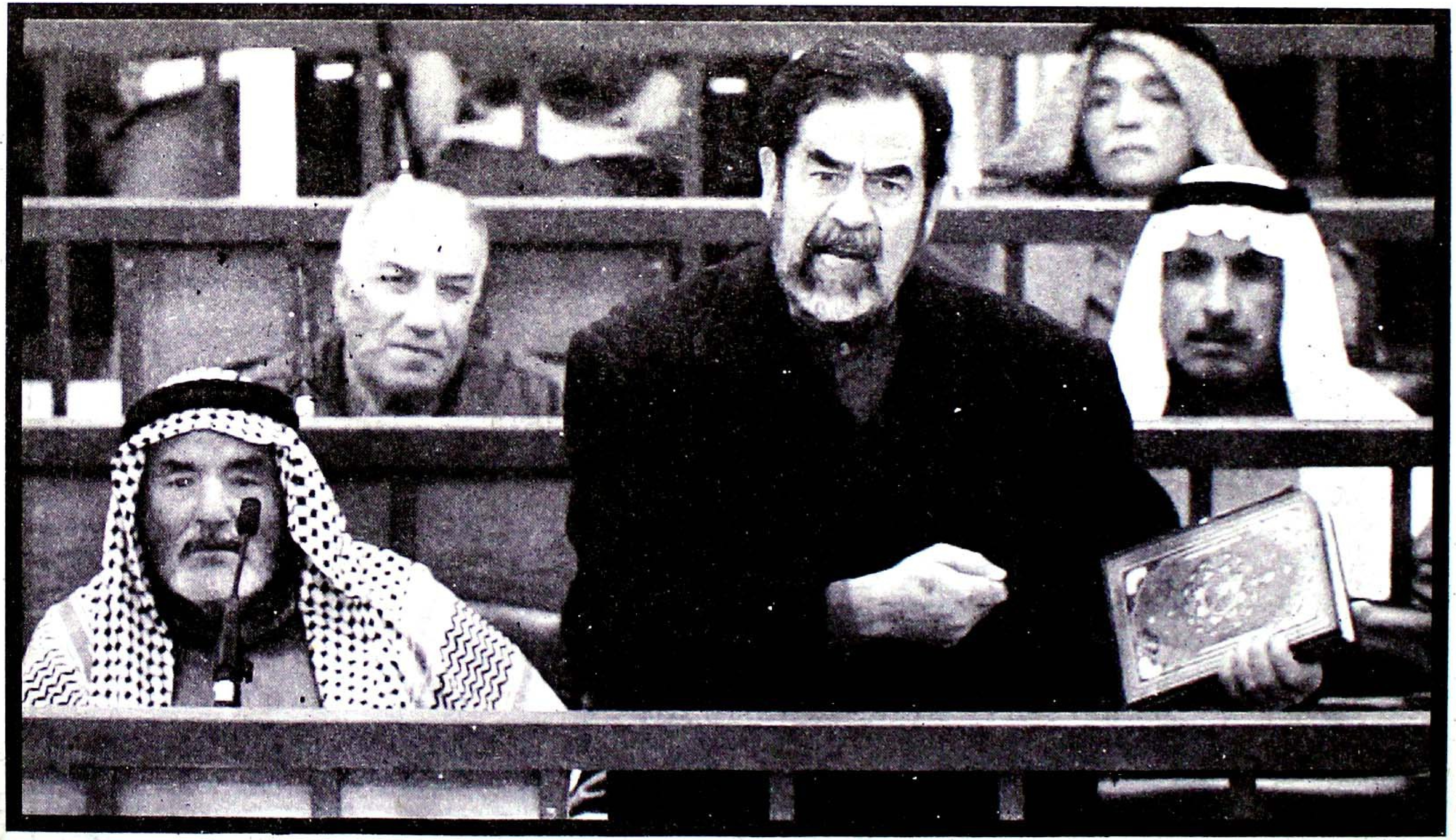

عراق کے سابق صدر صدام حسین قرآن مجید اٹھا کر عدالت میں اپنا بیان ریکارڈ کروا رہے ہیں۔

Marfat.com

اس کے بعد منظر تبدیل ہو جاتا ہے جیسے ہی صدر کا قافلہ گاؤں سے باہر جاتا ہے۔اچانک کھجوروں کے جھنڈ میں چھپے ہوئے لوگوں کا ایک گروہ گولیاں برسانی شروع کر دیتا ہے۔ کیمرہ نے ان مناظر کو نہیں فلمایا لیکن اس موقع پر موجود محمد الحتاوی کو وہ سب کچھ بہت اچھی طرح یاد ہے۔

وہ بتاتے ہیں کہ جب ہم نے گولیوں کی آوازیں سنیں تو اسکے بعد ہم نے گاؤں واپس آنے والوں سے پوچھنا شروع کیا کہ کیا ہوا۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ فائرنگ صدر کی تقریبات کا حصہ ہے لیکن دوسروں نے کہا کہ نہیں، صدر کو مار دیا گیا۔لیکن صدر کو نہیں مارا گیا۔ کچھ اسلحہ بردار غائب تھے اور ان میں سے بہت سے صدر کے باڈی گارڈوں کی گولیوں کا نشانہ بن کر ہلاک ہو گئے۔

ہلاکتوں کی اس کوشش کے حوالے سے عراقی رہنما کا ردعمل بہت غیر متوقع تھا اور وہ بغداد جانے کی بجائے دجیل واپس آئے۔اس موقع پر صدام حسین نے ایک دوسری تقریر کی جس میں انہوں نے دہشت گردوں کے ایک چھوٹے سے گروہ کو گاؤں سے اکھاڑنے کا وعدہ کیا۔ اس گروہ کو انہوں نے غیر ملکی ایجنٹ کہا اس سے ان کا مطلب ایرانیوں سے تھا۔

اس واقعے کے اگلے چند دنوں میں بڑے پیمانے پر فوجی آپریشن کے بعد بہت سے افراد صدر کو قتل کرنے کی سازش کے جرم میں گرفتار کر لیے گئے۔اس آپریشن میں ٹینکوں اور ہوائی جہازوں نے بھی حصہ لیا۔

گرفتار ہونے والوں میں گن مین کریم کے والد خادم جعفر بھی شامل تھے۔ان کا کہنا ہے کہ ”وہ میرے سارے خاندان کو لے گئے۔تقریباً ہم ایک سو پچاس کے قریب تھے۔وہ ہمیں انٹیلی جنس ہیڈکوارٹر لے گئے جہاں ہم ایک ماہ رہے اس کے بعد دو سال ابو غریب میں اور پھر انہوں نے ہمیں صحرا میں بھیج دیا۔“

خادم کی طرح بہت سے گرفتار ہونے والے لوگ واپس دجیل نہیں آئے بلکہ ممکن ہے کہ 1985ء کے آخر تک انہیں مار دیا گیا ہو۔

Marfat.com

صدام کے مقدمہ میں استغاثہ کو اب یہ ثابت کرنا تھا کہ ان تمام واقعات میں صدام حسین ذاتی طور پر ملوث تھے۔

عدالتی معاملات کے ماہر ایک وکیل پروفیسر مائیکل شارف کا کہنا تھا کہ ''استغاثہ کو جو بات ثابت کرنا ہے وہ یہ ہے کہ صدام نے اس سارے عمل کے احکامات جاری کیے لیکن یہ اس اعتبار سے مشکل ہے کیونکہ صدام کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ تحریری طور پر احکامات نہیں دیتے تھے کیونکہ وہ کوئی نشان نہیں چھوڑنا چاہتے تھے۔''

پروفیسر کا کہنا ہے کہ استغاثہ نے دجیل کو پہلے کیس کے طور پر اس لیے منتخب کیا ہے کیونکہ ان کے خیال میں صدام کے خلاف اس کیس میں جان ہے اور اس سلسلے میں تمام شہادتوں اور ضروری کاغذی ثبوتوں پر تفتیش کار کئی مہینوں سے تفتیش جاری رکھے ہوئے تھے۔

عدالت میں ثبوتوں کے پیش ہونے کے بعد ہی اس کیس کے مضبوط ہونے کا علم ہو سکا اور اس کے بعد دجیل کے لوگ یقین کے ساتھ یہ جان گئے کہ ان کے رشتہ دار کیسے مرے۔ ان میں سے بہت سوں کو اب بھی یقین تھا کہ ان کے رشتہ دار زندہ ہیں اور عراق کی کسی دور دراز جیل میں ہیں لیکن شہادتوں اور ثبوتوں کے بعد انھیں بتایا گیا کہ پکڑے جانے والے سب لوگ مار دیے گئے تھے۔

Marfat.com

باب 11

خدشات جو حقیقت بن گئے

ایک برطانوی صحافی جان سیمسن لکھتے ہیں یہ تین سال قبل' عراق پر حملوں سے چند ہفتے پہلے کی بات ہے۔ میں قاہرہ کے ایک بڑے ہوٹل میں سعودی وزیر خارجہ شہزادہ سعودالفیصل کا انٹرویو کر رہا تھا۔ اس وقت انہوں نے ان خطرات کی نشاندہی کی جو حملے کے بعد پیدا ہو سکتے تھے۔

''امریکی اور برطانوی فوجی عراق میں کئی برسوں کے لیے پھنس جائیں گے۔ سنیوں اور شیعوں میں سول وار ہو گی۔ ان سب سے فائدہ صرف اور صرف ایرانی حکومت کو ہوگا''۔ میں نے ان سے پوچھا کہ جب آپ امریکیوں کو یہ بتاتے ہیں تو وہ کیا جواب دیتے ہیں؟

سعودالفیصل نے کہا: ''وہ سنتے بھی نہیں۔''

بغداد میں گذشتہ تین برسوں کے قیام کے دوران میں نے ان کی پیشین گوئیوں کو ایک ایک کر کے حقیقت میں تبدیل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

اس کی پہلی کڑی لوٹ مار تھی۔ جیسے ہی صدام حسین بغداد سے فرار ہوئے' عوام نے پرانے نظام کے ہر ایک نشان کو توڑنا شروع کر دیا' اس بات کی پرواہ کیے بغیر کہ اس کے نقصانات بھی ہو سکتے ہیں۔

Marfat.com

صدام حسین کمرہ عدالت میں جج کی کسی بات پر قہقہہ لگا رہے ہیں۔

Marfat.com

میں نے لوگوں کے ہجوم کو دیکھا جو ایک ہسپتال پر دھاوا بولے ہوئے تھے' ایسا سامان بھی لوٹ کر لے جا رہے تھے جوان کے کسی کام کا تو نہ تھا لیکن ہسپتال چلانے کے لیے ضروری تھا۔

اس وقت تک عراقیوں نے سوچا تھا کہ امریکہ سب سے زیادہ طاقتور ہے اور ان کی مدد کے لیے یہاں آیا ہے۔ اسی وقت یہ تاثرات بدلنا شروع ہو گئے۔

اگلے ایک سال' تھوڑی سی احتیاط کے ساتھ' آپ بغداد کا چکر لگا سکتے تھے' اور ملک کے دوسرے حصوں کا بھی دورہ کر سکتے تھے۔

جب ہم صحافتی ڈیوٹی پر اردن سے فلوجہ کے ذریعے سفر پر نکلے' یا کویت سے حلہ اور ناصریہ کے ذریعے بغداد کے لیے روانہ ہوئے ہمیں کبھی کبھی تو خدشہ رہتا تھا لیکن ہم ہمیشہ منزل پر پہنچنے میں کامیاب رہے۔ لیکن اب حالات یہ ہیں کہ سفر کرنے کا واحد ذریعہ طیارہ بچ گیا ہے۔

دیگر ذرائع ابلاغ کی طرح بی بی سی کا دفتر بغداد کے مرکز میں' ہائی سیکورٹی والے گرین زون میں نہیں۔ تاہم ہمارے دفتر پر انتہائی سیکورٹی ہے۔

اپریل دو ہزار چار میں' فلوجہ پر امریکی حملے کے ساتھ' عراق میں سب کچھ تبدیل ہو گیا۔ شہر چھوٹا ہے' لیکن مزاحمت کاروں پر کنٹرول حاصل کرنے میں وقت لگا۔ تاہم مکمل کامیابی نہیں ملی۔ امریکی آپریشن کی سفاکی نے عراق میں عوامی رائے غصے میں تبدیل کر دی۔

بالکل اسی وقت عراقی سیاست دانوں کی بات نہ مانتے ہوئے امریکیوں نے ریڈیکل شیعہ رہنما مقتدیٰ الصدر کے خلاف بھی کارروائی کر دی۔

اس کے بعد سے مرکزی عراق کے شہر اور قصبے پرخطر ہو گئے۔ ہمیں ''آئی ای ڈی'' کا لفظ بار بار سنائی دینے لگا' جس کا مطلب ہوتا ہے دستی بم۔

اگلا اہم موڑ تھا جنوری دو ہزار پانچ کا الیکشن چونکہ مزاحمت کاروں نے ووٹروں کی بڑی تعداد اور جوش و خروش دیکھا' اس لیے تشدد کافی کم ہو گیا۔ مزاحمت کاروں نے

Marfat.com

انتظار کیا اس بات کا کہ کیا وہ نئی حکومت کے ساتھ کچھ کر سکتے ہیں۔ لیکن تین مہینوں تک کوئی حکومت وجود میں نہیں آئی' سیاست دان آپس میں لڑتے رہے' وقت گزرتا گیا۔ پھر کیا تھا' تشدد اپنے پرانے پیمانے پر لوٹ آیا۔

گذشتہ سال جولائی میں خانہ جنگی کی باتیں ہونے لگیں۔ پھر آئین پر ایک ریفرنڈم ہوا اور اس کے بعد انتخابات ہوئے' پھر بھی ایک مؤثر انتظامیہ عراقیوں سے کوسوں دور تھی۔ دسمبر کے عام انتخابات کے چار ماہ بعد تک اب بھی عراق میں حکومت کا نام نہیں۔

خاموشی کے ساتھ لوگ ہجرت کر رہے ہیں' ان علاقوں کے لیے جہاں ان کے فرقے کی آبادی زیادہ ہے۔ سنیوں اور شیعوں میں شادیاں عام بات ہوتی تھیں لیکن اب شاید ہی کوئی اس طرح کی خبر سنتا ہو۔

بغداد کے ایک ہسپتال میں ذہنی امراض کے ایک ماہر نے مجھے بتایا کہ عراق میں ذہنی مریضوں کی تعداد آبادی کے تین فیصد سے کم ہوتی تھی لیکن اب یہ تعداد سترہ فیصد تک جا چکی ہے۔

نفسیات کے ایک دوسرے ماہر نے مجھے بتایا کہ صدام حسین کے دور میں بھی لوگوں پر آمریت کے اندر زندگی گزارنے کے اثرات پائے جاتے اور ان کے اندر ذہنی تناؤ کی سطح کافی زیادہ تھی۔ ان کا کہنا ہے کہ اب ان کے مریضوں نے دوسری شکل اختیار کر لی ہے: اب وہ تشدد اور زخم کے خطرے سے نہیں ڈرتے' بلکہ یہ ان کے لیے روزمرہ کی زندگی کی حقیقت بن گئی ہے۔

ہم جب اس ماہر نفسیات کے ساتھ انٹرویو کی شوٹنگ کر رہے تھے تو کسی نے قریب سے فائرنگ کی۔ میں یہ نہیں بھول سکتا کہ وہاں موجود کچھ مریض کتنے پریشان ہو گئے۔

تین سال قبل جب میں نے سعودی وزیر خارجہ کا انٹرویو کیا تھا میں نے ان سے پوچھا تھا کہ ان کے خیال میں امریکہ عراق پر حملے کے لیے کیوں بضد ہے۔ انہوں نے بتایا کہ یہی سوال انہوں نے امریکی نائب صدر ڈِک چینی سے پوچھا تھا۔ جن کا جواب تھا:

Marfat.com

"کیوں کہ ایسا کیا جا سکتا ہے۔"
اس میں کوئی شک نہیں مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح کے نقصانات سعودی وزیر خارجہ کی آنکھوں کے سامنے تین سال قبل واضح تھے ان کی نفی کرنا اب درحقیقت بہت مشکل ہے۔

Marfat.com

عراق کے سابق صدر صدام حسین کو حفاظتی گاڑی کی طرف واپس لے جایا جا رہا ہے۔

Marfat.com

باب 12

عراقی یکجہتی کا نیا منصوبہ

عراقی وزیراعظم نوری المالکی نے عراق سے فرقہ واریت اور تشدد کو ختم کرنے کی غرض سے قومی یکجہتی کا چوبیس نکات پر مشتمل ایک منصوبہ پیش کیا ہے۔

منصوبے میں کچھ سنی باغی گروپوں کو مذاکرات کی پیشکش اور سابق صدر صدام حسین کی بعث پارٹی کے ارکان کی حیثیت پر نظر ثانی کرنا بھی شامل ہے۔ اس کے علاوہ مسلح افواج کا بھی از سر نو جائزہ لیا جائے گا اور امکان ہے کہ افواج کو حکومت کے تابع کیا جائے گا۔

خدشات ہیں کہ کچھ سنی مزاحمتی گروپ وزیراعظم کے اس منصوبے کو تسلیم نہیں کریں گے۔

کئی ماہ کی لے دے کے بعد مئی میں اپنا عہدہ سنبھالنے والے نوری المالکی، جو کہ خود شیعہ ہیں، ابھی تک متشدد ترین گروہوں سے بات چیت کرنے یا انہیں کسی قسم کی رعایت دینے کے مخالف رہے ہیں۔ اسی لیے نئے منصوبے میں القاعدہ، صدام حسین کے حمایتیوں اور عراقی شہریوں کو نشانہ بنانے والے مزاحمتی گروہوں کے لیے کوئی رعایت شامل نہیں ہے۔

تاہم کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اپنے منصوبے کو کامیاب بنانے کے لیے نوری المالکی کو زیادہ سے زیادہ گروہوں سے بات چیت کرنی چاہیے۔ اس سلسلے میں ایک سنی

Marfat.com

رکن اسمبلی سلیم عبداللہ نے کہا کہ یہ منصوبہ تمام قومی طاقتوں کو شامل کرنے کا ایک اچھا موقع ہے۔

مجوزہ منصوبے کے دیگر مقاصد میں عراق کی اپنی مسلح افواج اور سیکورٹی کے اداروں کی تشکیل کے نظام الاوقات کا تعین کرنا بھی شامل ہے۔ منصوبے کے اس پہلو پر کاربند رہ کر وزیراعظم مالکی نے ملک کی سیکورٹی کے معاملات اٹھارہ ماہ میں اتحادی فوج سے واپس لینے کا وعدہ کیا تھا۔

ادھر امریکہ سے موصول ہونے والی اطلاعات سے لگتا ہے کہ فوجی حکام اگلے ایک سال میں عراق میں موجود امریکہ فوجیوں کی تعداد نصف کر دینے کا منصوبہ رکھتے ہیں تاہم ابھی اس سلسلے میں کوئی آخری فیصلہ نہیں ہوا اور عراق میں بیس ہزار نئے فوجی پہنچ گئے ہیں۔

نوری المالکی کے اتحادی ارکان اسمبلی کا کہنا ہے کہ وزیراعظم کا قومی یکجہتی کا منصوبہ عراق میں حالات کی بہتری کا ایک حقیقی موقع فراہم کرتا ہے۔ عراقی صدر جلال طالبانی پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ جو مزاحمتی گروہ ابھی تک حکومت کے ساتھ بات چیت میں سے باہر ہیں' انہیں مذاکرات میں شامل کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ وہ ہتھیار پھینک دیں اور خود کو پرتشدد کارروائیوں سے دور کریں۔

نوری المالکی کے نئے امن منصوبے کی اہم تجاویز میں بظاہر بعث پارٹی کے ان ارکان کے لیے رعایات شامل ہیں جنہیں عراق پر حملے کے بعد سے سرکاری عہدوں سے الگ کر دیا گیا تھا۔ بعث پارٹی کے اراکین اور صدام حسین کی فوج میں شامل افراد کے بارے میں مسلسل یہ خیال پایا جاتا رہا ہے کہ وہ اتحادی فوج کے خلاف کارروائیوں میں مصروف گروہوں کی مدد کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ ملک میں جاری پرتشدد کارروائیوں میں مصروف گروہوں سے اسلحہ واپس لینا نوری المالکی کے منصوبے کا دوسرا اہم حصہ ہے۔

صدام کے سیاسی عزائم عراق کی حدود سے واضح طور پر بڑھنے لگے تھے۔ وہ خود کو عرب دنیا کا رہنما اور تاریخ میں اپنے آپ کو صلاح الدین ایوبی جیسے سپہ سالار کے برابر

Marfat.com

دیکھنے لگے تھے۔

ان کی شخصیت کے اس پہلو کے بارے میں مؤرخ کہتے ہیں۔

صدر صدام کے جارحانہ عزائم کی پہلی مثال جلد ہی انیس سو اسی میں اس وقت سامنے آئی جب ان کی فوجوں نے ہمسایہ ملک ایران میں پیش قدمی کی۔

صدر صدام کی توقعات کے برعکس یہ جنگ انہیں بڑی مہنگی پڑی آٹھ برس جاری رہنے والی اس جنگ میں دس لاکھ افراد ہلاک ہوئے۔اس کے علاوہ یہ جنگ عراق کے خزانے پر بڑا بوجھ ثابت ہوئی۔

صدر صدام نے ہمسایہ ممالک سے اقتصادی مدد مانگی انہوں نے کویت پر عراقی تیل چوری کرنے کا الزام عائد کیا اور مطلوبہ معاوضہ نہ ملنے پر اگست انیس سو نوے میں عراقی فوجیں کویت میں داخل ہو گئیں۔

صدر صدام کو یہ فوجی اقدام بھی بڑا مہنگا پڑا۔ان کو توقع تھی کہ بڑی طاقتیں جنہوں نے ایران کے خلاف جنگ میں عراق کا بھرپور ساتھ دیا' ہتھیار اور وسائل فراہم کیے اب اگر ان کی کھل کر حمایت نہ بھی کریں تو کم از کم مخالفت بھی نہیں کریں گی۔

لیکن حالات بدل چکے تھے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے لیے خلیج میں اپنے مفادات یعنی تیل اور اسرائیل کی حفاظت ہر قیمت پر ضروری تھی۔

اور اسی لیے امریکی قیادت میں ''آپریشن ڈیزرٹ اسٹارم'' کے تحت دسمبر انیس سو اٹھانوے میں امریکہ اور برطانیہ نے عراق پر جنگ مسلط کر دی۔

تاہم معاملہ اس پر ختم نہیں ہوا۔امریکہ مسلسل اس بات پر مصر رہا کہ عراق کے پاس وسیع تباہی کے ہتھیار ہیں اور برطانیہ کا کہنا تھا کہ ان ہتھیاروں کو صرف پینتالیس منٹ میں قابل استعمال بنایا جا سکتا ہے اس کے علاوہ عراق پر جوہری ہتھیار بنانے اور حاصل کرنے کا الزام بھی لگا لیکن عراق پر امریکی حملے اور قبضے کے بعد سے اب تک ان میں سے کوئی بھی الزام ثابت نہیں ہو سکا۔

عراق ،امریکی اور برطانوی گٹھ جوڑ میں شامل ملکوں کو اگرچہ اقوام متحدہ اور

Marfat.com

سلامتی کونسل کی حمایت حاصل نہیں تھی اور اقوام متحدہ کے معائنہ کاروں نے امریکی برطانوی گٹھ جوڑ سے کیے جانے والے دعوؤں کی تائید بھی نہیں کی تھی تاہم اس گٹھ جوڑ سے حملہ کر دیا گیا اور اس وقت عراق پر امریکی گٹھ جوڑ کا قبضہ ہے۔

اس قبضے کے بعد 22 جولائی دو ہزار تین کو معزول صدر صدام کے دونوں بیٹوں اودے اور قصے کو عراق کے شمالی شہر موصل میں حملہ کر کے قتل کر دیا گیا۔

امریکی جریدے نیوز ویک کے ایڈیٹر فرید زکریا صدام حسین کی پھانسی کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال پر لکھتے ہیں کہ ''صدام کی گرفتاری' مقدمہ اور پھر اس کا خاتمہ عراق پر امریکی قبضے کا افسوس ناک پہلو ہے اور ایک اچھی چیز بھی خرابی کی جانب چلی گئی۔ وہ اگرچہ سٹالن' ماؤ اور کم دائی جنگ کے مماثل تھے لیکن بش انتظامیہ نے بین الاقوامی قانون یا ایسی عدالت میں سماعت سے انکار کر دیا جسے وسیع تر مقبولیت حاصل ہو۔ بش انتظامیہ کو عراق پر قبضے کے لیے بھی اقوام متحدہ کی منظوری میں افادیت نظر نہیں آتی تھی۔ اس نے صدام کا مقدر نئی عراقی حکومت کے ہاتھ میں دیدیا جو ایسے شیعہ اور کردوں پر مشتمل تھی جو صدام حکومت کے زخم خوردہ تھے۔ لہٰذا اس کے فیصلے سے مہذب معاشرے کے اظہار کی بجائے سنیوں اور زیادہ تر عرب دنیا کے لیے یہ ڈراؤنا خواب بن گیا جو صرف ''فاتح کا انتقام'' نظر آتا تھا۔ بہت سے عراقی صدام حکومت کے خاتمے پر خوش تھے۔ ابتدائی چند ماہ میں صرف 14 فیصد سنی امریکی افواج پر حملوں کے حامی تھے جواب 70 فیصد ہو چکے ہیں۔ ابتدائی مزاحمت بھی سنی علاقے فلوجہ سے نہیں شیعہ علاقے نجف سے شروع ہوئی تھی۔ لیکن امریکیوں نے عراقی فوج توڑ دی۔ پچاس ہزار افسر نکال دیئے اور سرکاری ادارے بند کر کے بیروزگاری پھیلا دی۔ انتظامیہ میں افراتفری پیدا ہوگئی اور سیکورٹی کا خلا پیدا ہوگیا۔ ان میں سنیوں کی اکثریت تھی لہٰذا ان کے نزدیک حکومت کی تبدیلی ایک ایسا انقلاب تھا جس نے انہیں اچھوت بنا دیا۔ امریکہ نے ایسا کیوں کیا؟ یہ بش انتظامیہ کی خارجہ پالیسی کے بہت سے معمول میں سے ایک ہے جبکہ بعض فیصلے نظریاتی طور پر کیئے گئے کہ بعث پارٹی فاشسٹ پارٹی سے نوکری حاصل کرنے والا ہر سکول ٹیچر نازی ہے اور عراقیوں کو فلیٹ ٹیکس

Marfat.com

کی ضرورت ہے۔ بعض فیصلے شیعوں کے زیر اثر کیے گئے جو ملک کا مکمل کنٹرول چاہتے تھے۔ کئی فیصلے جہالت پر مبنی تھے تا کہ بش سخت گیر نظر آئیں۔ انتظامیہ وہاں فرقہ پرستی کو نہیں سمجھ سکی لہذا اس کی پالیسیوں نے تعمیر کی بجائے تخریب کی۔ نیشنل آرمی کے قیام سے صاف ظاہر تھا کہ اس پر شیعوں اور کردوں کا غلبہ ہوگا۔ جو انتہا پسند اور ملک سے زیادہ سیاسی جماعتوں کے وفادار ہیں۔ صاف نظر آتا ہے کہ سنی آبادی خود کو اور زیادہ غیر محفوظ سمجھے گی۔ اس ساری کہانی میں سنیوں کو اچھا انسان نہیں سمجھا گیا۔ اصل نکتہ ہماری حماقتیں ہیں۔ سرسری طور پر صدام حسین کو ہی نہیں بلکہ صدیوں پرانے حکمران طبقے کو ختم کر دیا گیا اور ہم اس پر ششدر ہیں کہ ردعمل بے جان ہے۔ اس کے برعکس نیلسن منڈیلا نے جنوبی افریقہ میں برسر اقتدار آکر کسی گورے فوجی یا بیوروکریٹ کو فارغ نہیں کیا تا کہ یہ افریقی انقلاب کی شکل میں نظر نہ آئے۔ ہر بات میں عراقیوں کو الزام دے دینا واشنگٹن میں فیشن بن چکا ہے۔ ان کے خیال میں ہم نے عراقیوں کو جمہوریت دی مگر وہ اس کے اہل نہیں ہیں۔ ہم عراقی ثقافت کا بھی تیاپانچا کر رہے ہیں۔ امریکہ نے سوچے سمجھے بغیر ایک سیاسی اور سماجی انقلاب بپا کیا اور اب حیران ہیں عراقی اسے خوشی اور امن اور سرعت کے ساتھ ہضم نہیں کر رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے انہیں جمہوریت نہیں خانہ جنگی دی ہے۔

عراق خانہ جنگی کے دہانے پر

عراق کے ان لوگوں کے لیے جو ملک میں موجودہ بدامنی میں جانی نقصان اٹھا چکے ہیں، یہ بات کوئی معنی نہیں رکھتی کہ عراق میں جنگ کی صورتحال کیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک جنگ ہے جس نے بہت سے عراقیوں کو دکھی کر دیا ہے۔

عراق میں ہر کوئی یہ سوچ رہا ہے کہ کیا اس وقت عراق میں خانہ جنگی شروع ہو چکی ہے یا نہیں۔ عراق کے صدر جلال طالبانی کو بھی یہی پریشانی لاحق ہے۔ قوم سے اپنے تازہ خطاب میں صدر جلال طالبانی نے ملک میں خانہ جنگی کے بڑھتے ہوئے خطرے سے خبردار کرتے ہوئے کہا کہ اس سے ملکی یکجہتی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے۔

Marfat.com

خانہ جنگی شروع ہونے سے نہ صرف ملک میں مرکزی حکومت بنانے میں مزید دشواریاں پیش آئیں گی بلکہ اس سے عراق کئی حصوں میں بٹ سکتا ہے۔ عراقی خانہ جنگی مشرق وسطیٰ میں عدم استحکام کے لیے بھی اچھی خبر نہیں ہوگی۔ بدقسمتی سے عراق میں کچھ ایسے عناصر موجود ہیں جن کا خیال ہے کہ خانہ جنگی ان کے لیے مفید ہے اور وہ اپنے سیاسی مقاصد آسانی سے حاصل کرسکیں گے۔

مقدس مزاروں کو نشانہ بنانے والوں کا ملک میں خانہ جنگی پھیلانے کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں ہوسکتا اور ان کا شاید خیال ہے کہ ان حملوں سے خانہ جنگی تیزی سے پھیلے گی۔

اس ساری صورتحال میں حوصلہ افزا امر صرف وہ سیاستدان ہیں جو یہ بات سمجھتے ہیں کہ مقدس مزاروں پر حملوں سے خانہ جنگی کی صورتحال پیدا ہوسکتی جو ملک اور علاقے کے لیے اچھی بات نہیں ہے۔

عراق میں امید کی کوئی کرن نہیں

میں نے جنوری 2007ء میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ بغداد کے مردہ خانے کی وڈیو بنائی۔ اس وقت ملک میں سیکورٹی کی صورتحال اس قدر خراب ہو چکی ہے کہ ہمیں اپنے دورے کے لیے کافی احتیاط سے کام لینا پڑا۔

آج کل یہ مردہ خانہ کافی متنازعہ ہے۔ واشنگٹن پوسٹ کے مطابق 22 فروری 2006ء کے فرقہ وارانہ فسادات کے بعد سے اب تک یہاں 1300 لاشیں لائی گئی ہیں۔ اقوام متحدہ کے ایک سابق اہلکار کا کہنا ہے کہ ان لاشوں میں سے کئی پر تشدد کے نشانات ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ کئی کو نہایت بہیمانہ طریقے سے ہلاک کیا گیا ہے۔

اس کے برعکس عراق میں امریکی کمانڈر جنرل جارج ڈبلیو کیسی کا اصرار ہے کہ ان ہنگاموں میں صرف 350 ہلاکتیں ہوئی ہیں اور تشدد آمیز کارروائیوں میں کوئی خاص اضافہ نہیں ہوا ہے۔

صدام کی معزولی کے بعد عراق کا یہ بدترین وقت ہے۔

Marfat.com

ہم نے وہاں محض 20 منٹ کی وڈیو بنائی اوراس دوران بھی وہاں مسلسل لاشیں لائی جارہی تھیں۔

صحافت ایک آرٹ ہے اور ہر کوئی جانتا ہے کہ بعض اوقات حقائق کو کتنا توڑ مروڑ کر پیش کیا جاتا ہے تاہم صحافی ہونے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ آج اپنی آنکھوں سے اصل صورتحال دیکھ سکتے ہیں۔لیکن اب بغداد میں یہ اتنا آسان نہیں رہا ہے۔ مجھے تجربے نے سکھا دیا ہے کہ مشکل اوقات میں سرکاری حکام پر نہیں بلکہ صرف صحافیوں پر ہی بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔

آج مجھے یہ پیشین گوئی کرتے ہوئے کافی دکھ ہے کہ عراق کے حالات مزید تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔ ایران میں انقلاب سے پہلے کے حالات کی طرح سیاستدانوں، فوجی جرنیلوں اور سفارتکاروں کے اندازے زمینی حقائق کے بالکل برعکس ہیں۔عراق میں 2003ء کے قبضے کے بعد ان لوگوں کے اندازے درست ثابت ہوئے جنہوں نے پرامید ہونے کے بجائے عراق کے مستقبل کے بارے میں ناامیدی ظاہر کی۔

اتحادی فوج کے حکام نے ہمیں یقین دلایا تھا کہ جنوری کے انتخابات کے بعد ہلاکتوں اور بم حملوں میں کمی آجائے گی۔ یہ تمام پیشین گوئیاں غلط ثابت ہوئیں اور آج عراق کو بدترین حالات کا سامنا ہے۔

عبوری وزیراعظم ڈاکٹر جعفری کردوں، سنیوں اور امریکیوں کے لیے ناقابل قبول ہیں۔ابھی بھی ایسا کوئی امیدوار نہیں جو سب کے لیے قابل قبول ہو۔

انتخابات سے قبل تشدد آمیز کارروائیوں میں کمی آئی تھی۔اس وقت امریکی اور برطانوی حکام یہ سوچنے لگے تھے کہ آخر کار حملہ آوروں کو شکست ہوگئی ہے۔

لیکن ایسا نہیں تھا۔ملک کے بدترین حالات کے دوران بھی سیاستدان اپنا لائحہ عمل بنانے میں پہلے سے بھی زیادہ وقت لے رہے ہیں۔ جبکہ اس مرتبہ تشدد کا نشانہ نہ تو امریکی و برطانوی فوجی ہیں اور نہ ہی عراقی پولیس بلکہ اس دفعہ مسجدوں میں عبادت کرنے

Marfat.com

والے عام شیعہ اور سنی افراد کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

ان حالات میں اگر کوئی کہے کہ امید کا دامن تھام کر رکھو تو شاید میں ایسا نہ کر سکوں کیونکہ مجھے امید کی کوئی کرن نظر نہیں آ رہی۔

Marfat.com

باب 13

صدام ابتداء سے گرفتاری تک

صدام حسین بغداد کے شمال میں واقع شہر تکریت کے ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوئے۔ میں نے صدام حسین کی کہانی کے باب میں جو بیان کیا ہے وہ صدام کی زندگی میں شائع ہونیوالی کتاب سے لیا ہے جبکہ ایک مغربی جریدے نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ والد کی جلد ہی وفات کے بعد ان کی والدہ انہیں اپنے رشتہ داروں کے پاس چھوڑ کر کسی اور گاؤں چلی گئیں۔ چند سال بعد انہوں نے دوسری شادی کر لی۔ سوتیلے والد کا صدام کے ساتھ برتاؤ اچھا نہ تھا۔ صدام حسین کے لیے زندگی مشکل تھی اور اسرائیلی مؤرخ امتاز یہ بیرون بتاتے ہیں محلے کے بچے نوعمر صدام کا مذاق اڑاتے تھے۔

صدام حسین کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس عرصے کے دوران وہ قدرے تنہا رہتے تھے اور آس پاس کے لڑکوں پر دھونس بھی جماتے تھے۔

بارہ برس کی عمر میں انہوں نے اپنا گھر چھوڑا اور تکریت میں اپنے ایک چچا کے ساتھ رہنے لگے۔ ان کے یہ چچا یوں تو استاد تھے لیکن تاریخ عراق پر کتاب ''دی ماڈرن ہسٹری آف عراق'' کی مصنفہ پیبی مار کہتی ہیں ان کا ماضی خاصہ دلچسپ تھا۔

Marfat.com

عراق کے شیعہ رہنما مقتدی الصدر پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے۔ امریکی میڈیا کے مطابق مقتدی، صدام حسین کی پھانسی کے وقت موقع پر موجود تھے۔

Marfat.com

اپنے لڑکپن میں صدام حسین حکومت مخالف مظاہروں میں خاصے سرگرم رہے۔ مگر عراقیوں کی طرح وہ برطانوی نو آبادیاتی حکومت اور امیر جاگیرداروں کے خلاف ہوتے گئے۔

سن انیس سو اٹھاون کے انقلاب میں عراق میں برطانیہ کی حامی بادشاہت کے خاتمہ کے بعد ملک میں پر تشدد بحرانی دور کا آغاز ہوا۔لیکن صدام حسین کے لیے ساٹھ کی دہائی اہم ترین ثابت ہوئی۔عراقی بعث پارٹی کے رکن کی حیثیت سے صدام پارٹی کے ایک سینئر رہنما اور ان کے چچا کے قریبی رشتہ دار احمو حسن البا قر کے منظور نظر اور قریبی ساتھی بننے میں کامیاب ہو گئے۔

صدام اس وقت نہ کوئی افسر تھے اور نہ فوج کا حصہ لیکن مورخ...... کہتے ہیں کہ احمو حسن باقر کے لیے وہ خاصے مفید کام انجام دیا کرتے تھے۔

سن انیس سو اڑسٹھ میں بعث پارٹی اقتدار میں آئی اور احمو حسن البا قر ملک کے نئے صدر بن گئے۔صدام حسین اسی دور میں احمو حسن کے دست راست رہے حکومت کے اہم اور خفیہ کام وہ خود انجام دینے لگے جن میں مخالفین کو منظر عام سے ہٹانا بھی شامل تھا ۔ان مخالفین میں سے کچھ تو قتل کر دیئے گئے، کچھ جلا وطن اور کچھ کو چپ کرا دیا گیا۔

صدر باقر نے عراقی تیل کی صنعت حکومتی کنٹرول میں لے لی عراقی خزانے پر دباؤ بڑھنے لگا اور حکومت نے ملک میں ترقی کے نئے دور کا آغاز کیا دیہاتوں میں بجلی پہنچنے لگی سڑکیں اور اسکول بننے لگے۔

لیکن صدام حسین کے سیاسی عزائم بڑھنے لگے اور سن انیس سو اناسی میں انہوں نے اپنے محسن احموالبا قر سے زبردستی استعفیٰ دلوا دیا اور خود صدر بن گئے۔

جلد ہی انہوں نے اپنی پارٹی کی ''انقلابی کونسل، میں اپنے اور حکومت کے خلاف بغاوت کی سازش کا انکشاف کیا۔

اس سازش کو منظر عام پر لانے کے لئے صدام نے کونسل کے ارکان کا ایک اجلاس کیا اس میں صدام حسین اسٹیج پر بیٹھے سگار پیتے دکھائی دیتے ہیں جب کہ بغاوت

Marfat.com

صدام حسین کمرہ عدالت میں خوشگوار موڈ میں۔

Marfat.com

میں ملوث افراد کے نام کی فہرست با آواز بلند پڑھی جاتی ہے اور جنہیں باری باری اجلاس سے باہر لے جا کر گرفتار کر لیا جاتا ہے یا ہلاک کر دیا جاتا ہے۔

اس اجلاس کے شرکاء جذباتی انداز میں با آواز بلند صدر صدام کو اپنی وفاداری کا یقین دلاتے ہیں اور نعرے لگاتے ہیں۔

اس کے بعد بعث پارٹی کی حکومت پر صدر صدام کی شخصیت حاوی ہوتی گئی اور جیسا کہ مؤرخ پیبی مار نشاندہی کرتے ہیں اگر کوئی سیاسی نظریہ بچا تو وہ صدام ازم کا تھا۔

آنے والے برسوں میں صدام کے سیاسی عزائم عراق کے حدود سے واضع طور پر بڑھنے لگے۔ وہ خود کو عرب دنیا کا رہنما اور تاریخ میں اپنے آپ کو صلاح الدین جیسے سپہ سالار کے برابر دیکھنے لگے۔

ان کی شخصیت کے اس پہلو کے بارے میں مؤرخ کہتے ہیں:

صدر صدام کے جارحانہ عزائم کی پہلی مثال جلد ہی انیس سو اسی میں اس وقت سامنے آئی جب ان کی فوجوں نے ہمسایہ ملک ایران میں پیش قدمی کی۔

صدر صدام کی توقعات کے برعکس یہ جنگ انہیں بڑی مہنگی پڑی۔ آٹھ برس جاری رہنے والی اس جنگ میں دس لاکھ افراد ہلاک ہوئے۔ اس کے علاوہ جنگ عراق کے خزانے پر بڑا بوجھ ثابت ہوئی۔

صدر صدام نے ہمسایہ ممالک سے اقتصادی مدد مانگی۔ انہوں نے کویت پر عراقی تیل چوری کرنے کا الزام عائد کیا اور مطلوبہ معاوضہ نہ ملنے پر اگست انیس سو نوے میں عراقی فوجیں کویت میں داخل ہو گئیں۔

صدر صدام کو یہ فوجی اقدام بڑا مہنگا پڑا ان کو توقع تھی کہ بڑی مذہبی طاقتیں جنہوں نے ایران کے خلاف ان کی جنگ میں عراق کا بھرپور ساتھ دیا، ہتھیار اور وسائل فراہم کئے اب اگر کھل کر حمایت نہ بھی کریں تو کم از کم مخالفت بھی نہیں کریں گی۔

لیکن حالات بدل چکے تھے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے لئے خلیج میں اپنے مفادات یعنی تیل اور اسرائیل کی حفاظت ہر قیمت پر ضروری تھی۔

Marfat.com

اور اسی لئے امریکی قیادت میں ''آپریشن ڈیزرٹ اسٹارم'' کے تحت دسمبر انیس سو اٹھانوے میں امریکہ اور برطانیہ نے عراق پر جنگ مسلط کر دی۔

تاہم معاملہ اس پر ختم نہیں ہوا۔ امریکہ مسلسل اس بات پر مصر رہا کہ عراق کے پاس وسیع تباہی کے ہتھیار ہیں اور برطانیہ کا کہنا تھا کہ ان ہتھیاروں کو صرف پینتالیس منٹ میں قابل استعمال بنایا جا سکتا ہے اس کے علاوہ عراق پر جوہری ہتھیار بنانے اور حاصل کرنے کا الزام بھی لگا لیکن عراق پر امریکی حملے اور قبضے کے بعد سے اب تک ان میں سے کوئی بھی الزام ثابت نہیں ہو سکا۔

عراق امریکی اور برطانوی گٹھ جوڑ میں شامل ملکوں کو اگرچہ اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل کی حمایت حاصل نہیں تھی اور اقوام متحدہ کے معائنہ کاروں نے امریکی برطانوی گٹھ جوڑ سے کیے جانے والے دعووں کی تائید بھی نہیں کی تھی تاہم اس گٹھ جوڑ سے حملہ کر دیا گیا اور اس وقت سے عراق پر امریکی گٹھ جوڑ کا قبضہ ہے۔

اس قبضے کے بعد بائیس جولائی دو ہزار تین کو معزول صدر کے دونوں بیٹوں اودے اور قصے کو عراق کے شمالی شہر موصل میں حملہ کر کے قتل کر دیا گیا۔

صدام کی گرفتاری لمحہ بہ لمحہ (دسمبر 2003)

صدام حسین کو امریکی فوجیوں نے ایک مشن کے دوران ان کے آبائی شہر تکریت کے نزدیک ایک چھوٹے سے تہہ خانے سے گرفتار کیا۔ ان کی گرفتاری جس انداز سے ہوئی وہ کوئی غیر حقیقی مہم جو کہانی کا حصہ معلوم ہوتا ہے۔ ایک ایسی کہانی جس کا انتہائی انجام کئی افراد کے لئے خوشی کا باعث ہے تو کئی اس پر شدید رنجیدہ ہیں۔

امریکی فوج کو 'الدوار' قصبے میں صدام حسین کے دو خفیہ ٹھکانوں کے بارے میں اطلاع ملی تھی۔ یہ اطلاع گرفتار کئے گئے ایک عراقی شخص نے دی تھی۔

اطلاع ملنے کے بعد فوج نے ان ٹھکانوں کو خفیہ نام، وولورائن ون' اور 'وولورائن ٹو' دیے، تفصیلی منصوبہ بندی کے تحت شام کا اندھیرا چھا جانے کے بعد چھ بجے چھ سو امریکی

Marfat.com

فوجیوں پر مشتمل ایک دستے نے اپنی کارروائی کا آغاز کیا۔

اس مشن کی قیادت، جس کا مقصد تھا، صدام کو پکڑ لو یا ہلاک کر دو، امریکی فوجی کرنل جیمز ہیکلے کر رہے تھے۔

تقریبا رات کے آٹھ بجے 'وولورائن ون' اور 'وولورائن ٹو' پر حملے اور تلاشی مکمل ہوگئی۔ تاہم فوجیوں کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ جس کے بعد علاقے کی ناکہ بندی کر دی گئی اور وسیع تر تلاش کا کام شروع کیا گیا۔

تلاشی مہم کے دوران فوجی ایک چھوٹے سے کچے مکان تک جا پہنچے، مکان کے احاطے کی تلاشی کے دوران انہیں تہہ خانے کا منہ دکھائی دیا جسے مٹی، اینٹوں اور ایک پرانے قالین سے چھپانے کی کوشش کی گئی تھی۔

فوجیوں نے اندر جھانکا تو انہیں ایک شخص دکھائی دیا جس نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا کر ہتھیار ڈالنے کا اشارہ کیا۔

صدام حسین کو آٹھ بج کر چھتیس منٹ پر تہہ خانے سے باہر نکالا گیا۔ ان کی حالت کچھ زیادہ اچھی دکھائی نہیں دیتی تھی۔ بڑھی ہوئی داڑھی، بڑھے ہوئے بکھرے بال، پیشانی پر پریشانی کی گہری لکیریں اور ایک بندوق سے لیس۔

'میرا نام صدام حسین ہے میں عراق کا صدر ہوں اور میں مذاکرات چاہتا ہوں'، یہ الفاظ انہوں نے انگریزی میں ادا کئے لیکن شائد مذاکرات کا وقت گزر چکا تھا۔

''صدر بش کی جانب سے آپ کے لئے نیک تمنائیں'' امریکی فوج کی جانب سے جواب ملا۔

اس آپریشن کے دوران دیگر دو افراد کو بھی گرفتار کیا گیا جن کے بارے میں خیال ہے کہ وہ صدام کی مدد کرتے رہے تھے۔

شان و شوکت اور جاہ و جلال والا عراق کا صدر کن حالات میں رہتا رہا؟ یہ اس کی کہانی کا ایک اور ہولناک پہلو ہے۔

یہ تہہ خانہ چھ سے آٹھ فٹ گہرا تھا اور اس میں صرف اتنی جگہ تھی کہ ایک شخص

Marfat.com

لیٹ سکتا تھا۔ ہوا کے لئے ایک پنکھا اور ایک سوراخ بھی تھا جب کہ روشنی کے لئے بلب بھی تھا۔

جس مکان کے احاطے میں یہ تہہ خانہ تھا اس میں دو چھوٹے چھوٹے کمرے تھے امریکی فوج کے مطابق ایک کمرے میں نئے اور پرانے کپڑوں کا ڈھیر تھا۔ جب کہ مکان کے چھوٹے سے باورچی خانے میں تازہ پانی کی فراہمی کا انتظام بھی تھا۔

باورچی خانے کی حالت انتہائی خستہ تھی، زمین پر انڈے کے چھلکے بکھرے تھے، سنک میں گندی پلیٹیں تھیں، نزدیک ہی ایک چھوٹے سے فریج میں چاکلیٹ، پینے کے لئے لیموں کا شربت، کافی کے اجزاء اور سوکھا گوشت تھا۔

ایک عرب رہنما کے عالیشان کمرے میں بیش قیمت فن پارے کی جگہ اس چھوٹے سے کمرے میں لگی حضرت نوح کی کشتی کی شبیہ نے لے لی تھی۔

گھر کے ساتھ کوئی باتھ روم نہیں تھا لیکن بظاہر گھر سے کچھ فاصلے پر کھودا گیا ایک گڑھا اس مقصد سے استعمال ہوتا رہا ہے۔

مکان کے احاطے میں کوڑا کرکٹ بکھرا پڑا تھا جس میں خالی بوتلیں، سڑے ہوئے پھل اور ایک ٹوٹی ہوئی کرسی تھی۔

عام خیال یہی ہے کہ صدام حسین اس مکان میں رہتے تھے اور امریکی فوج سے خطرے کے وقت تہہ خانے مین جا چھپتے تھے۔ یہ تہہ خانہ دریائے دجلہ کے نزدیک تھا اور وہاں سے صدارتی محلات صاف دکھائی دیتے تھے۔

سابق عراقی صدر کے پاس سے سات لاکھ پچاس ہزار امریکی ڈالر، دو بندوقیں اور دستاویزات کا ایک بریف کیس بھی برآمد ہوئے ہیں۔ جب کہ سفید اور نارنجی رنگ کی ایک ٹیکسی اس گھر کے پاس ہی موجود تھی۔

فوج صدام حسین کو سوا نو بجے ایک خفیہ مقام پر لے گئی۔

صدام حسین کی گرفتاری کے بعد جیمز ہیکلے نے کہا 'ہمیں جو کچھ ملا ہم اس پر بہت حیران ہیں، ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ یہ اتنا سادہ ہوگا'۔

Marfat.com

صدام حسین عدالتی کارروائی کے بائیکاٹ کا اعلان کررہے ہیں۔

Marfat.com

اس ایک کہانی کے خاتمے کے بعد ابھی اور بھی کئی راز افشا ہونے باقی ہیں۔ مثلاً اس تہہ خانے تک کے سفر میں اور کتنی ایسی پناہ گاہیں تھیں جو صدام کے زیر استعمال رہیں؟ اس سفر میں کس نے سابق عراقی صدر کا ساتھ دیا اور کس نے نہیں دیا اور سب سے اہم یہ کہ عراقی صدر کے انجام کی کہانی ابھی اور کتنے رنگ بدلتی ہے۔

صدام کی گرفتاری نے عرب دنیا کو جھنجوڑ دیا

عرب دنیا نے سابق عراقی صدر صدام حسین کی گرفتاری پر ملے جلے جذبات کا اظہار کیا ہے کوئی بے انتہا خوش ہے تو کسی کو صدام کی گرفتاری کا گہرا رنج ہے۔

کچھ کی نظر میں یہ حالیہ پیش رفت ایک بڑے خطرے کا خاتمہ ہے جب کہ دیگر افراد اسے ایک بڑے ہیرو کا زوال تصور کر رہے ہیں۔

اگر آپ کو کویتی افراد کی رائے جاننے کا اتفاق ہو تو معلوم ہوگا کہ وہ صدام کو 'خوفناک مخلوق' جیسے القابات دیتے ہیں جب کہ اس کے برعکس فلسطینیوں کے نزدیک صدام ایک بہادر رہنما تھے۔ جنھوں نے عرب دنیا کے دشمنوں سے ٹکر لی۔

ان متضاد آراء کے باوجود ایک بات طے ہے اور وہ یہ ہے کہ عرب، ذرائع ابلاغ پر صدام حسین کی حراست کی تصاویر دیکھ کر صدمے کی کیفیت میں ہیں کہ وہ شخص جو اپنے آپ کو چوبیس برس تک بطور ایک طاقتور عرب رہنما پیش کرتا رہا وہ حراست کے وقت انتہائی مجبوری اور پریشانی کی حالت میں ایک چھوٹی سے زیر زمین خندق میں تھا۔

حتیٰ کہ وہ لوگ جو صدام سے شدید نفرت کرتے ہیں وہ بھی امریکی فوج کے ہاتھوں سابق عراقی صدر کی ذلت پر زیادہ خوش نہیں ہیں۔

بے یقینی کی کیفیت اس بات پر بھی ہے کہ صدام حسین نے اپنے آپ کو ایک بھی گولی چلائے بغیر امریکیوں کے حوالے کر دیا۔

کچھ افراد کا خیال ہے کہ امریکی فوجیوں نے انہیں نشہ آور دوا دے رکھی تھی جب کہ دیگر لوگ انہیں 'بزدل' قرار دے رہے ہیں۔ کچھ تو اس حد تک سوچ رہے ہیں کہ یہ

Marfat.com

سب امریکی فوج کا ایک ڈرامہ ہے اور زیر حراست شخص سرے سے صدام ہے ہی نہیں۔

کچھ عرب تجزیہ کاروں کے مطابق صدام کا زوال دراصل ایک نظریے کا زوال ہے۔

سابق عراقی صدر کا تعلق عرب رہنماؤں کی اس نسل سے تھا جو بغاوت کی بنیاد پر اختیارات حاصل کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے دور میں فلسطینیوں کی بہت حمایت کی۔

سن انیس سو نوے میں جب عراق نے اسرائیل کے خلاف سکڈ میزائل کا استعمال کیا تھا تو فلسطینیوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا تھا۔

لیکن صدام کی گرفتاری پر خوشی اور غمی کے ملے جلے تاثرات کے پیچھے عرب دنیا میں ایک جذبہ مشترک ہے، اور وہ ہے امریکہ سے نفرت۔

کمزور پتوں کے جواری

صدام حسین کو ایک روز پکڑا ہی جانا تھا صرف یہ طے نہیں تھا کہ زندہ گرفتاری ہو گی یا مردہ۔ عراق اور امریکہ میں جو لوگ صدام کی زندہ گرفتاری سے خوش ہیں ان کے پاس خوش ہونے کی خاصی ٹھوس اور معقول وجوہات ہیں لیکن جو لوگ غمگین ہیں ان کی اداسی دو وجوہات کے سبب ہو سکتی ہے۔

ان میں سے کچھ لوگوں کا خیال ہوگا کہ صدام حسین نے دنیا کے سامنے اپنا جس طرح کا فولادی، امیج رکھا تھا اس کا تقاضا تھا کہ بیٹوں کی طرح ان کی بھی لاش ہی سامنے آتی۔ دیگر افسردہ لوگوں کا خیال ہوگا کہ صدام کو زندہ یا مردہ کسی صورت میں گرفتار نہیں ہونا چاہیے تھا کیونکہ وہ اس وقت عراقی مزاحمت کا سمبل بنے ہوئے تھے۔

یہاں سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا واقعی صدام حسین کے یوں پکڑے جانے پر زیادہ خوش یا اداس ہونے کی ضرورت ہے؟

بی بی سی اردو ڈاٹ کام کی ایک رپورٹ کے مطابق امریکہ کو یقیناً اسامہ بن لادن اور صدام حسین کی شکل میں درکار دو میں سے ایک ٹرافی ہاتھ آ گئی جسے ریپبلکن اپنی صدارتی

Marfat.com

مہم میں اٹھائے اٹھائے گھوم سکتے ہیں ۔لیکن کیا یہ صورت حال عراق کی خودمختاری کو بحال کرنے میں بھی مددگار ثابت ہوگی ۔یا اس سے عراق سمیت اردگرد کے علاقے میں مزید نوآبادیاتی پھیلاؤ کے لئے نفسیاتی فضا سازگار ہوگی؟

اگر صدام حسین کی پھانسی کے باوجود عراق میں جاری مزاحمت کی کمر نہیں ٹوٹتی تو پھر اس کے جاری رہنے کے کیا نئے اسباب پیش کئے جائیں گے؟ دوسری جانب جو لوگ اداس ہیں کیا ان کی اداسی کی ذمہ دار صدام کی پھانسی ہے یا خود ان لوگوں کی اپنی سوچ؟

آخر بار بار ایسا کیوں ہوتا ہے کہ جو بھی رہنما جذباتیت کے دھارے میں بہہ کر مغرب کے خلاف آواز بلند کر کے اپنا امیج بنانے کی کوشش کرے لوگ اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر کے ،طرز حکومت نظر انداز کر کے اس کے پیچھے لگ جاتے ہیں اور پھر اس کی عظمت کا ایک بڑا سا بت خود ہی تراش کر اس کو پوجنے لگتے ہیں ۔اور جب ایک دن یہ بت اچانک گرتا ہے تو ان لوگوں کی آرزوئیں اور حوصلے بھی فوراً چکنا چور ہو جاتے ہیں اور وہ قسمت کو الزام دینے لگتے ہیں۔

صدام حسین کو مغرب نے تخلیق کیا تھا اور جب ضرورت نہ رہی تو صدام حسین بھی نہ رہا۔اگر مغرب کو ایک نیا صدام حسین بنانے کی ضرورت پڑے گی تو اس کے پاس خواہشمند امیدواروں کی ایک طویل قطار موجود ہے ۔اس کھیل میں نقصان نہ تو مغرب کا ہے اور نہ صدام حسین جیسی شخصیات کا اگر ہے تو کروڑوں بھولے لوگوں کا جو جذبات کے بت خانے سے کسی صورت باہر نکلنا پسند نہیں کرتے اور پھر اس کے ملبے تلے دب کر رہ جاتے ہیں۔

تاش کے کھیل میں بلف ایک بار چل سکتا ہے دو بار چل سکتا ہے مگر مستقل نہیں جاری رہ سکتا ۔اچھے پتوں کے بغیر بازی کھیلنے کے عادی جواری بہت دیر تک اور بہت دور تک کامیاب نہیں دیکھے گئے۔

Marfat.com

صدام جیل میں کیا کرتے رہے؟

صدام حسین آخر تک یہ سمجھتے رہے کہ وہ عراق کے صدر ہیں ،ان پر صفائی کا بھوت سوار رہتا ہے اور وہ کافی بری بناتے ہیں لیکن ان کو ڈوریٹوز چپس بہت پسند ہیں۔

عراق کے برطرف صدر جنہیں قتل کے مقدمات کا سامنا ہے، اپنے کپڑے خود دھوتے ہیں اور جیل میں پرندوں کا خاص خیال رکھتے ہیں۔

صدام حسین کے قید کے شب وروز کے بارے میں یہ باتیں امریکہ کے نیشنل گارڈ کے بیس سالہ اہلکار شین اوشیا نے مشہور رسالے 'جی کیو' سے بات چیت کے دوران بتائی تھیں۔

عراق کے سابق صدر کو دسمبر 2003ء میں تکریت کے شہر کے قریب سے گرفتار کیا گیا تھا۔

اگرچہ سرکاری طور پر صدام حسین عراقی حکومت کی تحویل میں ہیں لیکن حقیقتاً وہ ایک خفیہ مقام پر امریکی تحویل میں ہیں۔

اوشیا نیشنل گارڈ کے ان پانچ اہلکاروں میں شامل ہیں جنہوں نے 'جی کیو' کو دنیا کے مشہور ترین قیدی کے ساتھ اپنی یادوں سے آگاہ کیا۔

شین اوشیا نے صدام حسین کے روزانہ کے معمولات مثلاً بیت الخلا جانا کھانا کھانا، تفریح کرنے کے علاوہ طبی معائنے وغیرہ پر روشنی ڈالی۔

ان کے مطابق صدام حسین کی جیل کی کوٹھڑی میں ایک بستر، ایک کرسی، چند کتابیں اور ایک جائے نماز رکھی ہوئی تھی۔

صدام حسین اکثر کئی دن اپنا سارا وقت خاموشی سے قانونی دستاویزات پر عربی زبان میں کچھ لکھنے میں گزار دیتے تھے۔

Marfat.com

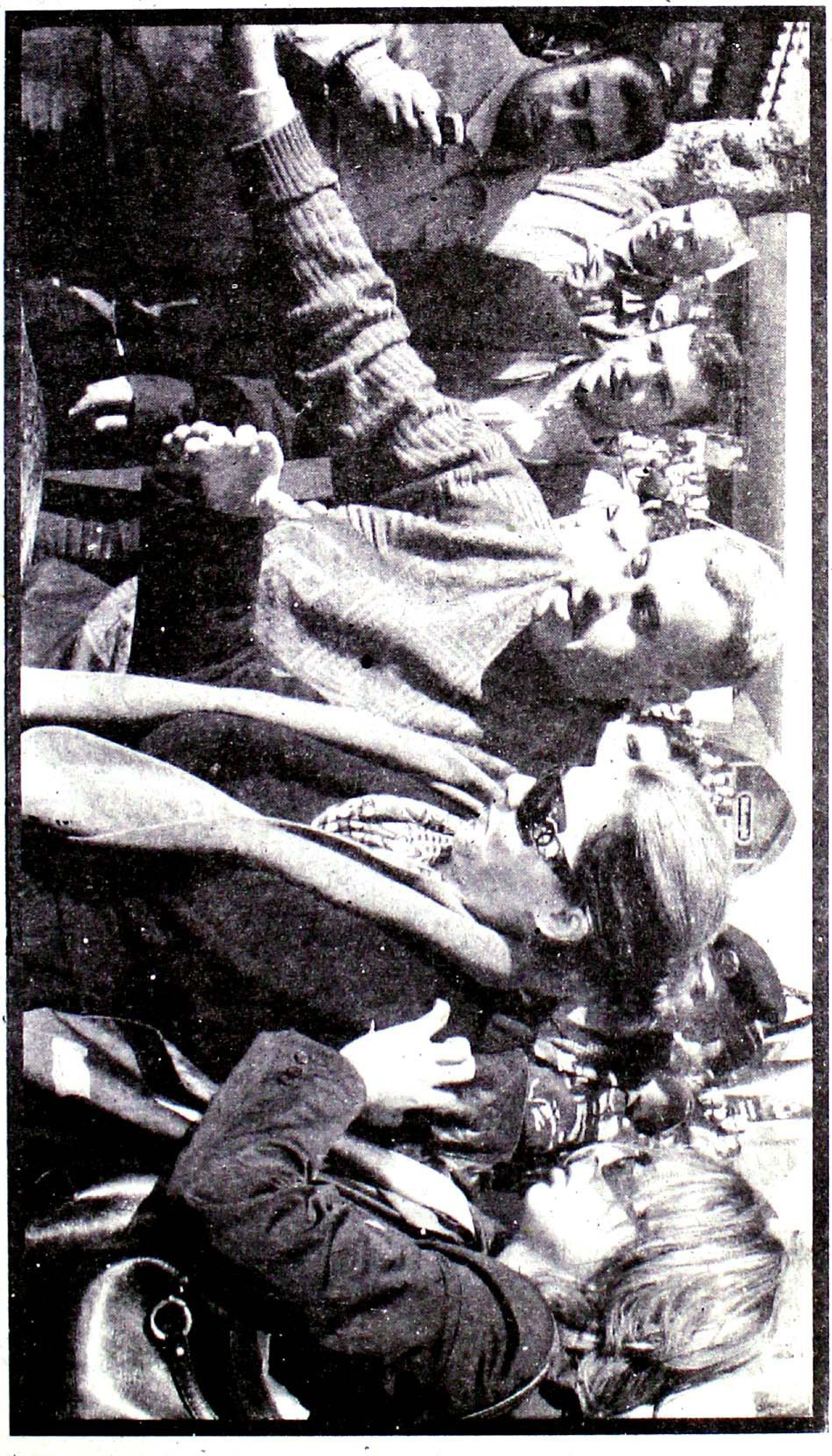

Marfat.com

نیشنل گارڈ کے اہلکار نے یہ بھی بتایا کہ کس طرح صدام حسین ہر روز پودوں کو پانی دیتے اور یہ کہ وہ صفائی کے معاملے میں اس قدر احتیاط کرتے کہ اپنے کھانے کے برتنوں کو کئی کئی دفعہ کیلئے ٹشو سے صاف کرتے۔

صدام حسین کو ورزش کے لئے ایک 'ٹریڈمل' بھی دی گئی تھی لیکن وہ انہیں پسند نہیں تھی، ٹریڈمل کی بجائے انہوں نے ٹیبل ٹینس کی میز کا مطالبہ کیا لیکن ان کی یہ درخواست رد کر دی گئی۔

صدام حسین کو چیٹو ز' امی چپس پسند تھے لیکن ایک روز کوئی ان کے لئے 'ڈوریٹوز' لے آیا جوان کو اتنے پسند آئے کہ وہ کمرے کے کونے میں جا بیٹھے اور انہیں جلدی جلدی کھالیا۔

اگر چہ وہ جسمانی طور پر کمزور ہو چکے تھے تاہم یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ تکریت کے کسان کے بیٹے نے حوصلہ نہیں گنوایا۔

صدام کو کیوبا کے سگار پسند تھے اور کبھی کبھار وہ اوشیبا کو مشورے دینے سے بھی نہیں کتراتے، ان کے مشوروں میں یہ بھی شامل ہوتا تھا کہ ایک اچھی عورت کی تلاش کیسے ہوتی ہے اور پھر اس عورت کو کیسے 'قابو میں رکھا جا سکتا ہے۔

صدام حسین نے یہ کہانی بھی سنائی کہ انہوں نے اپنے بیٹے اودے کی شادی پر اس کے لئے کیسے طوائفوں کا بندوبست کیا۔

نیشنل گارڈ کے اہلکار نے اس واقعہ کے بارے میں بتایا جب صدام حسین عراقی تفتیشی حکام کے ساتھ ایک ملاقات میں دلبر داشتہ ہوگئے اور بات چیت چھوڑ کر اپنے وزراء کو پکارنے لگے۔

اوشین کے مطابق جب انہوں نے صدام حسین کو بتایا کہ کہ صدر رونالڈ ریگن ،جو انہیں جہاز اور ہیلی کاپٹر فروخت کیا کرتے تھے ،وفات پا گئے ہیں تو وہ خاموش سے ہوگئے ان کے خلاف جنگ کرنے والے بش سنئیر اور ان کے بیٹے جارج بش صدام حسین

Marfat.com

قطع نظر اس کے کہ وہ بش کو کیا سمجھتے ہیں صدام حسین صدر بش سے 'امن قائم کرنے کے لئے' ملاقات کی خواہش رکھتے تھے۔

یہ سب باتیں اپنی جگہ لیکن صدام حسین کو جیل میں جس حقیقت کا سامنا تھا وہ کوئی زیادہ دلکش نہیں تھی وہ شخص جو بیش بہا دولت اور شاندار محلات کی زندگی کا عادی تھا اب اس کو رفع حاجت کے لئے بھی نیشنل گارڈ کے ایک معمولی اہلکار کی نظروں کے سامنے بیٹھنا پڑتا تھا۔

Marfat.com

صدام: 'فیئر ٹرائل نہیں ہوا'

امریکہ میں حقوق انسانی کی تنظیم 'ہیومن رائٹس واچ' نے صدام حسین پر چلائے گئے مقدمے میں بہت سی خامیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے اس مقدمہ کے فیصلہ کو بے بنیاد قرار دیا ہے۔

ہومین رائٹس واچ کے محققین کے مطابق صدام حسین اور ان کے ساتھیوں پر مقدمہ صحیح طریقے سے نہیں چلایا گیا۔

ان کا کہنا ہے کہ کئی شکایتوں کے باوجود مقدمے کی کارروائی اس طرح چلتی رہی ،مقدمہ کی انتظامیہ کو صحیح طریقے سے تشکیل نہیں دیا گیا تھا اور گواہوں کے حفاظتی اقدامات بھی مناسب نہیں تھے۔

مقدمے کے مطابق کچھ لوگوں پر دباؤ ڈال کر انہیں گواہی دینے کے لئے مجبور کیا گیا تھا جب کہ ججوں کے 'سروں پر یہ تلوار لٹک رہی تھی' کہ انہیں بعث پارٹی کا ممبران بھی تصور کیا جاسکتا ہے۔

مقدمے پر بات کرتے ہوئے ایک شخص نے کہا کہ مقدمے کی کارروائی 'ایک اچانک حملے' کی طرح ہے جس میں الزام کی تائید کرنے کے حوالے سے دستاویزات وکیل صفائی نے اس دن تک عدالت کے سامنے پیش نہیں کیے تھے جب تک انہیں وکیل استغاثہ نے انہیں عدالت کے سامنے پیش نہیں کردیا۔

اس کے علاوہ وکیل اور استغاثہ نے وہ ثبوت بھی عدالت کے سامنے پیش نہیں کیے جن سے ملزم کی بے گناہی ثابت ہوسکتی تھی۔ اس مقدمے میں اس بات کی بھی خلاف ورزی کی گئی کہ وکیل صفائی کو گواہوں کو چیلنج کرنے کا حق نہیں دیا گیا تھا۔

اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ جج کے فیصلہ کا تفصیلی جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے

Marfat.com

کہ انہوں نے وکیل صفائی کی کئی باتوں کو نظر انداز کیا اور یوں لگتا ہے کہ انہوں نے پہلے ہی یہ فیصلہ کر رکھا تھا کہ صدام حسین کو پھانسی دینی ہے۔

رپورٹ میں حکومتی وزراء پر بھی تنقید کی گئی ہے کہ انہوں نے پہلے ہی سے اس مقدمے کا فیصلہ سوچ رکھا تھا اور انہوں نے عدلیہ کو خود مختار بنانے کے لئے کسی بھی قسم کے اقدامات نہیں کیئے۔

رپورٹ میں صدام کے حامی وکلاء پر بھی تنقید کی گئی ہے کہ انہوں نے عدالت کو ایک سیاسی پلیٹ فارم کی طرح استعمال کیا اور کئی بار عدالت سے واک آوٹ کیا لیکن اس رپورٹ میں ان کو درپیش مسائل کو بھی سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

رپورٹ کے مطابق مقدمے کے دوران صدام کے حامی دو وکلا کا قتل ہوا اور باقیوں کو بھی مناسب تحفظ فراہم نہیں کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ انہیں جو معلومات فراہم کی گئی تھیں وہ پرانی، غیر واضح اور بے ترتیب تھیں اور ان سب باتوں کے نتائج مقدمے کے فیصلے پر سوالات اٹھائے جا سکتے ہیں اور اس کے علاوہ سزائے موت ایک ظالمانہ اور غیر انسانی سزا ہے اور اس طرح کی کارروائی کے بعد بالکل ہی نامناسب ہے۔

صدام کے حامی وکلا کی ٹیم کے سربراہ خلیل الدویلمی نے کہا ہے کہ وکلاء کو اس فیصلے کی بعد گرین زون میں موجودہ عدالت میں جانے کی ضرورت نہیں۔ اردن سے بات کرتے ہوئے انہوں نے بی بی سی کو بتایا 'ہماری بار ہا درخواستوں کے باوجود عدالت نے ہماری اپیل کے حوالے سے کوئی فیصلہ نہیں سنایا ہے انہوں نے اس بات کا دعوی کیا کہ عدالت نے اس طرح کی چالیں استعمال کیں جن کی وجہ سے مناسب طریقے سے اپیل کرنا ناممکن ہو گیا تھا۔

زندگی کے آخری لمحات میں کیا ہوا

عراق کے معزول صدر صدام حسین کو بغداد کا انتہائی محفوظ علاقہ کہلانے والے 'گرین زون' کے نواح میں واقع خادمیہ میں قائم جیل کے اندر پھانسی دی گی۔ اس احاطے

Marfat.com

کو امریکی کیمپ جسٹس' یا انصاف کا مقام کہتے ہیں۔

پھانسی کا یہ عمل، 30 دسمبر 2006 کو مقامی وقت کے مطابق صبح کے پانچ بج کر تیس منٹ سے لے کر پانچ بج کر پنتالیس منٹ، یعنی تقریبا پندرہ منٹ کے اندر انجام پایا۔ تاہم بہت سے ذرائع ابلاغ نے پھانسی کا وقت صبح 6 بج کر 5 منٹ بتایا۔

اس وقت بغداد نماز فجر کی اذانوں سے گونج رہا تھا۔

پھانسی کے وقت عراقیوں کی ایک چھوٹی جمعیت اس عمل کے مشاہدے کے لئے موجود تھی جن میں عراقی وزیر اعظم کا ایک نمائندہ اور ایک سنی عالم دین بھی شامل تھے۔

صدام حسین کو جب تختہ دار تک لایا گیا تو اس وقت ان کے ہاتھ میں قرآن مجید کا ایک نسخہ تھا۔ اس عرصے میں وہ بالکل چپ تھے مگر انہوں نے نسخہ ایک شخص کو تھماتے ہوئے کہا یہ ان کے دوست (جس کا انہوں نے نام لیا) کو دیدیا جائے۔

صدام کو پھانسی کا حکم پڑھ کر سنایا گیا۔

جلاد، جس نے اپنا چہرہ لمبی کالی ٹوپی پہن کر چھپا رکھا تھا، جب صدام حسین کے گلے میں پھندا ڈالنے سے پہلے انہیں نقاب یا لمبی کالی ٹوپی پہنانے کے لئے آگے بڑھا تو انہوں نے اسے پہننے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ وہ موت سے آنکھیں ملانا چاہتے ہیں۔

موقع پر موجود عراقی اہلکاروں کے مطابق صدام حسین نے تختہ دار پر پہنچ کر نعرہ تکبیر بلند کیا، کلمہ پڑھا اور آواز لگائی، عراق تا ابد قائم رہے اور فلسطین عربوں کا ہے۔

اس کے بعد ان کے پیروں کے نیچے سے تختہ سرکا دیا گیا اور دو عشروں سے زیادہ عراقیوں کے سیاہ و سفید کا مالک رہنے والے معزول صدر صدام حسین کا جسم ان کی گردن کے گرد کسی رسی سے جھولنے لگا۔

صدام حسین کی پھانسی کی ویڈیو بنائی گئی تاکہ اسے ٹیلی ویژن پر نشر کر کے لوگوں کو ان کی موت کے بارے میں باور کروایا جا سکے۔

Marfat.com

عراقی عوام، صدام حسین کی قبر پر فاتحہ خوانی کر رہے ہیں۔

Marfat.com

صدام نے ہلاکتوں کا اعتراف کیا

عراق کے صدر جلال طالبانی کا کہنا ہے کہ معزول عراقی صدر صدام حسین نے اپنے دور حکومت میں ہونے والے جرائم کا اعتراف کر لیا تھا۔

جلال طالبانی نے یہ بات عراق کے سرکاری ٹیلی ویژن سے بات کرتے ہوئے کہی۔

ان کا دعوی تھا کہ ایک جج صدام حسین سے یہ اعتراف کروانے میں کامیاب ہو گے تھے ۔تاہم انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ صدام حسین نے کن جرئم کا اعتراف کیا تھا صرف یہ کہا کہ یہ سب زیر تفتیش ہیں۔

اس سلسلے میں عراقی صدر جلال طالبانی نے کہا کہ 'صدام حسین کو موت کی سزا دس مرتبہ ہونی چاہیے کیونکہ اس نے مجھے بیس مرتبہ مروانے کی کوشش کی تھی۔

جلال طالبانی خود ایک سابق کرد رہنما ہیں اور وہ ماضی میں سزائے موت کی مخالفت کر چکے ہیں لیکن اس ٹی وی انٹرویو میں انہوں نے کہا کہ 'صدام حسین کو سزائے موت دینے کی ایک سو وجوہات ہیں۔'

صدام حسین کے حامیوں نے جلال طالبانی کے بیانات پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے ان کو غیر مہذب غیر مناسب اور بدنیتی پر مبنی قرار دیا۔ان کا کہنا تھا کہ ایسے بیانات سے مقدمے کا غیر جانبدارانہ اور منصفانہ نہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔صدام حسین کو محض انتقام کا نشانہ بنایا گیا۔

صدام کے خلاف بارہ الزامات (ستمبر 2005)

عراقی حکومت نے کہا ہے کہ اگرچہ صدام حسین پر پانچ سو مقدمات ہیں لیکن

Marfat.com

عدالت میں پیش ہونے پر انہیں صرف بارہ الزامات کا سامنا کرنا ہوگا۔

حکومت کے ایک ترجمان کے مطابق انسانیت کے خلاف جرائم کے بارہ الزامات مکمل طور پر تیار ہیں اس لئے اس بات میں کوئی حکمت نہیں کہ صدام پر پانچ سو مقدمات کی کارروائی ایک ساتھ شروع کی جائے کیونکہ یہ محض وقت کا ضیاع ہوگا۔

ترجمان نے حکومت کے اس بیان کو بھی دہرایا کہ صدام حسین کے خلاف مقدمات کی سماعت دو ماہ میں شروع ہو جائے۔

متوقع الزامات کی سماعت کرنے والے جج کے مطابق سابق ڈکٹیٹر کے حوصلے پست ہیں کیونکہ انہیں کئی مقدمات کا سامنا ہے۔

حکومت کے ترجمان نے کہا 'ہمیں مکمل اعتماد ہے کہ جو بارہ الزامات عدالت کے سامنے لائے جا رہے ہیں وہ صدام حسین کو زیادہ سے زیادہ سزا دلانے کے لئے کافی ہیں۔

الزامات کی حتمی تعداد کو صرف بارہ تک محدود کرنے کے بارے میں ترجمان نے کہا کہ جو الزامات عدالت کے سامنے لائے جا رہے ہیں وہ صدام حسین کو زیادہ سے زیادہ سزا دلانے کے لئے کافی ہیں۔

اگر یہ الزامات ثابت ہو جاتے ہیں تو صدام حسین کو سزائے موت ہو سکتی ہے۔

الزامات کی حتمی تعداد کو صرف بارہ تک محدود کرنے کے بارے میں ترجمان نے کہا کہ 'حکومت کا موقف یہ ہے کہ سماعت کا عمل جلد از جلد مکمل ہو۔

صدام حسین جن بارہ الزامات کا سامنا کریں گے ان میں 1988 میں کردوں پر کیمیائی ہتھیاروں کا استعمال، 1990 میں کویت پر حملہ اور 1991 میں عراق کی شیعہ آبادی پر مظالم شامل ہیں۔

دوسری جانب صدام حسین کے وکلا کی ٹیم کے ترجمان عسام غزاوی نے حکومتی ترجمان کے بیان پر تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ کسی کے خلاف الزامات کے بارے میں اطلاع عدالت کی طرف سے آنی چاہیے اور پیش کردہ الزامات کی نقل ملزم کے وکلاء کو بھیجی جانا چاہیے۔

Marfat.com

صدام حسین کے خلاف الزامات کی سماعت کرنے والے جج نے ایک سعودی اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا 'صدام حسین کو اپنی ذہنی صلاحیتوں پر مکمل اختیار ہے اور تفتیش کے دوران ان پر کسی قسم کا دباؤ نہیں ڈالا گیا ہے۔

صدام حسین بغیر سکرپٹ کے ہیرو

ایک سال پہلے جب صدام حسین کی ہتھکڑی کھولی گئی اور انہوں نے کمرہ عدالت میں نشست سنبھالی تو ایک لمحہ کے لئے وہ چھا گئے تھے۔

ابتداء میں ان کے حمایتی بھی ان سے کچھ خائف تھے۔'امریکہ کے سامنے فدویانہ طور پر ہتھیار ڈالنے والا یہ وہی آدمی تھا جس نے اپنے دفاع کے لئے انہیں زندگی پر کھیل جانے کو کہا تھا۔

لیکن آہستہ آہستہ صدام حسین کے اعتماد میں اضافہ ہوا۔ اپنے پرانے درزی سے خاص طور پر سلائے گئے پینٹ کوٹ میں عدالت کے روبرو دلائل دیتے ہوئے وہ بھلے لگنے لگے تھے۔انہوں نے الفاظ کی کفایت شعاری کے ساتھ اپنا نقطہ نظر بیان کرنے کا ہنر بھی سیکھ لیا تھا۔

استغاثہ کا کمزور کیس

صدام حسین نے اپنے خلاف قائم کئے گئے دونوں مقدمات دوجیل میں شیعوں اور انفل میں کردوں کے قتل میں پائے جانے والے سقم کا بھی فائدہ اٹھایا۔ان دونوں مقدمات میں استغاثہ کا موقف کافی کمزور نظر آیا، جو ناکافی شواہد اور بے وزن دلائل لیے ہوئے تھا۔

صدام حسین نے مذہبی عقیدے کی بنیاد پر یا پھر ایک سوچی سمجھی چال کے تحت کمرہ عدالت میں قرآن پاک کا ایک نسخہ بھی ہاتھ میں رکھنا شروع کر دیا تھا۔ بعض اوقات وہ کمرہ میں اپنے مخالفین کو چپ کروانے کے لئے اونچی آواز میں اس میں (قرآن) سے

Marfat.com

وہ کمرہ میں اپنے مخالفین کو چپ کروانے کے لئے اونچی آواز میں اس میں (قرآن) سے آیات پڑھنا شروع کر دیتے۔ ان کا بس یہی طریقہ کارگر تھا۔

انہوں نے متعدد بار بھوک ہڑتال پر جانے کا اعلان کیا، لیکن اس پر عملدرآمد کے بارے میں کبھی کوئی خبر نہیں آئی۔

دوجیل کے مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی تو صدام ان پر مقدمہ چلانے کے عدالتی اختیار کو ماننے پر تیار نہیں تھے، لیکن پھر جب ان سے اقرار جرم کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمانبرداری کے ساتھ انکار کر دیا۔

بعد میں جب ان کی خود اعتمادی میں اضافہ ہوا تو انہوں نے کہنا شروع کیا کہ وہ عراق کے اصل صدر ہیں، جج اور استغاثہ ان کے ساتھ احترام سے پیش آئیں اور ان کے ملک پر کیا جانے والا حملہ اور اس کے تحت ان کی برخاستگی بین الاقوامی قوانین کے مطابق ناجائز ہیں۔

زیرلب مسکراہٹیں

لیکن کہیں ایسا بھی نہیں لگا کہ صدام حسین اپنے دفاع میں مربوط حکمت عملی رکھتے ہیں۔

دوجیل میں کیس کی سماعت کے دوران انہوں نے قید میں اپنے ساتھ روا رکھے گئے سلوک پر انتہائی پروقار تقریر کی لیکن پھر وہ بہت معمولی شکائتیں بھی کرنے لگے۔

یہ زیادہ بہتر انسانی رویہ ہوتا اگر امریکی انہیں لیٹرین کا دروازہ بند کرنے دیتے، لیکن کمرہ عدالت میں اس حوالے سے شکایت نے صرف زیرلب مسکراہٹیں ہی بکھیریں۔

ان پر چلائے گئے دونوں مقدمے قانونی اعتبار سے اس معیار سے بہت کم تھے جیسا کہ انہیں ہونا چاہیے تھا لیکن صدام حسین بھی وہ رعب و دبدبہ برقرار نہیں رکھ سکے جس کے عراقی عوام ان کے دور میں عادی تھے۔

Marfat.com

عزت ابراہیم صدام حسین کو تلوار پیش کر رہے ہیں۔ عزت ابراہیم کو بعث پارٹی کا نیا صدر بنایا گیا ہے۔

Marfat.com

صدام مقدمے کی بین الاقوامی بازگشت

صدام حسین کے خلاف مقدمہ کے بارے میں خیال تھا کہ یہ عراق کی تاریخ کا اہم سنگ میل ثابت ہوگا جب اس ملک میں جمہوریت نے آمریت کی جگہ لینا شروع کی۔

تاہم یہ بھی عراق میں افراتفری کے ماحول کی ایک کڑی ثابت ہوسکتا ہے۔ جس نے پورے ملک کو لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ مقدمے کے دوررس نتائج دیکھے جائیں تو وہ بین الاقوامی قانون میں ارتقاء کی صورت میں ہوسکتے ہیں جو حکومتی جبر کو اپنے دائرہ اختیار میں لانے کی کوشش میں ہے۔

یہ مقدمہ عراق میں مختلف جگہوں پر جاری جنگ پر اثر انداز ہوتا ہوا نظر نہیں آرہا کیونکہ اس کے عوامل بہت زیادہ اور گہرے ہیں جو ایک واقعہ سے تبدیل نہیں ہو سکتے چاہے وہ کتنا ہی ڈرامائی کیوں نہ ہو۔

گاؤں دجیل میں ہلاک ہونے والے ایک سو اڑتالیس افراد کے لواحقین کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ بات باعث اطمینان ہے کہ انصاف ہوگیا۔ شہادتوں کی طاقت پر کوئی شک نہیں ہے۔

گاؤں والوں نے صدام حسین کے روبرو اپنا موقف بیان کیا جس سے واضح ہوا کہ صدام حسین نے ملک پر اپنا تسلط کیسے قائم کیا تھا۔

سابق صدر کا ردعمل بھی غور طلب تھا۔ انہوں نے اپنی حکمت عملی کا دفاع کرتے ہوئے سوال اٹھایا کہ ریاست بغاوت کو کچلنے کے لئے کیوں اقدامات نہیں کرسکتی اور ایک موقع پر انہوں نے کہا کہ ان کے ایجنڈے پر بہت سے اہم معاملات تھے اور ہر وقت اس بات پر دھیان نہیں دے سکتے تھے کہ ان کے ماتحت کیا کررہے ہیں انہوں نے عدالت کے دائرہ اختیار کو بھی مسترد کیا۔

Marfat.com

صدام حسین کے خلاف یہ مقدمہ مستقبل میں ایسے مقدمات میں اہم نظیر ثابت ہوگا جن میں حکمران اپنی ذمہ داری سے انکار کریں گے۔

اس مقدمے کا ایک اور اہم پہلو یہ کہ اس کی تمام کاروائی بظاہر عراقیوں کے ہاتھ میں تھی۔اس سے پہلے بہت سے آمروں کے خلاف مقدمات عالمی مداخلت سے ہوئے جیسا کہ نیورمبرگ اور یوگوسلاویہ ٹرائلز میں ہوا۔

اس مقدمے نے رجحان قائم کیا ہے کہ جو لوگ آمروں کا تختہ الٹتے ہیں یا کسی اور سے ایسا کرواتے ہیں وہ خود مقدمات چلا سکتے ہیں۔

اس مقدمے میں قانونی عمل کے معیار کو بہر حال ملک سے باہر اداروں کی طرف سے تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل کے میلکم سمارٹ نے کہا کہ 'ایمنسٹی جیسے بھی حالات ہوں سزائے موت کے خلاف ہے اور ہم اس مقدمے میں بھی سزائے موت کی مذمت کرتے ہیں۔

'ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اس مقدمے میں اہم سقم تھے جس وجہ سے سزائے موت زیادہ تشویشناک ہے۔

انہوں نے اپنی تنظیم کے اعتراضات کا ذکر کرتے ہوئے عدالت کی خودمختاری اور آزادی اور سیاسی مداخلت کا ذکر کیا۔انہوں نے کہا کہ عدالت کے پہلے جج نے استعفیٰ دے دیا تھا۔دوسرے کو بعث پارٹی کا سابق رکن ہونے کی وجہ سے ہٹایا گیا۔

جو اس وقت واحد سیاسی تنظیم تھی اور تیسرے جج کے رشتہ دار اس مقام پر مارے گئے تھے جہاں صدام حسین پر کردوں کو گیس کے ذریعے ہلاک کرنے کا الزام لگایا جاتا ہے۔

سمارٹ نے کہا کہ مقدمے کے دوران تین وکلائے صفائی قتل ہوئے اور صدام حسین خود ایک سال تک قانونی مشاورت نہیں حاصل کر سکتے تھے۔

اس مقدمے کا شمار بڑھتے ہوئے عالمی ٹریبونلوں کی فہرست میں ہوتا ہے جو نئے قانون بنا رہے ہیں جن کا ظالم حکمرانوں پر اطلاق ہو سکے گا۔

Marfat.com

اس نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو یہ مقدمہ عراق سے زیادہ بین الاقوامی قانون کے لئے اہم ہے۔

مشتعل صدام عدالت میں

صدام حسین نہایت غصے کی حالت میں بغداد کی عدالتی کارروائی میں شریک ہوئے۔ان کا کہنا تھا کہ کارروائی سے ان کے بائیکاٹ کے باوجود انہیں زبردستی یہاں لایا گیا ہے۔

سابق عراقی صدر صدام حسین 'بش مردہ باد' کے نعرے لگاتے، عدالت کے نئے چیف جج کے ساتھ مصروف بحث رہے۔صدام حسین کا اصرار تھا کہ یہ نئے جج غیر جانبدار نہیں ہیں چنانچہ انہیں تبدیل کیا جائے۔

صدام حسین کے ساتھ ان کے سات ساتھی بھی عدالت میں پیش کئے گئے تھے۔ان ملزمان پر 1982 میں دجیل میں ایک سو اڑتالیس شیعہ افراد کو ہلاک کرنے کا الزام ہے۔

بائیکاٹ کی مسلسل دھمکیوں کے باوجود استغاثہ نے چیف جج رؤف عبدالرحمٰن سے کہا کہ صدام حسین اور ساتھیوں کو زبردستی عدالت میں پیش کیا جائے۔

صدام حسین نے جج سے کہا 'میری غیر موجودگی میں میرے خلاف عدالتی کارروائی کرنے کا حق استعمال کریں۔انہوں نے مزید کہا 'یہ عدالت نہیں بلکہ یہ تو ایک کھیل ہے۔

سابق عراقی صدر نے نیلے رنگ کا عرب کا روایتی جبہ پہن رکھا تھا۔اس سے قبل وہ پینٹ کوٹ میں عدالت میں پیشی کے لئے آتے رہے ہیں۔

صدام اور ان کے بھائی برزن التکریتی دونوں ہی خاموش رہنے اور بیٹھنے کے جج کے احکام کی خلاف ورزی کرتے رہے۔تکریتی زمین پر جج کی جانب پشت کر کے بیٹھے رہے۔

Marfat.com

جج نے ان الزامات کی تردید کی کہ وکلاء دفاع کو جان بوجھ کر اس کارروائی سے دور رکھا گیا ہے ان کا کہنا تھا کہ وہ خود ہی اس میں شریک نہیں ہونا چاہتے ہیں۔

ملزمان تمام الزامات کی تردید کرتے ہیں۔

عدالتی جج کو ایک ماہ پہلے تبدیل کیا گیا ہے اور نئے جج نے اس مقدمے کے ملزمان کے لئے پچھلے جج کی نسبت زیادہ سخت موقف اختیار کیا ہے۔

صدام اور ان کے ساتھی پچھلی کئی پیشیوں سے غیر حاضر رہے ہیں۔

بغداد میں بی بی سی کے نامہ نگار جان برائن کا کہنا ہے کہ اگر ملزمان کو یونہی زبردستی عدالت میں پیش کیا جاتا رہا تو وکلاء دفاع کے اس الزام کو تقویت ملے گی کہ عدالت کے نئے جج اس مقدمے کے سلسلے میں جانبدار ہیں۔

صدام حسین آبائی قصبے میں سپرد خاک

عراق کے سابق صدر حسین کو 31 دسمبر کی صبح ان کے آبائی قصبے عوجہ میں دفنا دیا گیا ہے۔

صدام کی تدفین کے سلسلے میں ان کے اہل خانہ کی جانب سے پہلے یہ کہا گیا تھا کہ انہیں بغداد سے سو کلومیٹر کے فاصلے پر سنی اکثریتی علاقے رماوی میں سپرد خاک کیا جائے گا۔

تاہم بعدازاں ان کی تدفین تکریت کے علاقے عوجہ میں صدام کے آبائی قبرستان میں عمل میں آئی۔ تکریت میں موجود بی بی سی عربی سروس کے نمائندے کے مطابق تدفین میں صدام کے چند قریبی رشتہ داروں نے شرکت کی۔

صدام کو عوجہ کے جس قبرستان میں دفنایا گیا ہے وہاں ان کے بیٹوں اور قصبے کے علاوہ ان کی والدہ کی قبر بھی موجود ہے۔ صدام کے دونوں بیٹے عراق پر امریکی حملے کے بعد امریکی فوج کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔ عوجہ ہی وہ قصبہ ہے جہاں انہتر برس قبل صدام حسین کا جنم ہوا تھا۔

Marfat.com

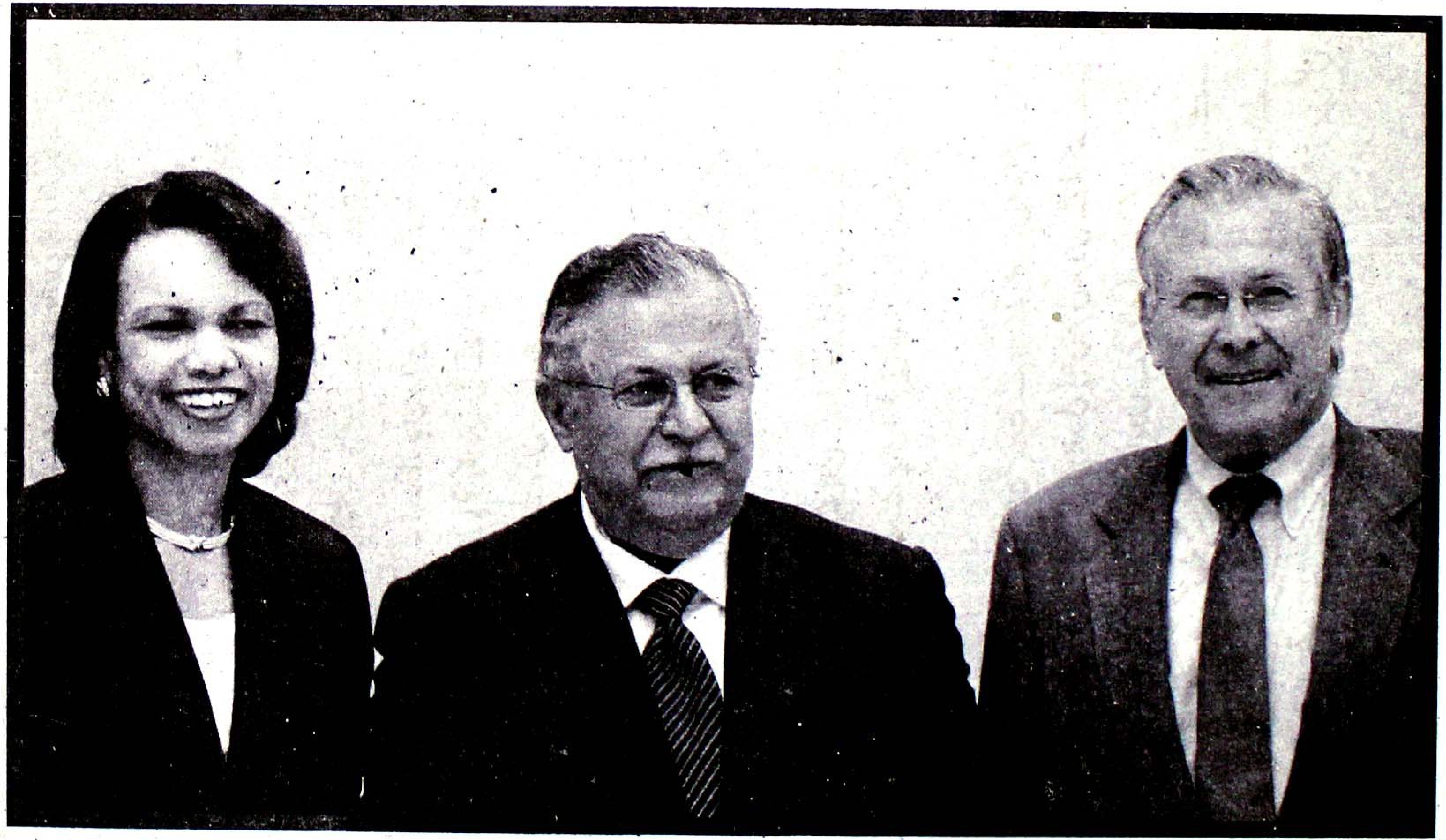

عراقی صدر جلال طالبانی امریکی وزیر خارجہ کونڈولیزا رائس اور رمزفیلڈ کے ہمراہ۔

Marfat.com

صدام کے ایک رشتہ دار موسیٰ فراج نے خبر رساں ادارے اے ایف پی کی بتایا کہ صدام کو مقامی وقت کے مطابق صبح چار بجے عوجہ کے وسطی علاقے میں اس جگہ دفنا دیا گیا جو ان کے دور اقتدار میں تعمیر کی گئی تھی۔

صدر صدام حسین کی دو بیٹیاں اردن میں جلا وطنی کی زندگی گزار رہی ہیں ان کے ترجمان کے مطابق دونوں بہنوں نے اپنے والد کے آخری لمحات ٹی وی پر دیکھے اور وہ انتہائی دکھی تھیں۔ لیکن انہیں اس بات پر فخر تھا کہ صدام حسین نے تختہ دار پر بڑی دلیری اور استقامت کے ساتھ جلادوں کا سامنا کیا۔

ان کی ایک صاحبزادی نے کہا تھا کہ وہ اپنے والد کی لاش کو یمن میں امانتاً دفن کرنا چاہتی ہیں۔

صدام حسین کی پھانسی سے کچھ گھنٹے قبل ان کے آبائی قصبے تکریت میں کرفیو کے نفاذ کا اعلان کیا گیا تھا خود عراق میں سیکورٹی انتہائی سخت کر دی گئی تھی اور امریکہ نے دنیا بھر میں اپنے سفارت خانوں کو کسی بھی صورت حال حتیٰ کے ممکنہ حملوں سے نمٹنے کے لئے بھی تیار رہنے کی ہدایت کر دی تھی۔

عراق میں صدام حسین کی پھانسی کی خبر پر شیعہ آبادی والے شہر صدر میں لوگوں نے سڑکوں پر نکل کر خوشی کا اظہار کیا لیکن تکریت میں ان کی پھانسی کی خبر کے بعد احتجاجی مظاہرے ہوئے۔ سمارہ اور رماوی سے بھی مظاہروں کی اطلاعات ملی تھیں تاہم عراق کے مختلف شہروں میں دن بھر تشدد کے واقعات بھی ہوتے رہے ہیں جن میں 68 افراد ہلاک ہو گئے

عراق کی قومی سلامتی کے مشیر موافق الرباعی نے جنھوں نے صدام حسین کو پھانسی چڑھتے دیکھا، بی بی سی کو بتایا: ’صدام حسین کو ہتھکڑیاں لگا کر لایا گیا تھا۔ ان کے ہاتھ میں قرآن مجید تھا اور وہ شکست خوردہ دکھائی دے رہے تھے اور انہوں نے کچھ نعرے بھی لگائے۔

سابق عراقی صدر کی موت کے وارنٹ پر عراق کے وزیر اعظم نوری المالکی نے

Marfat.com

دستخط کیے۔ پھانسی کے بعد ایک بیان میں انہوں نے کہا: صدام حسین کے خاتمے سے عراقی تاریخ کا ایک تاریک باب بند ہو گیا ہے۔

دنیا کے کئی ممالک نے صدام حسین کی پھانسی پر ملے جلے ردعمل کا اظہار کیا ہے یورپی یونین، روس، لیبیا، اور فلسطین میں حماس کی حکومت نے پھانسی کی مخالفت کی ہے۔

تاہم امریکہ، ایران، کویت، اسرائیل اور جاپان سمیت کئی ممالک نے عراق کے معزول صدر کو پھانسی دیے جانے کا خیر مقدم کیا ہے۔ لیبیا نے صدام حسین کی پھانسی پر ملک میں تین روزہ سوگ کا اعلان کیا تھا۔

عراق کے سرکاری ٹیلی ویژن عراقیہ نے صدام کی پھانسی کی خبر دیتے ہوئے اعلان کیا: ''مجرم صدام حسین کو تختہ دار پر چڑھا دیا گیا ہے۔''

امریکی صدر جارج بش نے سابق عراقی رہنما صدام حسین کو سزائے موت دیے جانے کے فیصلے کو عراق کی نوازئیدہ جمہوریت کی تاریخ میں ایک اہم سنگ میل قرار دیا ہے۔

صدر بش نے کہا کہ صدام حسین کا شکار بننے والے ان لوگوں کو انصاف مل گیا ہے جنہیں انصاف سے محروم رکھا گیا ہے۔ امریکی صدر نے اعتراف کیا کہ عراق کو ابھی کافی سفر طے کرنا ہے تاہم ان کا کہنا ہے تاریخ ایک منصفانہ اور آزاد سماج کی جانب اسے ایک اہم دن کے طور پر رقم کرے گی۔

عراق کے وزیر اعظم نوری المالکی نے ٹیلی ویژن پر اپنی تقریر میں فیصلے کو سراہتے ہوئے کہا: یہ سزا ایک شخص کے خلاف نہیں بلکہ اس کے اقتدار کے پورے تاریک دور کے لئے ایک سزا ہے۔

نوری المالکی نے مزید کہا: ممکن ہے یہ سزا ان بیواؤں اور بچوں کے درد کو کم کر سکے جنہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ اپنے پیاروں کو دنیا کی نظروں سے بچا کر دفن کر دیں اور ان کے درد جنہیں اپنے جذبات اور خود پر کیے جانے والے ظلم کو دبا دینے پر مجبور کیا گیا، یا ان کے درد جن کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔

Marfat.com

برطانیہ کی خارجہ سیکریٹری مارگریٹ بیکٹ نے صدام حسین اور دیگر ملزمان کی سزائے موت کے فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ ان افراد کو اپنے جرائم کی سزا ملی ہے بیکٹ نے کہا کہ صدام حسین کے دور میں گھناؤنے جرائم ہوئے اور یہی مناسب تھا کہ ان جرائم کے ملزموں کو عراق ہی میں انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کیا جاتا۔

عراق میں امریکی سفیر زلمے خلیل زاد کا کہنا تھا: عراق کے لئے ایک اہم سنگ میل ہے کیونکہ اب یہ ملک ایک ایسے آزاد اور انصاف پسند معاشرے کی جانب بڑھے گا جس کی بنیاد قانون کی بالادستی پر ہوگی۔ ممکن ہے کہ اگلے چند ہفتے عراقیوں کے لئے مشکل ہوں لیکن صدام حسین اور ان کی حکومت کا باب ختم ہونے سے اتحاد اور بہتر مستقبل کا موقع پیدا ہوگا۔

سپین کے وزیر اعظم جوزے لوئس زپاٹیرو نے اپنے ردعمل میں کہا کہ اگرچہ یورپی اتحاد پھانسی کے خلاف ہے لیکن صدام حسین کو اپنے کیے کی سزا ملی ہے۔ انہوں نے کہا کسی بھی عام شہری یا سیاسی رہنما کی طرح صدام حسین کو بھی اپنے اور اپنی حکومت کے اعمال کا جواب دہ ہونا تھا۔

Marfat.com

سابق صدر صدام حسین نماز ادا کرتے ہوئے۔

Marfat.com

باب نمبر 14

صدام بش خاندان کی دشمنی کا نشانہ بنے؟

تختہ دار پر پہنچنے کے بعد جب صدام حسین غیر معمولی طور پر بڑے پھانسی کے پھندے کو دیکھ رہے تھے تو انہیں اس مقام پر لاکھڑا کرنے والا شخص (صدر بش) ٹیکسز (امریکہ) میں اپنی ذاتی جاگیر پر گہری نیند کے مزے لے رہا تھا۔

رات کے ابھی نو ہی بجے تھے، لیکن جارج بش یہ کہہ کر سو چکے تھے کہ انہیں صبح سے پہلے ہرگز نہ اٹھایا جائے۔ اس لاتعلقی کے ساتھ نیند کی آغوش میں چلے جانا۔ اس شخص کی آخری دفعہ تحقیر کرنے کے مترادف تھا جو خود کو صلاح الدین ثانی، عربوں کا نجات دہندہ اور شیر بغداد کہتا تھا۔

کچھ لوگوں کا شاید خیال ہو کہ بش ان دنوں گہری نیند نہیں سو سکتے جب ان کی حمایت انتہائی کم ہو چکی ہے اور عراق میں ان کی حکمت عملی جمود کا شکار ہے۔

لیکن جب پوری دنیا میں تبصرے ہو رہے تھے اور حمایت یا مذمت کی جا رہی تھی، بش سو رہے تھے۔ وہ اپنے معمول کے مطابق تقریباً صبح پونے پانچ بجے ہی بیدار ہوئے۔ ایک گھنٹہ بعد انہوں نے نیشنل سیکورٹی پر اپنے مشیر سٹیفن ہیڈلے کے ساتھ دس منٹ کی ملاقات کی اور اس کے بھی کچھ دیر بعد پہلے سے تیار ایک بیان جاری کیا گیا:

ایک حوالے سے دیکھا جائے تو صدر صدام حسین کی موت ٹیکسز کے بش خاندان اور تکریت کے صدام حسین کے درمیان ڈرامائی 'دشمنی' کا نقطہ انتہا تھی۔

تعلق جو بگڑ گیا

دشمنی کی یہ داستان خاموشی سے پروان چڑھنے والے تعلقات سے شروع ہوتی ہے۔ جارج بش (سینئر) امریکہ کے نائب صدر تھے اور صدام حسین ایران کے ساتھ دشمنی

Marfat.com

رکھنے کی وجہ سے ایک اتحادی۔

انیس سو تراسی میں ڈونلڈ رمز فیلڈ نے اس وقت کے صدر ریگن کے خصوصی ایلچی کے طور پر عراقی صدر صدام حسین سے ملاقات کی اور ایران کے خلاف جنگ میں امریکی مدد کی پیشکش کی۔

یہ تعلق اس وقت دشمنی میں بدل گیا جب صدام حسین نے کویت پر چڑھائی کر دی اور صدر بش (سینئر) نے انہیں وہاں سے نکالنے کے لیے مغربی اور عرب ممالک پر مشتمل ایک بین الاقوامی اتحاد بنایا۔

صدام حسین کو، بغداد کا قصائی' کہا گیا اور جواب میں صدام نے بش سینئر کو 'زہریلا سانپ' اور بش جونیئر کو 'زہریلے سانپ کا بیٹا' کہا۔

دو سال بعد صدام حسین نے مبینہ طور پر صدر بش (سینئر) کو قتل کرانے کی کوشش کی۔

تاہم وائٹ ہاؤس نے ہمیشہ دعویٰ کیا ہے کہ عراق پر حملے کا ذاتی عناد سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن حسین اپنی قبر سے بھی بش انتظامیہ کا پیچھا کرے گا۔ صدام نے ہمیشہ کہا تھا کہ وہ امریکیوں کو ورغلا کر عراق کے شہروں میں لے آئیں گے جہاں انہیں مزاحمت اور شکست کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اس وقت کسی کو بھی یقین نہیں تھا کہ صدام کے اقتدار میں نہ ہونے کے باوجود بھی امریکہ کو ایسی ہی صورتحال کا سامنا کرنا پڑے گا۔

شکاری کے ڈرائنگ روم کی ٹرافی

اس وقت مجھے وہ ویڈیو فلم یاد آ رہی ہے جو صدام حسین کی خواہش پر انیس سو اناسی میں بنی تھی جب انہوں نے ایک خاموش جبری حکمت عملی کے تحت اپنے گرو احمد حسن البا قر کو صدارت کے عہدے سے معزول کر کے خود اقتدار سنبھال لیا تھا۔

گیارہ برس کی نائب صدارت کے بعد صدر بنتے ہی صدام حسین نے حکمراں

Marfat.com

بعث پارٹی کی سنٹرل کمیٹی کا اجلاس طلب کیا۔ وڈیو میں دکھایا گیا ہے کہ ہال کچھا کھچ بھرا ہوا ہے نسبتاً جوان، پراعتماد اور تروتازہ صدام حسین سٹیج پر براجمان ہیں۔ ایک کے بعد ایک مقرر ڈائس پر آرہا ہے اور نئے صدر کی عظمت اجاگر کر رہا ہے۔

صدام حسین سگار کے کش لیتے ہوئے ہر مقرر کو توصیفی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔

پھر صدام حسین خود ڈائس پر آئے اور گویا پورا ہال ایڑیوں پر کھڑا ہو گیا۔ تالیوں کا ایسا شور جیسے ہال کی چھت گر پڑے گی۔ صدام حسین اپنے مخالفین کو سازشی، پارٹی کے غدار اور احسان فراموش جیسے القابات سے لتاڑ رہے ہیں۔ ان کے ہر دوسرے یا تیسرے جملے پر ہال تالیوں کی آواز سے بھر جاتا ہے۔

صدام حسین خطاب کے بعد کرسی پر دوبارہ بیٹھ جاتے ہیں۔ اب ڈائس سے ایک کے بعد ایک نام پکارا جا رہا ہے۔ جس جس کا بھی نام لیا جا رہا ہے وہ اپنی نشست سے اٹھ کر سر جھکا رہا ہے۔ دو محافظ اسے بازو سے پکڑ کر لے جائے جا رہے ہیں۔ اس طرح سے کئی لوگ باہر لے جائے گئے۔ پھر خبر آئی کہ انہیں پارٹی قیادت سے غداری اور ملک دشمنی کے جرم میں گولی ماردی گئی۔

غداروں کی صفائی کے بعد ملک اور بعث پارٹی پر جواں سال قائد، رئیس الجمہوریہ صدام حسین کا دبدبہ مکمل ہو چکا ہے۔ اگلے چوبیس برس تک عراق کی ہر شاہراہ، موڑ، چوک، سرکاری دفتر، ٹی وی سکرین، اخبار کے صفحہ اول اور کرنسی نوٹ پر صرف رئیس الجمہوریہ کی شبیہہ دکھائی دے گی۔

کوئی بھی ان کی عقابی نگاہوں سے نہیں بچ سکتا۔ کوئی ان کے احترام میں صدارتی امیدوار بننے کی جرات نہیں کرسکتا۔ وہ بلاشبہ محبوب ترین رہنما ہیں جنہیں ہر صدارتی انتخاب میں ننانوے اعشاریہ ننانوے ووٹ ملیں گے۔

چوبیس برس کی اس صدارت میں صدام حسین اگر ایک سفاک آمر تھے تو صرف عراقی کردوں، شیعوں اور مخالف سنیوں کے لیے تھے۔ امریکہ کے لیے وہ ایرانی ملاؤں کے سیلاب کے خلاف آزاد دنیا کے تحفظ کا بند تھے۔

Marfat.com

کویت، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، اردن اور مصر جیسے ممالک کے حکمرانوں کے نزدیک صدام حسین لشکر عجم کے خلاف دوسری جنگ قادسیہ لڑنے والے بطل جلیل عرب تھے لیکن جب انیس سو نوے میں صدام حسین کی فوج کویت میں داخل ہوئی تو یہی فخر عرب، ننگ عرب میں تبدیل ہو گیا۔

مغربی دنیا کا لاڈلا روشن خیال سیکولر آمر ابلیسیت کا ہار پہن کر ہٹلر اور مسولینی کی صف میں کھڑا کر دیا گیا اور پھر سب کو عراقی عوام پر صدام حسین کے مظالم بھی نظر آنے لگے۔

بلاشبہ صدام حسین اپنے مخالفوں کے لیے ایک ہولناک شخص تھے۔ انہوں نے بعث پارٹی کی آڑ میں اپنے اردگرد ظالم خوشامدیوں کا ایک ٹولہ جمع کر لیا تھا۔ انہوں نے اپنے ہم قبیلہ افراد اور اہل خانہ کو خوب خوب نوازا۔ اپنے دونوں صاحبزادوں کو دندنانے اور من مانی کرنے کی کھلی چھوٹ دے دی۔ ڈھائی لاکھ عراقیوں کو ایران کے خلاف لاحاصل آٹھ سالہ جنگ کا چارہ بنا ڈالا اور اپنا خوف عراقی کردوں اور شیعوں کی ہڈیوں میں اتار دیا۔

لیکن صدام حسین کی سانس گھونٹنے والی اس آمریت میں بھی تعلیم اور صحت مفت تھی۔ پچاسی فیصد سے زائد آبادی پڑھنے لکھنے کے قابل تھی۔ ہزاروں طلبا سرکاری سکالرشپس پر مغربی یونیورسٹیوں میں سائنسی تعلیم حاصل کرنے جا رہے تھے۔ پورے ملک میں یورپی معیار کی شاہراہوں کا جال بچھا دیا گیا تھا۔

نصف آبادی کا شمار متوسط طبقے میں ہوتا تھا اور یہ کسی بھی عرب ملک کی سب سے بڑی مڈل کلاس تھی۔ ملازمتوں میں خواتین کا تناسب چالیس فیصد کے لگ بھگ تھا، کسانوں کو آدھی قیمت پر ٹریکٹر، تقریباً مفت تیل اور پچاس فیصد سستی بجلی فراہم کی جا رہی تھی۔

ایک طرف اگر صدام حسین نے اپنے لیے ستر سے زائد محلات اور عالیشان رہائش گاہیں تعمیر کروائیں تو دوسری جانب عام آدمی کو بھی بنیادی ضروریات کی ضمانت دی۔ اقوام متحدہ کی بارہ سالہ پابندیوں نے اگرچہ مڈل کلاس کی کمر زمین سے لگا دی اور لاکھوں لوگ دواؤں کی کمیابی سے مرے لیکن کوئی عراقی فاقے سے نہیں مرا۔

Marfat.com

مگر جو انصاف صدام حسین نے اپنے مخالفین کو نہیں دیا وہ انصاف خود صدام حسین کو بھی نصیب نہیں ہو سکا۔ دو برس کے مقدمے کے دوران تین جج تبدیل کیے گئے۔ جن وکلاء نے ان کا مقدمہ لڑا انہیں مستقل دھمکیوں اور ہر سمت سے دباؤ کا سامنا کرنا پڑا۔ بظاہر انہیں سزائے موت سے ذرا پہلے عراقی حکومت کے حوالے کیا گیا اور یہ تاثر بھی دیا گیا کہ مقدمے کی کارروائی سے امریکہ کا کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ مقدمہ عراقی عدلیہ نے عراقی قوانین کے تحت چلایا ہے لیکن ان کی موت عملاً امریکی فوج کی نگرانی میں ہوئی۔

صدام حسین کی سزائے موت مکافات عمل ہے وہ ایک سفاک آمر تھے لیکن ناموں کی تبدیلی کے باوجود سفاکی کا بال ان کی معزولی کے بعد بھی بیکا نہیں ہوا۔ آج کی عراقی جمہوریت میں کوئی تیس فیصد مائیں ہی اپنے بچوں کو سکول بھیجنے کی جرات رکھتی ہیں۔ جو مڈل کلاس اقوام متحدہ کی پابندیوں کے زمانے میں ادھ موئی ہوئی تھی آج اقتصادی طور پر غائب ہو چکی ہے۔

صدام کے دور میں اگر ہر جگہ سرکاری مخبروں کا راج تھا تو آج سرکاری ڈیتھ اسکواڈز اور کار بم پھاڑنے والوں کا راج ہے، روزانہ تشدد سے مرنے والوں کا اوسط ایک سو کے لگ بھگ ہے۔

اگر صدام نے چوبیس برس میں ایک لاکھ کرد، شیعہ اور بعث مخالف سنی مارے تھے تو پچھلے ساڑھے تین برس میں چھ لاکھ کے لگ بھگ شہری مر چکے ہیں۔ ایک لاکھ شہری ہر ماہ ملک سے بھاگ رہے ہیں۔ اور اب تک اٹھارہ لاکھ سے زائد عراقی ملک چھوڑ چکے ہیں۔

صدام حسین کو تو آج لٹکایا گیا ہے لیکن عراق تو ایک عرصے سے متعفن لاش کی صورت میں پھانسی پر جھول رہا ہے۔ عراق نام کا جو ملک کبھی تھا آج محض شکاری کے ڈرائنگ روم سجی ہوئی ایک اور ٹرافی ہے۔

صدام کی موت سے فاصلے بڑھ گئے

ایک امریکی دانشور لکھتے ہیں عراق کے معزول صدر صدام حسین کے بغداد کے

Marfat.com

کیمپ میں تختہ دار پر چڑھتے وقت شیعہ رہنما مقتدیٰ الصدر کے حامیوں کے طعنوں نے عراقیوں کے جذبات میں جو آگ لگائی تھی اس کی تپش پوری دنیا میں محسوس کی گئی۔

اس کے برعکس سنیوں کا ہیجان اور زیادہ ہو گیا۔

دوسری جانب عراق اور دوسری جگہوں میں شیعہ اپنی کامیابی کو شدت سے محسوس کرنے لگے ہیں۔

صدام حسین نے اپنے مخالفین کو موت کے بعد بھی بالکل اسی طرح سے منقسم رکھا ہوا ہے جیسا کہ اپنی زندگی میں انہوں کیا۔

ان کی موت نے شیعہ اور سنی تعلقات پر گہری ضرب کا کام کیا۔ عراق میں سنی اقلیت میں ہیں لیکن صدام حسین کی زیر قیادت عراقی اقتدار پر ان کا غلبہ رہا۔

جب صدام حسین نے اسی کی دہائی میں ایران میں اسلامی انقلاب کے بعد اس پر حملہ کیا تو اسلامی دنیا نے اس جنگ کو شیعہ سنی جنگ کے طور پر دکھایا تھا۔

اس عرصے میں کئی سنی مسلم سربراہان مملکت نے صدام حکومت کی مدد وحمایت کی۔ یہ جنگ بے نتیجہ رہی۔

مگر جب سن دو ہزار تین میں امریکی اور برطانوی فوج نے عراق پر حملہ کر کے صدام حسین کی حکومت ختم کر دی تو عراق پر سنی کنٹرول بھی ختم ہو گیا اور اس کے بعد ہونے والے انتخابات کے نتیجہ میں شیعہ اکثریتی حکومت قائم ہو گئی۔

اب مشرق وسطیٰ میں تاثر پایا جاتا ہے کہ عراقی حکومت کا طرز عمل فرقہ وارانہ ہو گا۔

بہت سے سنیوں کا خیال ہے کہ شیعہ اکثریتی حکومت کے قیام کے بعد سے عراق، ایران کی نو آبادی بن گیا ہے۔

درحقیقت صدام حسین کی سزا پر عمل درآمد کے وزیر اعظم نوری المالکی کے فیصلہ کا تعلق بھی ملکی سیاست سے زیادہ نظر آتا ہے۔ نوری المالکی کے بارے میں عمومی تاثر یہ تھا کہ وہ کمزور شخصیت کے مالک ہیں مگر اپیل مسترد ہونے کے تھوڑی ہی عرصے بعد صدام حسین کو پھانسی پر لٹکانے کا فیصلہ اس تاثر کو غلط ثابت کرتا ہے۔

Marfat.com

صدام حسین اپنی پسندیدہ بندوق کو دیکھ رہے ہیں۔ایک یادگار تصویر

Marfat.com

صدام حسین کو عیدالاضحیٰ کے موقع پر سزائے موت دینے سے بھی لوگوں میں غم وغصہ پایا جاتا ہے۔ مصری صدر حسنی مبارک کے بقول انہوں نے امریکی صدر جارج بش کو اس بارے میں خبردار کیا تھا مگر صدر بش نے بظاہر کچھ نہیں کیا۔ اب صدر مبارک برہم ہیں: 'انہیں کس بات کی جلدی تھی؟ جب لوگ عید کی تیاریوں میں مصروف تھے اس وقت پھانسی دینے کی کیا ضرورت تھی؟'۔

مصری صدر نے پھانسی کے عمل کو بربریت سے تعبیر کیا کیونکہ ان کے خیال میں محافظوں نے صدام حسین پر فقرے کسے، انہیں طعنے دیئے اور کلمۂ شہادت بھی پوری طرح نہیں پڑھنے دیا۔

اردنی شہر اومان میں ایک شخص کا کہنا ہے: 'مجھے عراق کی حالت پر افسوس ہوتا تھا کہ امریکیوں اور برطانویوں نے اسے برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ مگر اب میں خوش ہوں کہ وہ اسی کا مستحق ہے۔'

میں کہہ چکا ہوں کہ صدام حسین اپنے مخالفین کے لیے قبر میں بھی پہلے جیسے خطرناک ہو رہے ہیں۔

'پھانسی انتقامی عمل نہیں تھا'

عراقی حکام کا کہنا ہے کہ صدام حسین کی پھانسی ایک انتقامی عمل نہیں تھا۔ عراقی صدر کے مشیر کا یہ بیان صدام کی پھانسی کے وقت موبائل فون سے بنائی گئی اس نئی ویڈیو کے منظر عام پر آنے کے بعد سامنے آیا۔ جس میں ایک شخص تختہ دار پر موجود صدام حسین پر طعنہ زنی کر رہا ہے۔

نامہ نگاروں کا کہنا ہے کہ پھانسی کے وقت کے یہ مناظر عراق میں صدام حسین کے حامیوں اور مخالفین کے درمیان موجود خلیج میں مزید اضافے کا سبب بن سکتے ہیں۔

یاد رہے کہ صدام حسین کی پھانسی سے کچھ دیر قبل کے جو مناظر سرکاری ٹی وی پر نشر کیے گئے تھے ان سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ پھانسی کے عمل سے قبل صدام اور انہیں پھانسی

Marfat.com

دینے والے افراد کے درمیان کسی قسم کی تلخ کلامی نہیں ہوئی تاہم انٹرنیٹ اور غیر ملکی چینلوں پر نشر کی جانے والی غیر سرکاری ویڈیو میں صورتحال اس کے برعکس دکھائی دیتی ہے۔

عدالت کی جانب سے پھانسی دیئے جانے کے عمل کی نگرانی کرنے والے جج منیر حداد نے بی بی سی کو بتایا کہ جب صدام حسین کو پھانسی دیئے جانے سے چند منٹ پہلے ایک گارڈ نے کہا کہ کیا ان کو موت سے ڈر لگتا ہے تو صدام حسین نے جواب دیا کہ انہوں نے ساری زندگی جنگیں لڑنے میں گزاری ہے اور انہیں موت سے ڈر نہیں لگتا۔

بغداد میں بی بی سی کے نمائندے پیٹر بائلز کا کہنا ہے کہ مقتدی الصدر کے نام کے نعروں سے عراقی صدر کے حامیوں میں یہ تاثر جنم لے سکتا ہے کہ صدام حسین کی پھانسی عراقی انصاف کی بجائے انتقام کا نتیجہ تھی۔

تاہم عراقی صدر کے ترجمان حیوا عثمان نے بی بی سی کے پروگرام 'نیوز اور' کو بتایا کہ 'طعنے وہاں کھڑے ایک عام شخص نے دیے تھے۔ ان کا کہنا تھا' ہمیں بالکل معلوم نہیں کہ صدام پر چلانے والا کون تھا یا وہ خود کسے برا بھلا کہہ رہے تھے' لیکن میرے خیال میں وہ کوئی حکومتی اہلکار نہیں تھا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ آواز امریکیوں نے بعد میں بھری ہو۔

معزول عراقی صدر انہتر سالہ صدام حسین کو 'انسانیت کے خلاف جرائم' کی پاداش میں پھانسی کے بائیس گھنٹے بعد رات کے اندھیرے میں انہیں ان کے آبائی قصبے عوجہ میں دفنا دیا گیا تھا۔ ان کی تدفین کے موقع پر صرف ان کے قبیلے کے چند لوگ موجود تھے۔

بی بی سی کے جان سمپسن کا کہنا ہے کہ عراقی حکومت اس حوالے سے پریشان نہیں کہ صدام کی قبر ان کی حامیوں کے اجتماع کا مقام بن سکتی ہے۔ عراقی وزراء کے خیال میں صدام کی پھانسی سے عراق پر ان کے اثر کا مکمل خاتمہ ہو گیا ہے۔

تاہم صدام کے متعدد حامیوں نے انہیں دفنائے جانے کے بعد ان کے آبائی قصبے کا دورہ کیا اور ان کی موت کا بدلہ لینے کا عزم کیا ہے۔ چوبیس سالہ محمد عتیق کا کہنا تھا کہ 'خدا کو صدام کا ایسا انجام منظور تھا لیکن ان کا مشن اور وہ راستہ جو انہوں نے اپنایا ہمیشہ موجود رہے گا'۔

Marfat.com

صدام کے خلاف الزام خارج

عراق میں کردوں کے قتل عام کے مقدمے کے سماعت دوبارہ شروع ہوئی تو مقدمے کے ایک ملزم اور سابق عراقی صدر صدام حسین کی پھانسی کے بعد عدالت نے ان پر عائد تمام الزامات خارج کر دیے اور اب اس قتل عام کے معاملے میں چھ عراقی افسروں پر مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔

پہلے پہل اس مقدمے میں صدام اور ان کے ساتھیوں کو 1980 میں ایک لاکھ عراقی کردوں کے قتل عام کا ملزم نامزد کیا گیا تھا تاہم اب دجیل میں 148 شیعوں کے ہلاکت کے مقدمے میں صدام کو سزائے موت کے بعد ان کا نام اس مقدمے سے نکال دیا گیا ہے۔

سماعت کے دوران صدام حسین کے رشتہ دار علی حسن الماجد سمیت چھ ملزمان نے جنگی جرائم، انسانیت سوز مظالم اور قتل عام کے الزامات سے انکار کیا اور کہا کہ کرد علاقے میں کی جانے والی کارروائی بغاوت کچلنے کی ایک قانونی کوشش تھی کیونکہ ایران عراق جنگ کے دوران کچھ کردوں نے دشمنوں سے گٹھ جوڑ کر لیا تھا۔

صدام حسین کے ساتھیوں کے خلاف اس مقدمے کے سماعت اکیس دسمبر کے بعد پہلی مرتبہ 9 جنوری کو کی گئی۔ اس کے دوبارہ آغاز سے ایک مرتبہ پھر عالمی توجہ عراق کے عدالتی نظام پر مرکوز ہوگئی جسے پہلے ہی صدام حسین کی پھانسی کے حوالے سے پیش آنے والے واقعات پر تنقید کا سامنا تھا۔

Marfat.com

باب 15

صدام حسین کا آخری خط

عید قربان کی صبح امریکی قبضہ کے دوران اپنے ہی وطن کے دارلحکومت کی جیل میں تختہ دار پر لٹک کر جان دینے والے صدام حسین نے خصوصی ٹربیونل سے سزائے موت سنائے جانے کے بعد عراقی عوام کے نام 5 نومبر کو جو خط لکھا صدام حسین نے اپنے اس خط میں لکھا کہ عراق کی موجودہ صورتحال عراقی عوام کے لئے ایک نئی آزمائش ہے اور یہ انہیں نیا سبق بھی دیتی ہے۔ اس آزمائشی دور میں ہی تاریخی کامیابی کی بنیاد رکھی جائے گی۔ ان کا دل اپنے عوام اور قوم کی محبت سے معمور ہے وہ کبھی بھی مشکلات اور آزمائشوں سے نہیں گھبرائے اور اللہ نے چاہا تو اپنی جان کی قربانی دیں گے اور ان کی روح شہداء کے ساتھی جنت میں ہوگی۔ عراقی عوام کو صبر سے کام لینا چاہئے۔ ہمیں غیر منصفانہ اور جابر مما لک کے ساتھ مقابلے میں اللہ پر ہی انحصار کرنا ہوگا۔ ہمیں اور عراق کو انقلاب سے پہلے اور بعد میں جن طوفانوں اور مشکلات سے گزرنا پڑا ہے ان کے دوران اللہ تعالیٰ نے ہی ہمیں زندگی عطا کئے رکھی ہے اور اب تک اس کی منشاء کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ وہی ہمارا خالق ہے اور اسی نے اب تک حفاظت کی۔ صدام حسین نے خط میں لکھا شہادت کا رتبہ پا کر اللہ تعالی کے فرمانبرداروں میں شامل ہو جائیں گے۔ شہادت کے واقعے پر چلنے والے وہ پہلے شخص نہیں ان سے بھی کم عمر ایسی ہزاروں روحیں اس راستے پر چل چکی ہیں وہ شہادت کا رتبہ ملنے پر اللہ تعالی کے شکر گزار ہیں۔ صدام حسین نے اپنے خط میں عراقی عوام کو متحد رہنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا ہے کہ حملہ آور دشمنوں کے راستے میں عراقیوں کا اتحاد ہی سب سے

Marfat.com

بڑی رکاوٹ ہے۔اس لئے یہ دشمن عراقی عوام کے درمیان منافرت کے نئے بیج بونے میں مصروف ہیں۔صدام حسین نے مزید لکھا ہے کہ انہوں نے یہ خط اس لئے تحریر کیا کہ ان کے وکلاء نے انہیں بتایا تھا کہ حملہ آوروں کی قائم کردہ نام نہاد عدالت انہیں آخری بات کرنے کی اجازت دیدے گی لیکن عدالت اوراس کے چیف جج نے ہمیں ایک لفظ بھی بولنے کا موقع نہیں دیا اور کوئی وضاحت کئے بغیر اپنا فیصلہ جاری کر دیا اور کوئی شہادت سامنے رکھے بغیر حملہ آوروں کی لکھوائی ہوئی سزا پڑھ کر سنادی۔

❁❁❁

Marfat.com

باب 16

صدام حسین کی کہانی

1937ء میں دریائے دجلہ کے کنارے ایک چھوٹا سا گاؤں تکریت تھا (جو اب ایک شہر بن چکا ہے)۔ یہاں کے زیادہ تر باسی کسان تھے۔ کھیتی باڑی ہی ان کا ذریعہ معاش تھا۔ گاؤں کے سب کے سب گھر کچے اور مٹی کے بنے ہوئے تھے۔ ۱۹۳۷ء کی ایک رات جبکہ سپیدۂ سحر نمودار ہو رہا تھا اور گاؤں کے کسان کھیتوں میں جانے کے لیے بیدار ہو رہے تھے۔ خیر اللہ طلفاح کے گھر ان کی بہن سیدہ حجہ طلفاح نے ایک بچے کو جنم دیا۔ بچے کا ماموں الحاج خیر اللہ اور چچا حسن مجید بے حد خوش تھے۔ لیکن بچے کی ماں بے حد فکر مند دکھائی دے رہی تھی۔ کیونکہ بچے کا والد اس دنیا میں نہیں تھا یتیم بچے کی پیدائش اور اس کی پرورش نے سیدہ حجہ کو پریشانی میں مبتلا کر رکھا تھا۔ محنتی مگر غربت وافلاس کے مارے ہوئے بھائی پر وہ پہلے ہی کیا کم بوجھ تھی جو ایک جان کا مزید اضافہ ہو گیا۔ کچی اینٹوں اور گارے سے بنے ہوئے لکڑی کے کمزور ستونوں پر کھڑے گھر میں بچے کی ماں کے علاوہ سب لوگ خوشی کا اظہار کر رہے تھے بچے کے چچا حسن مجید نے بچے کے کان میں اذان دی اور گھر میں موجود تمام افراد سے مخاطب ہو کر کہا اس بچے کا نام...... صدام...... یعنی زوال کو دور کرنے والا۔ ''صدام حسین'' نو مولود صدام حسین علوی تھا اس کا شجرہ نسب حضرت علیؓ سے ملتا ہے۔

۱۹۳۷ء کا وہ گمنام بے حیثیت' غریبوں کا مسکن کچے گھروندوں پر مشتمل چھوٹا سا گاؤں ''تکریت'' جو رومن لفظ ہے اور جس کا معنی ''دجلہ کا قلعہ'' ہے۔ آج بین الاقوامی

Marfat.com

صدام حسین کی گرفتاری کے فورا بعد کی تصویر

Marfat.com

شہرت حاصل کر چکا ہے۔ اس گاؤں میں جنم لینے والے بچے نے واقعتاً اس گاؤں ہی کو نہیں بلکہ پورے عراق کو دجلہ کا قلعہ بنا دیا تھا اور اس وقت صیہونیت اس کے نام سے تھر تھر کانپ رہی تھی۔ عجیب اتفاق یہ ہے کہ فاتح بیت المقدس سلطان صلاح الدین ایوبی بھی تکریت نامی گاؤں میں پیدا ہوئے۔

ایک گاؤں میں دو وقت کی روٹی کے لئے فکر مند گھرانے میں ایک بچے کا بچپن جیسا ہوتا ہے صدام حسین کا بچپن بھی ایسا ہی تھا۔ تکلیف دہ، کٹھن، دشوار، افلاس اور غربت کے ہاتھوں ستائے ہوئے اس بچے کی زندگی میں کوئی خوشی نہیں تھی۔ کوئی آرام نہ تھا۔ جوں جوں وہ سن شعور کو چھو رہا تھا۔ یتیمی کا احساس اسے ستانے لگا۔ صدام حسین کی والدہ نے اس کے چچا کے ساتھ شادی کر لی تھی، اور اس کی ماں کے پیٹ سے جنم لینے والا اس کا سوتیلا بھائی نہ صرف اس کا پیارا بھائی بلکہ گہرا راز دار دوست بھی تھا۔ صدام کے سامنے دو راستے تھے۔ یا وہ اپنے آپ کو حالات کے سپرد کر دے اور زندگی کو اس کے اپنے دھارے پر بہنے دے۔ جیسے گاؤں کے دوسرے لوگ زندگی گزار رہے تھے، یا پھر وہ اپنے آپ کو احساس کمتری کا شکار نہ ہونے دے۔ اس کے دماغ نے بچپن ہی میں بڑوں کی مانند کام کرنا شروع کر دیا تھا اور اس نے طے کر لیا کہ محنت کرے گا، ہمت سے کام لے گا اور اپنی شخصیت خود بنائے گا۔ دلیر اور بہادر لوگ اسے اپنے بچپن سے اچھے لگتے تھے۔ اس نے پکا ارادہ کر لیا کہ وہ اپنی یتیمی کا رونا رونے کی بجائے ایک حوصلہ مند اور دلیر مرد کی طرح زندگی گزارے گا، اور یوں وہ بچپن ہی سے سیلف میڈ، زندگی گزارنے لگا، اس کے چھوٹے سوتیلے بھائی اور گہرے دوست ادھام کا کہنا ہے کہ ''صدام بچپن میں بھی ایک دبنگ اور دلیر بچہ تھا۔ وہ بڑا پروقار اور دانا نظر آتا تھا۔ تمام بچے اس سے ہمیشہ مرعوب رہتے اور ہر وقت اس کے ارد گرد رہتے، وہ بچپن میں بھی بچوں کا قائد اور لیڈر بنتا۔ نہ کسی کے رعب یا ڈراوے میں آتا تھا آپ سوچ رہے ہوں گے کہ وہ بچپن میں بہت غیر مہذب یا سخت غصے والی طبیعت کا مالک ہوگا۔ نہیں! ہرگز نہیں، وہ دلیر اور بے خوف ہونے کے ساتھ ساتھ تمام بچوں میں نہایت مہذب اور شائستہ تھا۔ ذہانت اس میں سب سے زیادہ تھی۔

Marfat.com

صدام حسین بے حد نرم دل انسان تھا۔ وہ اپنے بچپن میں بھی غریبوں کے حالات سے فوری طور پر متاثر ہو جاتا تھا۔ اکثر ایسے ہوتا وہ کسی غریب اور مفلس بچے کے کپڑے دیکھتا تو اپنے کپڑے اتار کر اسے دے دیتا' اس حال میں گھر واپس آتا تو ڈانٹ ڈپٹ اور سوتیلے باپ کی مار کے لئے تیار ہو کر آتا حتیٰ کہ گھر والوں نے اس سے پوچھنا ہی چھوڑ دیا تھا کہ اس کے کپڑے کہاں گئے؟۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یقیناً صاحب زادے کا کسی غریب لڑکے کو دیکھ کر دل پسیج گیا ہوگا۔ اور کپڑے اس کے نذر کر آئے ہوں گے۔ وہ اپنی اور فطرت کے ہاتھوں مجبور تھا۔ وہ تو ماں کے پیٹ ہی سے دلیر پیدا ہوا تھا۔ گھر والوں کی مار پیٹ اس کی فطرت تبدیل نہیں کر سکتی تھی"۔

بچپن میں صدام حسین کا سب سے من پسند مشغلہ گھڑ سواری تھی۔ وہ اپنے کھیتوں میں گھنٹوں گھڑ سواری کرتا۔ اسے اپنے گھوڑوں سے بے حد انس اور پیار تھا۔ اپنے گھوڑوں میں سے ایک تیز رفتار اور خوبصورت عربی گھوڑے سے اس کا لگاؤ بے حد جذباتی ہو گیا تھا ننھا صدام اس وقت پانچویں جماعت کا طالب علم تھا ایک دن وہ مدرسے میں پڑھ رہا تھا کہ اسے اطلاع ملی کہ اس کا پیارا گھوڑا مر گیا ہے صدام پر تو جیسے سکتہ طاری ہو گیا اور وہ بے تاب ہو کر گھر کی طرف دوڑا۔ جب اس نے اپنی آنکھوں سے گھوڑے کی موت کا یقین کر لیا تو وہ ذہنی صدمے کا شکار ہو گیا اور سسکیاں بھر کر رونے لگا اس نے گھوڑے کے مرنے کا اس قدر صدمہ لیا کہ اس کا ایک ہاتھ شل ہو گیا۔ اسے ڈاکٹر کے پاس لے جایا گیا اور وہ صدمے کی اس کربناک حالت میں دس دن مبتلا رہا۔ مدت تک اس ہاتھ کا گھر والے علاج کراتے رہے' اور بڑی مشکلوں سے اس کے ہاتھ میں خون نے دوبارہ گردش شروع کی۔

تکریت کے غریب کسان اپنی زندگی بڑی مشکل سے گذار رہے تھے۔ وہ اپنے بچوں کو تعلیم دلوانے کی بجائے اپنے ساتھ کام پر لگا لیتے تھے اور یوں بچے اوائل عمری ہی سے کھیتی باڑی میں جٹ جاتے اور قبر میں جانے تک جفاکشی کی زندگی گزارتے۔ اس کی وجہ ایک تو غربت تھی' وسائل نہ ہونے کے برابر تھے۔ دوسرے تعلیمی اداروں کا نہ ہونا تھا۔

Marfat.com

جب صدام حسین نے بچپن سے لڑکپن میں قدم رکھا تو اس کے چچا نے اسے کھیتی باڑی کی طرف لگانا چاہا۔ اس کے گھر والے اسے تعلیم دلوانے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ ''صدام بھی انہیں ہی کی طرح زندگی گزارے' پھر وہ یتیم بھی تھا۔ قریب تھا کہ صدام گمنامی کی اس راہ پر چل نکلتا جس پر اس کا خاندان اسے چلانا چاہتا تھا کہ اس کے سوتیلے باپ کے گھر اس کا ایک مہمان آیا۔ جس کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا۔ بڑے جب باتوں میں مصروف ہو گئے تو ان کی گفتگو سے بے نیاز صدام مہمان لڑکے کے ساتھ گھر سے باہر نکل کر باتیں کرنے لگا۔ گپ شپ کے دوران ہی مہمان لڑکے نے صدام کو بتایا کہ وہ ایک طالب علم ہے اور باقاعدگی سے سکول جاتا ہے۔ پھر اس نے زمین پر اپنی انگلی سے اپنا نام لکھ کر دکھایا اور حروف تہجی بھی لکھ کر دکھائے۔

یہ دیکھ کر ۱۰ سالہ صدام حسین بے حد متاثر ہوا۔ وہ دیر تک دور آفاق کو گھورتا رہا اور پھر ایک فیصلہ کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔ کہ وہ بھی سکول جائے گا۔ گھر آ کر اس نے اپنی والدہ سے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ والدہ دل سے چاہتی تھیں کہ ان کا بیٹا بھی تعلیم حاصل کرے۔ مگر وہ جانتی تھیں کہ گھر کے حالات اس بات کی اجازت نہیں دیتے لہٰذا انہوں نے صدام کو حوصلہ دینے کی بجائے حوصلہ شکنی کی پھر صدام نے اپنی خواہش اپنے چچا (سوتیلے باپ) کو بتائی تو انہوں نے سختی سے انکار کر دیا اور اسے کھیتوں میں چل کر کام کرنے کو کہا۔ اگر صدام پیدائشی ذہین اور دلیر نہ ہوتا تو یقیناً وہ ایک جفاکش مگر گمنام کسان کی زندگی گذار رہا ہوتا مگر خدا کو انہیں تعلیم دلانا منظور تھا۔ صدام حسین اپنی ضد پر اڑا رہا جب وہ گھر والوں سے بالکل مایوس ہو گیا تو پھر اس نے گھر والوں سے کہا کہ اسے اس کے ماموں خیر اللہ کے گھر بھجوا دیا جائے اسے امید تھی کہ ماموں خیر اللہ یقیناً اس کی خواہش کا احترام کریں گے۔ مگر ان کی مالی حالت بھی بہت پتلی تھی۔ وہ اپنے بچوں کا پیٹ بہت مشکل سے پالتے تھے۔ لہٰذا وہاں سے بھی صاف جواب آ گیا۔ صدام حسین کے سر پر ان دنوں صرف ایک ہی دھن سوار تھی کہ کسی طرح سکول جائے اور زیور تعلیم سے آراستہ ہو۔ آخر سوچ سوچ کر اس نے ایک فیصلہ کیا۔

Marfat.com

صدام حسین اپنی فیملی کے ہمراہ

Marfat.com

ایک رات صدام حسین اپنے بستر سے نکلا۔ اپنا مختصر سا سامان اکٹھا کیا اور اسے باندھ کر چپکے سے گھر سے نکل پڑا۔ اس کا رخ اپنے ماموں خیر اللہ کے گھر کی طرف تھا۔ وہ تیزی سے قدم اٹھا رہا تھا۔ کیونکہ اس کے ماموں کا گھر دو گھنٹے کی پیدل مسافت پر تھا۔ اور یوں وہ علی الصبح اپنے ماموں کے گھر پہنچ گیا۔ دروازے پر دستک دی۔ ماموں نے دروازہ کھولا تو صبح سویرے بھانجے کو دیکھ ششدر رہ گیا۔ صدام کے پاؤں مٹی سے اٹے ہوئے تھے۔ چہرے پر تھکاوٹ کے آثار نے ماموں کے دل کو تڑپا دیا۔

اب ماموں خیر اللہ میں انکار کی ہمت نہ رہی اور یوں صدام سکول داخل ہو گیا۔

صدام حسین کو بچپن اور لڑکپن میں جو ماحول ملا اس میں انگریز سامراج کے خلاف باتیں ہوا کرتی تھیں کہ یہ سفید چمڑی والے کس طرح تاجروں کے بھیس میں ڈاکہ ڈالنے آئے اور خلیجی ممالک پر قابض ہو گئے۔ وہ اپنے خاندان کے بزرگوں سے ترکوں کے بارے میں بھی بہت کچھ سنا کرتے تھے۔ کہ کس طرح ترکوں نے ان کے خاندان کے بعض بزرگوں کو قتل کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ ترکوں کے خلاف تھے۔ ان کے خاندان نے ترکوں کے خلاف مزاحمت بھی کی تھی اور کئی بار جنگ بھی ہوئی تھی۔ یہ باتیں سنتے سنتے صدام حسین کے دل میں انگریز اور ترکوں کے خلاف نفرت پیدا ہو گئی۔ دونوں کے خلاف اس کا خون کھولتا رہتا اور وہ اپنے تئیں دونوں سے انتقام لینے کے لئے بے بس پاتا۔ بچپن ہی میں اس کے خمیر میں ظلم کے خلاف نفرت بھر گئی۔ اس کے بزرگ اسے بتایا کرتے تھے۔ کہ ترکوں نے ان کے بہت سے اجداد کو قتل کر دیا تھا۔ ان کے گھروں کو جلایا اور ان کے مظالم سے تنگ آ کر اس کے خاندان والوں نے پہاڑوں میں پناہ لی تھی۔

صدام حسین نے ثانوی تعلیم بغداد کے ایک سکول سے حاصل کی ان دنوں بین الاقوامی سطح پر حالات تبدیل ہو رہے تھے۔ برطانوی اور فرانسیسی سامراجیت کی زنجیریں یکے بعد دیگرے ٹوٹ رہی تھیں۔ نہ صرف ہندوستان میں برطانوی سامراجیوں کے دن گنے جا چکے تھے اور تاجروں کے بھیس میں ہندوستان کو لوٹنے والے ڈاکو بوریا بستر باندھ رہے تھے بلکہ عرب ممالک میں بھی آزادی کی تحریکیں انگڑائی لے رہی تھیں آزادی کی

Marfat.com

تحاریک زوروں پر تھیں استعماریت کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹ رہی تھیں عربوں میں زندگی مگر آزادی کے ساتھ گزارنے کا جذبہ غیرت عود کر آیا تھا۔ اس ماحول نے ہر کسی کو متاثر کیا ہوا تھا۔ تکریت کے مقابلے میں بغداد ایک بڑا شہر تھا۔ لہٰذا فطری طور پر صدام حسین ان حالات کی طرف فوری طور پر متوجہ ہوئے اور انہوں نے تعلیم کے ساتھ ساتھ حالات وواقعات کا بھی مطالعہ شروع کر دیا۔ ان کے اندر کچھ کر گزرنے کا جذبہ عروج کو پہنچ گیا جن دنوں وہ بغداد میں ہوئی سکول کے طالب علم تھے عراق میں دو بڑی پارٹیاں عوام میں بے پناہ مقبول تھیں۔ یہ دونوں سوشلسٹ پارٹی اور بعث پارٹی تھیں۔ صدام حسین زمانہ طالب علمی ہی میں بعث پارٹی میں شامل ہو گئے۔ جو ملک میں قائم آمریت اور ڈکٹیٹر شپ کا جانداری سے مقابلہ کر رہی تھی۔ ان دنوں سوشلسٹ پارٹی کی حکومت تھی۔ بدترین آمریت کا دور دورہ تھا۔ عوام کے تمام بنیادی حقوق سلب تھے اور عراقی غلاموں سے بدتر زندگی گزارنے پر مجبور تھے۔ جمہوریت کا نام نشان نہ تھا اور عوام کو اف کرنے کی اجازت بھی نہ تھی۔ اس کے مقابلے میں بعث پارٹی جمہوریت اور عوام کو بنیادی حقوق دینے کی بات کرتی تھی۔ صدام حسین چونکہ بچپن ہی سے جمہوریت پسند اور حریت فکر کے دلدادہ واقع ہوئے تھے۔ اس لئے انہوں نے بعث پارٹی میں شامل ہونے کو ترجیح دی۔ تاکہ وہ ملک کو آمریت سے نجات دلانے کی جدوجہد میں شریک ہو سکیں۔ بعث پارٹی اس وقت پوری عرب دنیا کو ایک پرچم تلے متحد ہونے کا نعرہ لگا رہی تھی۔ سوشلسٹ پارٹی کی طرف سے عبدالکریم قاسم عراق کا حاکم تھا۔

حکمران سوشلسٹ پارٹی کے مقابلے میں بعث پارٹی عوام میں زیادہ مقبول ہو رہی تھی۔ کیونکہ عراقی عوام بعث پارٹی کو اپنا نجات دہندہ تصور کرتے تھے۔ حکمران پارٹی بعث پارٹی کو کچلنے کے لئے ہر حربہ استعمال کر رہی تھی۔ انہی دنوں کرکوک شہر میں حکمران پارٹی نے عوام پر بے پناہ ظلم وتشدد کیا۔ جس سے بغداد کے عوام کو ہلاکو خان کی یاد تازہ ہو گئی۔ کرکوک میں ظلم وتشدد کے اس واقعہ کو بغداد کے عوام بالکل اسی طرح کبھی نہیں بھول سکتے جیسے امرتسر کے لوگ جلیانوالہ باغ کے ظالمانہ واقعہ کو کبھی نہ بھول سکیں گے۔ حقیقت یہ

Marfat.com

ہے کہ کرکوک کے واقعہ سے عراق کے آمر عبدالکریم قاسم کا زوال شروع ہو گیا۔
اس دوران عبدالکریم قاسم کے قریبی دوست سعدون ناصری کا تکریت میں قتل ہو گیا حکمران سوشلسٹ پارٹی نے اس قتل کا ذمہ دار صدام حسین کو ٹھہرایا اس کی وجہ یہ تھی کہ زمانہ طالب علمی میں صدام حسین بعث پارٹی کے مشہور لیڈر بن چکے تھے اور پورے تکریت میں ان کی شہرت پھیل چکی تھی۔ چنانچہ حکومت نے انہیں سعدون ناصری کا قاتل قرار دے کر گرفتار کر لیا۔
صدام حسین کو سعدون ناصری کے قتل میں ملوث کر کے جیل بھیج دیا گیا اور پھر عراق میں بعثوں کی شامت آ گئی۔ اس کے کارکنوں پر بے پناہ ظلم وتشدد ہونے لگا حتیٰ کہ صورت حال یہ بن گئی کہ بعثوں کے لئے امن اور سلامتی کی جگہ صرف جیلیں ہی رہ گئیں۔ صدام حسین کو جیل میں اطلاع ملی کہ حکومت انھیں ہر صورت میں موت کے گھاٹ اتارنا چاہتی ہے لہٰذا ان کا مقدمہ نام نہاد خصوصی عدالت میں منتقل کر دیا گیا تا کہ حکومت اس عدالت کے ذریعے صدام حسین کو پھانسی کی سزا دے سکے اس اطلاع نے صدام حسین کو پریشان کر دیا چنانچہ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے مشورے کئے اور بہت سوچ بچار کے بعد انہوں نے جیل میں اپنے خاص دوستوں کو جیل سے فرار ہونے کے منصوبے سے آگاہ کیا۔ گرفتار ہو کر آنے والوں میں صدام حسین کے ماموں اور چچا بھی شامل تھے۔ صدام حسین کے منصوبے سے نوجوان بعثوں نے تو اتفاق کر لیا کہ وہ جیل توڑ کر فرار ہو جائیں گے۔ مگر بزرگوں نے اسے جذباتی سوچ قرار دے دیا اور فرار ہونے سے انکار کر دیا صدام حسین کے تمام رشتہ دار بھی جیل میں تھے اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ کسی کو پیچھے چھوڑ کر فرار ہوں ان کے جیل توڑنے سے ان کے ماموں اور چچا پر تشدد ہونے کا اندیشہ تھا۔ انہیں ڈر تھا کہ ان کے ایسا کرنے سے ان کے چچا اور ماموں پر فرد جرم عائد کر دی جائے گی۔ صدام حسین چھ ماہ جیل میں رہے۔ حکومت عدالت میں صدام حسین پر الزام ثابت نہ کر سکی جس کے بعد انہیں چھوڑ دیا گیا۔ جیل سے رہائی کے بعد وہ واپس اپنے گاؤں تکریت چلے آئے اور آئندہ کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا روزانہ رات کو تن تنہا نکلتے اور دیواروں پر بعث

Marfat.com

پارٹی کے نعرے لکھ دیتے۔ صبح ہوتی تو لوگ دیواروں پر نعرے دیکھ کر حیران رہ جاتے اور سوچتے کہ وہ کون ہے جو روزانہ نعرے لکھ جاتا ہے صدام حسین اکیلے ہی دور دور کے علاقوں میں ساری ساری رات نعرے لکھتے رہتے۔

صدام جیل کی رہائی کے بعد ابھی اپنے گاؤں تکریت میں ہی تھے کہ ایک روز بعث پارٹی کا ایک آدمی انہیں آکر ملا اور مرکزی قیادت کا اہم پیغام انہیں پہنچایا۔ مرکزی قیادت نے انہیں فوری طور پر بغداد پہنچنے کی ہدایت کی تھی۔ صدام حسین پہلے ہی تیار بیٹھے تھے اور ویسے بھی ان کی پارٹی کی اعلیٰ سطح کی طرف سے طلبی پہلی دفعہ ہوئی تھی۔ لہٰذا وہ خوش بھی تھے وہ فوراً بغداد پہنچے اور ہدایت کے مطابق اپنی پارٹی کے ایک اہم عہدیدار عبدالخالق سامرائی کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور پارٹی کارکن طٰہٰ احمد آئے اور انہیں اپنے ساتھ مرکزی دفتر لے گئے۔ مرکزی دفتر میں انہیں ایک خفیہ مشن سونپا گیا۔ یہ مشن حکمران عبدالکریم قاسم کو ہلاک کرنا تھا۔ صدام حسین نے بلا تامل حامی بھر لی صدام حسین اس وقت تک ملٹری ٹریننگ حاصل کر چکے تھے۔ تاہم پھر بھی حکومت کے سربراہ کو ختم کرنے کا معاملہ تھا لہٰذا انہیں مزید ٹریننگ دی گئی اور وقت اور تاریخ سے انہیں آگاہ کر دیا گیا۔ انہیں عبدالکریم قاسم کے روزانہ اپنے گھر سے دفتر اور پھر دفتر سے اپنے گھر جانے کے اوقات اور راستے سے آگاہ کیا گیا۔ اس راستے پر صدام حسین اور ان کے ساتھیوں کے لئے ایک فلیٹ کرائے پر لیا گیا۔

اکتوبر ۱۹۵۹ء میں صدام حسین اپنے ساتھیوں سمیت بغداد کی مشہور شارع الرشید کے ایک بس سٹاپ پر مسلح کھڑے تھے۔ کیونکہ یہی وہ گزرگاہ تھی جہاں سے حکومت کا سربراہ روزانہ گزرتا تھا اس وقت تک پورا عراق عبدالکریم قاسم اور سوشلسٹ پارٹی کے مظالم پر بلبلا رہا تھا۔ ٹریفک معمول کے مطابق تھی لوگ اپنے کام کاج میں مصروف تھے۔ روز کی طرح اچانک ہوٹر کی آواز بلند ہوئی۔ عبدالکریم قاسم کی گاڑی اپنے حفاظتی دستے کے جلو میں آتی دکھائی دی جونہی وہ بس سٹاپ کے قریب پہنچی صدام حسین اور ان کے ساتھیوں نے فائر کھول دیا کچھ دیر یک طرفہ فائر ہوتے رہے صدام حسین اور ان کے

Marfat.com

ساتھیوں کو یقین ہوگیا کہ عبدالکریم قاسم اوراس کا حفاظتی دستہ اپنے انجام کو پہنچ گیا ہے لہٰذا وہ فرار ہونے کے لئے بھاگ کھڑے ہوئے۔ جونہی وہ بھاگنے کے لیے پلٹے حفاظتی دستے نے فائر کھول دیا اور ایک گولی صدام حسین کی پنڈلی میں گھس گئی ان کے ایک اور ساتھی کو بھی گولی لگی جو درد سے کراہ رہا تھا۔ صدام حسین نے اس موقع پر ہونیوالی بھگدڑ سے فائدہ اٹھایا اور حملے کے بعد مقررہ جگہ پر پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔ جہاں ایک گاڑی کھڑی ان کا انتظار کررہی تھی۔ جونہی وہ گاڑی میں بیٹھے وہ فراٹے بھرتی خفیہ ٹھکانے کی طرف روانہ ہوگئی پیچھا کرنے والی پولیس گاڑی کے دھوئیں تک بھی نہ پہنچ سکی۔ فوراً ہی بغداد میں کرفیو لگادیا گیا اور صدام حسین کی تلاش شروع ہوگئی ہوٹلوں، دوکانوں اور مکانوں پر چھاپے مارے گئے مگر حکومت خفیہ ٹھکانے کو تلاش کرنے میں ناکام رہی۔

گولی صدام کے لئے بے حد تکلیف کا باعث بن رہی تھی۔ اس کا فوری طور پر نکالنا ضروری تھا ورنہ ان کی جان کو خطرہ تھا کہ اس کا زہر پورے جسم میں پھیل جائے گا۔ لیکن شہر میں کرفیو تھا۔ حکومت کے کارندے انہیں کھوج رہے تھے ڈاکٹر کا آنا ناممکن تھا اور نہ وہ خود ڈاکٹر کے پاس جاسکتے تھے لہٰذا انتہائی باحوصلہ اور مضبوط اعصاب کے مالک صدام حسین نے فیصلہ کیا کہ وہ خود ہی اپنی ٹانگ کا آپریشن کریں گے۔ ان کے ساتھی ان کا یہ فیصلہ سن کر دنگ رہ گئے اور انہیں ایسا کرنے سے منع کیا مگر ارادے کے پکے صدام حسین نے قینچی پکڑی اور ٹانگ کا گوشت کاٹنا شروع کردیا وہ بے حد تکلیف میں تھے۔ کرب ان کے چہرے سے عیاں تھا انہوں نے کمال ہمت سے کام لیا اور قینچی سے گوشت کاٹ کر ٹانگ سے گولی نکال دی۔ خون کے فوارے بہہ رہے تھے مگر انہوں نے کسی بات کی پروانہ کی اور گولی نکالنے کے بعد کپڑا جلا کر زخم میں بھر دیا ابھی تک انہیں معلوم نہیں تھا کہ عبدالکریم قاسم بچ نکلا ہے۔ جونہی کرفیو کی پابندیاں نرم ہوئیں وہ خفیہ ٹھکانے سے نکلے اور اپنے ماموں خیراللہ کے گھر پہنچے۔ جہاں سے انہیں اپنے مشن کی ناکامی کی اطلاع ملی۔ ان کے ماموں کو علم ہو چکا تھا کہ یہ مشن صدام حسین کے حوالے کیا گیا تھا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی انہوں نے اپنے ماموں سے درخواست کی کہ انہیں درد کم کرنے کا

Marfat.com

انجیکشن لگوادیں۔

صدام حسین اس وقت ہائی سکول میں آخری کلاس کے طالب علم تھے۔ اب مسئلہ یہ درپیش تھا کہ انہیں اگلے روز سکول حاضر ہونا تھا اوران کی ٹانگ شدید زخمی تھی اور ضرورت اس بات کی تھی کہ اس زخم کا کسی کو پتہ نہ چلے۔ اگلے روز صدام حسین نے اپنی کتابیں اٹھائیں اورقدرے نارمل چال چلنے کی کوشش کرتے ہوئے سکول پہنچ گئے۔

سکول سے واپسی پر صدام حسین سکول کے گیٹ سے نکل رہے تھے انہیں اطلاع ملی کہ حکومت نے ان کے ساتھیوں کو گرفتار کرلیا ہے اوراب انہیں تلاش کر رہی ہے انہوں نے فوری طور پر اپنے ماموں کواس بات کی اطلاع دی اور خود ایک دوست کے گھر میں چھپ گئے۔ پولیس نے ان کے ماموں خیراللہ کے گھر پر چھاپہ مارا مگر صدام وہاں نہیں تھے حالات بہت نازک صورت اختیار کر گئے تھے صدام حسین نے ملک سے فرار ہونے کا منصوبہ بنایا۔ انہوں نے فوری طور پر بھیس بدلا پتلون اور بوشرٹ اتار کر انہوں نے کسانوں کا لباس پہن لیا۔ اپنے دوست سے پھٹا پرانا جبہ حاصل کیا۔ ایک مزدوراور دیہاتی کسان کے روپ میں وہ بغداد سے نکلے اوراپنے گاؤں ''تکریت'' کا رخ کیا بس میں سوار ہوئے اور''تکریت'' سے پہلے ایک قصبے میں اتر گئے۔ زخم کی وجہ سے پیدل چلنا ان کے بس میں نہیں تھا گھر جلداز جلد پہنچنا بہت ضروری تھا اور گھر ابھی بہت دور تھا ان کے پاس معقول رقم تھی۔ صدام نے فوری طور پر ایک گھوڑا خریدااور کچھ کھجوریں ساتھ لیں دوراتیں اور ایک دن کے سفر کے بعد وہ اپنے گاؤں پہنچے۔ سخت سردی کا موسم تھا راستے میں دیگر سفری صعوبتوں کے علاوہ پکڑے جانے کا بھی ڈر تھا۔ گاؤں کے نزدیک پہنچے تو انہوں نے سوچا کہ گھر جانے سے پہلے اپنے سوتیلے بھائی اوردوست ادھام سے ملنا چاہیے۔ جو کہ گاؤں سے باہر پرائمری اسکول میں چوکیدار تھا۔ رات کے پچھلے پہر صدام حسین نے سکول کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ ادھام نے دروازہ کھولا اور سامنے اپنے بھائی صدام حسین کو پاکر فرط جذبات میں ان سے لپٹ گئے اور انہیں چومنا شروع کر دیا صدام حسین نے ساری صورتحال اپنے چوکیدار بھائی ادھام کے سامنے رکھی۔ ادھام نے صدام حسین کا

Marfat.com

حوصلہ بڑھایا اور ان کی ہر طرح مدد کرنے کا ارادہ کیا۔ صبح تک صدام حسین سکول میں سوئے رہے۔ پھر دونوں بھائی گاؤں میں گئے ان کی والدہ اور سوتیلے باپ کو ابھی تک صورتحال کا علم نہ تھا۔ جب انہیں ساری رام کہانی سنائی گئی تو ان کی والدہ پریشان ہو کر رونے لگیں البتہ ان کے چچا (سوتیلے باپ) نے ان کی حفاظت کا فوری بندوبست شروع کر دیا اور انہیں ایک خفیہ پناہ گاہ میں چھپا دیا۔ پولیس صدام حسین کا پیچھا کرتے کرتے ان کے گاؤں تکریت تک آ پہنچی۔ ان کے گھر پر چھاپہ مارا گیا۔ مگر ناکامی ہوئی۔ پولیس ناکام واپس پلٹی تو ان کے چچا نے ایک جیپ کا انتظام کیا صدام حسین کے مقامی بعثی ساتھیوں کو بھی خفیہ پناہ گاہ میں بلا لیا گیا اور طے پایا کہ بھیس بدل کر وہ ترکی روانہ ہو جائیں گے۔ عراق سے ترکی جانے کے لئے وسیع صحرا عبور کرنا تھا لہٰذا ایک ساتھی کے ساتھ بدوؤں کے لباس میں صدام حسین ترکی کی طرف فرار ہو گئے۔

۱۹۶۰ء میں ۳ ماہ کے قیام کے بعد صدام مصر چلے گئے جوان دنوں آزادی کی تحاریک سے وابستہ کارکنوں کے لئے بہترین آماجگاہ تھی۔ مصر نے ان تمام سیاسی کارکنوں کے لئے اپنے ملک کے دروازے کھول دیئے تھے جو آزادی اور جمہوریت کے لئے کوشاں تھے۔ مصر میں صدام حسین نے تین سال قیام کیا۔ یہاں انہوں نے ایک فلیٹ لے لیا اور حصول تعلیم کا سلسلہ دوبارہ شروع کر دیا۔ گو مصر میں وہ اپنے بعثی ساتھیوں کے ساتھ سیاسی سرگرمیوں میں پوری طرح سرگرم رہے۔ مگر یہ تین سال ان کے لئے قدرے آرام کے دن تھے۔

صدام حسین نے مصر میں شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ انہوں نے اپنے چچا الحاج ابراہیم کو خط لکھا کہ وہ اپنے ماموں خیر اللہ کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا وہ ان سے رشتے کی بات کریں۔ ان کے چچا نے صدام حسین کا خط ان کے ماموں کے حوالے کر دیا۔ الحاج خیر اللہ نے اپنی بیٹی ساجدہ کے لئے صدام حسین کا رشتہ خوش ہو کر منظور کر لیا اور فوری طور پر منگنی کی رسم ادا کر دی صدام حسین ابھی مصر کے ایک کالج میں زیر تعلیم تھے ایک دن وہ اپنے کمرے میں تھے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ ان کے ساتھی کریم شیخلی نے فون

Marfat.com

اٹھایا۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے اطلاع دی کہ عراق میں انقلاب آ گیا ہے اور عبدالکریم قاسم کی حکومت کا تختہ الٹ گیا ہے صدام حسین اس اطلاع کے ملنے کے فوراً بعد بغداد روانہ ہو گئے۔ جب وہ بغداد پہنچے تو پارٹی کے لئے ان کی خدمات کے اعتراف میں انہیں اہم عہدے پر فائز کر دیا گیا۔ انہی دوران ان کی شادی بھی ہو گئی۔ کچھ عرصہ بعد بعث پارٹی میں اختلافات پیدا ہونا شروع ہو گئے۔ صدام حسین حزب مخالف میں تھے ان کا ستارہ پھر سے گردش میں آ گیا پہلے وہ سوشلسٹ پارٹی کے ہاتھوں معتوب تھے تو اب وہ اپنوں کے ہاتھوں پٹ رہے تھے۔ صدام حسین کو اب اپنی ہی پارٹی کے عبدالسلام عارف کے خلاف مورچہ لگانا پڑ گیا۔ پارٹی میں صورتحال یہ تھی کہ ایک طرف عبدالسلام عارف تھا تو دوسری طرف صدام حسین۔ چنانچہ صدام حسین اور ان کے ساتھی کریم شیخلی نے منصوبہ بنایا کہ عبدالسلام عارف کے محل پر دستی بموں سے حملہ کر دیا جائے۔ گو صدام حسین کا گروپ بہت منظّم تھا۔ مگر ان کی بدقسمتی کہ حملے سے عین ایک روز قبل سازش پکڑی گئی۔

صدام حسین پھر روپوش ہو گئے۔ مرکزی قیادت نے انہیں بغداد چھوڑنے اور شام آنے کا مشورہ دیا۔ مگر صدام حسین نے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ اپنی جدوجہد بغداد میں رہ کر ہی جاری رکھیں گے اور اپنے ساتھیوں کو جیل میں چھوڑ کر شام نہیں آؤں گا۔ میں انہیں رہا کراؤں گا اور اپنا مشن مکمل کروں گا۔ صدام حسین کو پکڑنے کے لئے بغداد کا کونہ کونہ چھان مارا گیا اور صدام گرفتار ہو گئے۔

گرفتاری کے بعد صدام حسین کو سیکورٹی آفیسر رشید محسن کے سامنے پیش کیا گیا۔ جس کے چہرے پر صدام کو دیکھتے ہی فاتحانہ مسکراہٹ دوڑ گئی

رشید...... سناؤ کیا حال ہے؟۔

صدام...... نفرت بھری نگاہوں سے گھورا اور کوئی جواب نہ دیا۔

رشید...... ذرا بتاؤ تو کیا ارادے ہیں تمہارے۔

صدام...... لگام دو اپنی زبان کو۔ تم الٹے بھی لٹک جاؤ تو میری زبان سے ایک لفظ بھی نہیں اگلوا سکو گے۔

Marfat.com

صدام حسین اپنی بیٹی کے ساتھ کھیلتے ہوئے۔

Marfat.com

رشید......(تشدد کی دھمکی دیتے ہوئے) اپنے ساتھیوں سے پوچھو ان کا ہم نے کیا حشر کیا ہے اور وہ سب کچھ اگل چکے ہیں۔

صدام......مگر میرے منہ سے تم ایک لفظ بھی نہ سن سکو گے حتیٰ کہ تم مجھ سے میرا نام پوچھو تو میں تمہیں وہ بھی نہ بتاؤں گا۔

رشید......لاؤ اس کے ساتھی کریم شیخلی کو اس کے سامنے تا کہ اس کا دماغ درست ہو سکے۔

(کریم شیخلی سامنے آئے اس کے چہرے پر تشدد کے آثار نمایاں تھے صدام حسین نے اپنے ساتھی سے کچھ دیر گفتگو کی۔)

رشید......اب بتاؤ تمہارا کیا ارادہ ہے؟۔

صدام......وہی جو پہلے تھا۔

رشید محسن......(غصے میں) لے جاؤ اسے۔ اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر تنگ و تاریک کوٹھڑی میں بند کرو۔

صدام حسین کو زنجیریں پہنا دی گئیں۔ ان کے ہاتھ پیچھے کی طرف باندھے گئے۔ ان پر سات دن تک اس حالت میں تشدد کیا گیا مگر انہوں نے ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالا۔

جیل کے حکام جب صدام حسین سے ایک بھی لفظ نہ اگلوا سکے تو رپورٹ اعلیٰ حکام کو دی چنانچہ اعلیٰ افسران پر مشتمل ایک انکوائری ٹیم کے سامنے پیش کیا گیا ٹیم کے ارکان نے پوچھا کیا تم انقلاب لانے کی تیاری کر رہے تھے تو صدام حسین نے جواب دیا ہاں ...... چنانچہ انہیں دوبارہ جیل میں بند کر دیا گیا اور پہلے سے زیادہ تشدد شروع ہو گیا جیل کے دوران ہی صدام حسین سے ملاقات پر بھی پابندی تھی باہر سے کوئی چیز ان تک نہیں آ سکتی تھی صدام نے جیل میں بھی اپنے ساتھیوں کی قیادت سنبھال لی اور بھوک ہڑتال کا اعلان کر دیا چنانچہ مجبور ہو کر حکام کو مراعات دینا پڑیں اور ان سے ملاقات پر پابندی اٹھا لی گئی صدام نے منصوبہ کے تحت باہر سے ایسا سامان منگوایا جو انہیں جیل سے

Marfat.com

فرار ہونے میں مدد دے سکتا تھا مگر اس دوران ایسے حالات پیدا ہوئے کہ انہیں اس سامان کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی کیونکہ ان کی گرفتاری کے خلاف ملک بھر میں شدید مظاہرے شروع ہو چکے تھے اور امید پیدا ہوگئی تھی کہ حکومت انہیں رہا کرنے پر مجبور ہو جائے گی اس موقع پر انہیں ایک اور آزمائش سے واسطہ پڑا صدام سے ملاقات کے لئے ان کی بیوی ساجدہ اکیلی نہیں آتی تھی بلکہ ان کا شیر خوار بچہ عدی بھی ساتھ تھا ایک مرتبہ صدام نے دیکھا کہ ساجدہ بہت پریشان دکھائی دے رہی ہے صدام نے وجہ پوچھی تو بیوی نے ٹالنا چاہا مگر صدام کے اصرار پر اس نے بتایا کہ وہ جس مکان میں کرائے پر رہائش پذیر تھے اس کے مالک نے ہمارا سامان اٹھا کر باہر پھینک دیا ہے اور کہا ہے میں تمہیں اپنے مکان میں رکھنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا کیونکہ تم معتوب لوگوں میں شامل ہو اور میں نہیں چاہتا کہ بلاوجہ میں تمہاری وجہ سے مصیبت میں پھنسوں۔ صدام حسین کی بیوی اپنے باپ کے گھر منتقل ہوگئی۔

پورے عراق میں مظاہرے شدت سے جاری تھے صدام اور ان کے دو ساتھیوں کے علاوہ باقی تمام افراد کو رہا کیا جا چکا تھا صدام نے ساتھیوں سمیت جیل سے بھاگنے کا پروگرام بنایا مگر نگرانی بہت سخت تھی۔

ایک روز جب انہیں اور ان کے دو ساتھیوں کو تفتیش کے لئے عدالت میں لے جایا جا رہا تھا تو انہوں نے اپنے ساتھ جانے والے سپاہیوں سے کہا کہ وہ ہوٹل سے کھانا کھانا چاہتے ہیں اور یہ کہ وہ سپاہیوں کو بھی لنچ کروائیں گے پہلے سے طے تھا کہ راستے میں آنے والے ہوٹل کے پاس ان کا ساتھی سعدون شاکر گاڑی لے کر ان کا انتظار کرے گا صدام اور ان کے ساتھی طے شدہ منصوبے کے تحت ہوٹل میں پہلے داخل ہوئے اور دوسرے دروازے سے نکل گئے جب تک پولیس والے کوئی کارروائی کرتے وہ گاڑی میں بیٹھ کر فرار ہو چکے تھے پولیس کے دونوں افراد حیرانی و پریشانی کی تصویر بنے انہیں دیکھتے رہ گئے۔

فرار ہونے کے بعد صدام نے اپنی پارٹی کو منظم کرنا شروع کیا بعث پارٹی کے اکثر ارکان ان کے حامی تھے صدام کی لابی روز بروز مضبوط اور ان کے مخالفین کمزور ہوتے

Marfat.com

چلے گئے نئے انتخابات میں صدام حسین گروپ کے حامی منتخب ہوئے جس کے باعث شامی مندوب ناراض ہو گئے اور شامیوں نے ان نتائج کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ڈیڑھ ماہ کا عرصہ بھی نہیں گزرا تھا کہ شام کے ریڈیو نے نو منتخب عہدیداران کو معزول کرنے کی خبر نشر کر دی جس کے بعد شام اور عراق کی بعث پارٹی ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئیں۔

صدام ابھی جیل میں ہی تھے کہ انہیں بعث پارٹی کی مرکزی کونسل کا رکن منتخب کر لیا گیا اس سے قبل وہ مرکزی کونسل کے رکن نہیں تھے بلکہ دیگر عہدوں پر فائز چلے آرہے تھے رہا ہونے کے بعد انہوں نے اپنی پارٹی میں اختلافات دیکھے اور انہیں ختم کرانے کا عزم کر لیا عراق اور شام کی بعث پارٹی پہلے ایک ہی تھی مگر صدام نے دیکھا کہ ان کے درمیان اختلاف شدت اختیار کر چکا ہے۔ صدام نے اپنی پارٹی کو کمان کیا اور انقلاب کے لئے راستہ ہموار کیا بالآخر صدام حسین اس پوزیشن میں آگئے کہ وہ مخالف پارٹی کا تختہ الٹ سکیں جولائی ۱۹۶۸ء کو صدام حسین کی سربراہی میں انقلاب برپا کر دیا گیا اور ان کا گروپ برسر اقتدار آ گیا۔

یوں صدام حسین ۱۹۶۸ء میں عراق کے قائد کی حیثیت سے ابھرے۔

صدام حسین اسرائیل کے سخت مخالف تھے۔ اور وہ اسرائیل کے اس وقت سے خلاف ہیں جب سے انہوں نے نوجوانی میں سیاسی جدوجہد کا آغاز کیا۔ وہ جب سیاسی تربیت حاصل کر رہے تھے فلسطین پر اسرائیلی مظالم کو دیکھ کر کڑھتے رہتے۔

بچپن سے ہی ان کے دل میں اسرائیل کے خلاف نفرت کے جذبات نے جنم لیا۔ نفرت کے یہ جذبات پروان چڑھتے رہے۔ وہ فلسطین کو اسرائیلی مظالم سے نجات دلانا چاہتے تھے وہ فلسطین کو آزاد دیکھنا چاہتے تھے۔

وہ عراق کی سوشلسٹ پارٹی کے بھی اسی لئے مخالف تھے کہ وہ آزادی اور حریت رائے کے خلاف ہے۔ اسی لئے انھوں نے بعث پارٹی میں شمولیت کی تھی۔

ایران عراق جنگ کے بعد صدر صدام حسین نے اپنے تمام تر وسائل اسرائیل کے خلاف استعمال کرنا چاہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے بغداد میں ۱۴ اگست ۱۹۹۰ء میں

Marfat.com

بین الاقوامی اسلامی کانفرنس بلوائی جس میں دنیا کے ستر ملکوں کے ۷۰۰ نمائندوں نے شرکت کی۔

یہ کانفرنس مکمل طور پر اسرائیل کے خلاف تھی۔ اور امریکہ کی اس قرارداد کے رد عمل میں جوابی طور پر منعقد کی گئی تھی جس میں امریکہ نے کہا تھا کہ!

''القدس اسرائیل کا دارالحکومت ہے''

صدر صدام نے اپنی تقریر میں بتایا کہ امریکہ میں امریکی یہودیوں کی ایک کانفرنس ۱۰۔۱۱۔۱۲ جون ۱۹۹۰ء کو منعقد ہوئی اور اس میں بارہ سو سے زائد امریکی یہودی شریک ہوئے اور اسلام و مسلمانوں کے خلاف نہ صرف تقریریں ہوئیں بلکہ کانفرنس کے اختتام پر ایک انتہائی خطرناک اعلامیہ جاری ہوا۔ صدر صدام نے اس اعلامیے کے بعض اقتباسات حاضرین کو پڑھ کر سنائے اور اس کی فوٹو کاپیاں ممبران میں تقسیم کی گئیں۔

انہوں نے پڑھ کر سنایا کہ اس اعلامیے میں لکھا ہے ''صدام حسین اسرائیل کے لئے سب سے زیادہ خطرناک ہے اور دنیا میں سب سے زبردست ٹکراؤ جو تیسری عالمی جنگ کے مشابہ ہوسکتا ہے وہ مشرق وسطیٰ میں عرب اور اسرائیل کے درمیان ہوگا''۔

صدر صدام نے پرعزم ارادہ کے ساتھ کہا کہ ایسے وقت میں ہمارے جو ساتھی اسرائیل کے مقابلے میں نہ آئیں اور جہاد نہ کریں وہ ہم میں سے نہیں۔ صدام نے کہا کہ وہ اور تاریخ یہ بات نوٹ کر لے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے قدس کسی صورت میں اسرائیل کا دارالحکومت نہ بن سکے گا۔

ہم صیہونی طاقتوں کو یہ بات بانگ دہل بتلا دینا چاہتے ہیں کہ فلسطین غاصبوں کے پنجے میں ہے۔ انشاء اللہ فلسطین میں غصب شدہ حقوق کو واپس کرائیں گے اور قدس آزاد ہوگا۔ یہ ہمارا مقدس فریضہ ہے اور یہ ہمارے لئے عزت و شرف کا باعث اور اللہ کے نزدیک اعلیٰ درجات اور ثواب کا باعث ہوگا۔ صدام نے کہا عراق ہرگز اپنی ٹیکنالوجی اور سائنسی اصولوں پر مبنی جدوجہد کے راستہ سے نہیں ہٹ سکتا جس پر وہ گامزن ہے۔ وہ اس راستے میں قدرت حاصل کر کے عرب اور عالم اسلام کا خادم بنے گا۔

Marfat.com

انہوں نے کہا اگر ہم پر کسی نے کوئی حملہ یا زیادتی کی تو ہم اپنی پوری قوت کے ساتھ اس کا مقابلہ کریں گے اور ہم پورے اسلحہ کے ساتھ اس کو ختم کر دیں گے۔

عراق ہو یا کوئی عرب یا مسلمان ملک کسی ایک پر حملہ آوری یا زیادتی عراق پر حملہ آوری کے مساوی ہوگی اور ہم پوری جرأت سے اس کا مقابلہ کریں گے۔

صدام حسین کی پھانسی کے بعد عزت ابراہیم کو بعث پارٹی کا نیا صدر بنایا گیا ہے۔ بعث پارٹی اب بھی پورے عراق میں سرگرم ہے۔ خصوصاً سنی علاقوں میں اسے کافی عوامی حمایت حاصل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اب بعث پارٹی، صدام حسین کی فکر اور نظریے کو آگے لے کر چلے گی۔ بعث پارٹی کے بہت سے رہنما امریکہ کو مطلوب ہیں۔

❁❁❁

Marfat.com

باب نمبر 17

صدام حسین کا ایک نجی انٹرویو

سوال: عبدالکریم قاسم کے قتل کی کوشش میں ناکامی کے بعد آپ شام چلے گئے تھے مگر صرف ۳ ماہ بعد ہی قاہرہ منتقل ہو گئے تھے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

صدام حسین: اصل میں مرکزی قیادت مجھ سے مصر میں تنظیمی کام لینا چاہتی تھی اس لئے ان کی خواہش پر ہی میں مصر منتقل ہو گیا تھا۔

سوال: قاہرہ میں آپ کی زندگی کے متعلق لوگوں کو کچھ زیادہ معلوم نہیں۔ آپ کچھ بتانا چاہیں گے؟

صدام حسین: اس کی وجہ یہ تھی کہ مصر میں میری زندگی معمول کی زندگی تھی۔ میں ایک عام طالب علم تھا ایک عام سے گھر میں رہتا تھا۔ کالج جاتا اور واپس آ کر مطالعہ میں مصروف ہو جاتا۔ اور یا پھر قیادت کی طرف سے سونپی گئی ذمہ داری کو نبھاتا۔ میرا کام عموماً خفیہ تنظیم سے متعلق ہوتا۔

سوال: کیا آپ نے زیادہ تر وقت قاہرہ میں ہی گزارا یا دوسرے شہروں میں بھی رہے؟

صدام حسین: زیادہ تر میں قاہرہ میں ہی رہا البتہ بعض شہروں میں سرسری سا جانا ہوا۔ میری رہائش دریائے نیل کے کنارے پر واقع ایک مکان میں تھی۔ میں زیادہ تر وقت اس گھر میں گزارتا۔

Marfat.com

سوال: کیا آپ کی کوئی خاص یادداشتیں ہیں؟

صدام حسین: ہم دتی کے ایک قہوہ خانہ میں جمع ہوتے تھے۔ مہینے کے آخر میں جب ہماری جیب جواب دے جاتی اور ہمارے پاس پیسے بہت کم رہ جاتے تو ہم عموماً مہینے کے آخری تین چار دنوں میں برابر کے پیسے ڈال کر ہلکا سا کھانا پکاتے اور اکٹھے بیٹھ کر کھاتے تھے۔ ایک دفعہ میں ام کلثوم کی محفل موسیقی میں بھی گیا تھا۔

سوال: کیا آپ نے کبھی سٹیج ڈرامہ دیکھا تھا؟

صدام حسین: ہاں ایک یا دو مرتبہ اسکندریہ میں اور ایک مرتبہ قاہرہ میں۔

سوال: کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کا اپنی رفیقہ حیات کے ساتھ تعلق کیسا ہے؟

صدام حسین: جب میں چھوٹا سا تھا تو میری بیوی ساجدہ کو میرے ساتھ منسوب کر دیا گیا تھا۔ میری والدہ نے مجھے یہ بتا بھی دیا تھا۔ ۱۰ برس کی عمر میں میں نے پہلی دفعہ اپنی منگیتر کو دیکھا۔ اگرچہ مجھے پتہ تھا کہ وہ میری ہونے والی بیوی ہے مگر میں اس سے بات نہ کیا کرتا کیونکہ مجھے اس کی اجازت نہ تھی۔ بہرحال جب میں سن بلوغ کو پہنچا تو محبت کے جذبات میں اضافہ ہوتا گیا لیکن مجھے اس کے ساتھ اپنے جذبات کے اظہار کی اجازت نہیں تھی۔ میں نے باضابطہ طور پر پہلی دفعہ ساجدہ سے شادی کی رغبت کا اظہار اس وقت کیا جب میں قاہرہ میں طالب علم تھا۔ یہ ۱۹۶۱ء کی بات ہے۔

قاہرہ سے بغداد واپس آنے کے بعد ہم باقاعدہ طور پر شادی کے بندھن میں بندھ گئے۔ ہماری شادی کی تاریخ ۵ مئی ۱۹۶۳ء ہے۔

میرے ۵ بچے ہیں۔ ۳ بیٹیاں اور ۲ بیٹے مجھے بیٹیوں سے زیادہ پیار ہے۔ سب سے چھوٹی بچی سے تو مجھے شدید لگاؤ ہے حتیٰ کہ میں بعض اوقات اسے اپنے دفتر میں بھی ساتھ ہی لے آتا ہوں۔

سوال: کیا کبھی آپ کو یتیمی کا احساس نہیں ہوا تھا؟

صدام حسین: حقیقت ہے کہ میرے خاندان نے مجھے یتیمی کا احساس نہیں ہونے دیا۔ البتہ ظاہر ہے کہ والد زندہ ہوتے تو زندگی زیادہ بہتر گزرتی بہرحال کافی حد تک

Marfat.com

میرے خاندان نے باپ کا خلاء پر کر: یا بالخصوص والدہ نے۔

سوال: کیا آپ اپنی والدہ سے ملاقات کے لئے جاتے رہتے ہیں؟

صدام حسین: ہاں یہ تو طبعی امر ہے۔ بعض اوقات میں چلا جاتا ہوں اور کبھی وہ میرے پاس آجاتی ہیں۔ لیکن وہ دیہات میں رہنے کو ہی ترجیح دیتی ہیں۔ یہاں ان کا زیادہ دل نہیں لگتا۔

سوال: آپ کا اپنے دوستوں سے رویہ کیا ہے؟

صدام حسین: میں اپنے دوستوں سے بے تکلف ہوں ہم ایک دوسرے سے مذاق کرتے ہیں۔ سنجیدہ بھی ہوتے ہیں اور اونچی آواز میں ہنستے بھی ہیں۔

سوال: کیا آپ کے اپنے گھر میں جمہوریت ہے اور گھر کی ریاست کا نظام جمہوری ہے؟

صدام حسین: میری بیوی اپنے گھر کے مسائل میں خود مختار ہے کچن' فرنیچر کی ترتیب ڈیکوریشن وغیرہ میں' میں اس کے معاملات میں مداخلت نہیں کرتا۔ البتہ جب کسی معاملے میں مشورے کی ضرورت ہو تو ہم آپس میں مشورہ کر لیتے ہیں۔

سوال: کیا آپ کی بیگم سیاسی امور میں مداخلت کرتی ہیں؟

صدام حسین: ہاں یہ اس کی تربیت کا حصہ ہے۔ وہ مجھے مشورے دیتی ہے اور میں خود بھی اپنے بچوں کے ساتھ ملکی معاملات میں مشورے کرتا رہتا ہوں تا کہ ان کی فکری صلاحیتیں اجاگر ہوں۔ میں انہیں یہ احساس نہیں ہونے دیتا کہ وہ کسی حکمران کے بیٹے ہیں بلکہ میرا رویہ ان کے ساتھ ہمیشہ باپ والا ہوتا ہے۔

اسی طرح میں اس امر کا بھی خیال رکھتا ہوں کہ ان کے اندر شاہانہ غرور و تکبر پیدا نہ ہونے پائے اور وہ خود کو عوام کا ایک حصہ سمجھیں۔ اگر انہیں گاڑی' ڈرائیور اور ملازموں کی سہولت حاصل ہے تو اس لئے نہیں کہ وہ عام لوگوں سے ممتاز ہیں بلکہ جس طرح میری عوام میں سے دوسرے لوگوں کو یہ سہولتیں حاصل ہیں اسی طرح وہ بھی ان سہولتوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ میں اس بات کا پوری طرح خیال رکھتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو ممتاز اور عوام سے اعلیٰ و برتر نہ سمجھنا شروع کریں بلکہ عوام کا ایک حصہ ہی سمجھیں۔

Marfat.com

میرے دونوں بیٹے عدی اور قصی ذہنی طور پر بعثی ہیں۔
سوال: عدی کی کتنی عمر ہے؟
صدام حسین: وہ ۱۸ جون ۱۹۹۱ء کو پورے ۲۷ سال کا ہو جائے گا۔
سوال: کیا آپ اپنے آبائی گھر جاتے رہتے ہیں؟
صدام حسین: ہاں! اکثر اور میں وہاں جانے میں فخر محسوس کرتا ہوں۔ مین اس دیہات میں اپنی یادداشتوں کو تازہ کرتا ہوں۔
سوال: محبت کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟
صدام حسین: میں یہ تصور نہیں کرسکتا کہ کوئی شخص محبت کے بغیر زندہ رہ سکتا ہے۔ اپنی بیوی سے محبت' بچوں سے محبت انسان اور انسانیت سے محبت یہ ہر بنی آدم کا لازمہ ہے۔ البتہ میری محبت کا ایک وافر حصہ اپنی عوام کے لئے مخصوص ہے اور میری محبت کی یہ کیفیت اپنے بچوں سے محبت سے بھی زیادہ گہری ہے۔
سوال: کیا آپ کبھی موت سے ڈرے ہیں؟
صدام حسین: میں موت سے نہیں ڈرتا کیونکہ میں کئی دفعہ موت کو بڑے قریب سے دیکھ چکا ہوں۔ میرا اللہ پر ایمان ہے۔ میں مکمل مومن ہوں۔ ہم موت سے نہیں ڈرتے البتہ موت کے بعد کے حالات سے ڈرتے ہیں۔

Marfat.com

باب 18

صدام کی پھانسی پر عالمی ردعمل

عراق کے معزول صدر صدام حسین کی پھانسی پر عالمی رہنماؤں نے ملے جلے رد عمل کا اظہار کیا۔ یورپی یونین، روس، لیبیا، فلسطین میں حماس کی حکومت نے پھانسی کے عمل کی مخالفت جبکہ امریکہ، ایران، کویت، اسرائیل اور جاپان سمیت کئی ممالک نے عراق کے معزول صدر صدام حسین کو پھانسی دیے جانے کا خیر مقدم کیا۔

لیبیا

لیبیا نے صدام حسین کی پھانسی پر ملک بھر میں تین روزہ سوگ منایا۔

امریکی صدر جارج ڈبلیو بش

''صدام کو ایک شفاف عدالتی کاروائی کے بعد موت کی سزا دے دی گئی۔ ان کے جابرانہ اعمال کے خلاف یہ انصاف ہے۔ صدام حسین کی پھانسی ایک ایسے مشکل سال کے اختتام پر ہوئی ہے جس میں عراقیوں اور ہمارے فوجیوں نے بڑی مشکلات اٹھائی ہیں۔ انہیں (صدام کو) ان کے کیے کی سزا دینے کا مطلب عراق میں تشدد کا خاتمہ نہیں ہے لیکن یہ عراق کا جمہوریت کی طرف ایک اہم قدم ہے جس کے تحت وہ سکون اور استحکام

Marfat.com

سے حکومت کر سکتے ہیں، اپنا دفاع کر سکتے ہیں اور دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ کے اتحادی بن سکتے ہیں۔

آگے کے لیے ابھی ساری قربانیاں اور مشکلات باقی ہیں۔ تاہم امریکی عوام کی سیکورٹی اسی میں مضمر ہے کہ عراق میں جمہوری اقدار اسی طرح فروغ پاتی رہیں"۔

ویٹیکن (عیسائیوں کا مذہبی مرکز)

ویٹیکن نے صدام کی پھانسی کو "افسوس ناک خبر" قرار دیا۔ ویٹیکن کے ترجمان کا کہنا تھا کہ ان کی پھانسی سے انتقامی جذبات پیدا ہونے اور تشدد میں اضافے کا خدشہ ہے۔

برطانوی خارجہ سیکرٹری مارگریٹ بیکٹ

"صدام نے اپنے دور اقتدار میں جو کچھ کیا، عراق کی عدالت میں ان پر ان کے جرائم کے خلاف مقدمہ چلایا گیا اور اب انہیں ان کے کرتوتوں سزا مل گئی ہے۔ برطانیہ عدالتی فیصلے پر عمل درآمد کا خیر مقدم کرتا ہے۔

برطانیہ کی حکومت عراق سمیت دنیا کے کسی اور مقام پر موت کی سزا دیے جانے کی حمایت نہیں کرتی۔ ہم نے اس بارے میں عراقی حکومت کو واضح طور پر بتا دیا تھا۔ ہم ایک خودمختار ریاست کے طور پر ان کے فیصلے کا احترام کرتے ہیں"۔

فرانس کی وزارت خارجہ

"فرانس تمام عراقیوں سے مستقبل کے بارے میں سوچنے، باہمی اتحاد، اتفاق اور قومی یکجہتی کے فروغ کی درخواست کرتا ہے۔ اب پہلے سے کہیں زیادہ پیش نظر یہی مقصد ہونا چاہیے کہ عراق مکمل خودمختاری اور اندرونی استحکام کی راہ پر گامزن ہو"۔

Marfat.com

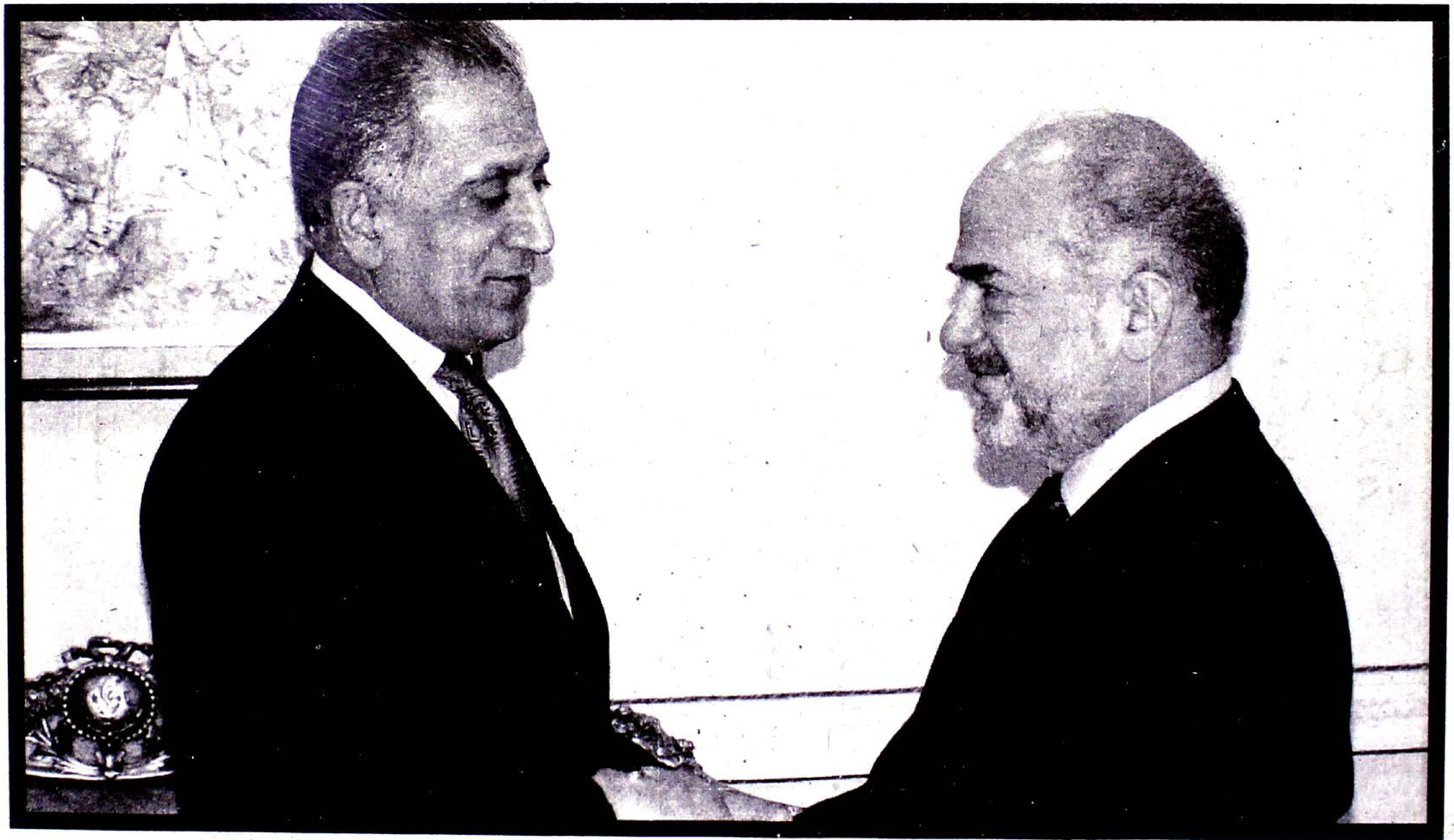

عراق میں امریکی سفیر زلمے خلیل زاد عراق کے سابق وزیراعظم ابراہیم جعفری کے ساتھ۔

Marfat.com

آسٹریلیا کے وزیر خارجہ الیگزینڈر ڈونر

''نہیں معلوم کہ کوئی موت کی سزا کے بارے میں کیا سوچتا ہے تاہم عراق کی حکومت موت کی سزا کے حوالے سے آسٹریلیا کے مؤقف سے آگاہ ہے۔ ہم خود مختار ریاست کی حیثیت سے عراقی حکومت کی اپنی حدود میں عوام کے خلاف جرائم پر اس قسم کے فیصلے کا احترام کرتے ہیں۔ صدام کو شفاف عدالتی کارروائی اور پھر اپیل کے بعد ہی ان کے کیے کی سزا دی گئی ہے''۔

اٹلی کے وزیر اعظم رومانو پروڈی

اٹلی موت کی سزا کے خلاف ہے، چاہے وہ صدام حسین جیسا کوئی ڈرامائی کیس ہی کیوں نہ ہو۔ ہمارا اب بھی یہی کہنا ہے کہ موت کی سزا نہیں دی جانی چاہیے۔

افغانستان

صدر حامد کرزئی نے صدام حسین کو پھانسی دیے جانے کے وقت پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ عید کا دن بدلے کا نہیں بلکہ خوشی کا موقع ہے۔

ایران

عراق کے اہم پڑوسی اور موجودہ امریکی انتظامیہ کے مخالف ملک ایران نے صدام حسین کی سزائے موت کا خیر مقدم کیا۔ ایران کی وزارت خارجہ کے ترجمان محمد علی حسینی کا کہنا تھا کہ پھانسی کا عدالتی فیصلہ صدام کے ظلم کا نشانہ بننے والے ہزاروں ایرانی، عراقی اور کردوں کے لیے خوشی کا سبب بنا ہے۔ صدام دور میں عراق ایران جنگ آٹھ سال تک چلتی رہی جس میں لاکھوں افراد مارے گئے۔

Marfat.com

کویت

1990ء میں کویت پر چڑھائی کرنے والے صدام حسین کی پھانسی پر کویت میں کسی بھی جگہ افسوس کا اظہار نہیں کیا گیا۔کویت کے ایکٹنگ وزیر اعظم شیخ جابر المبارک کا کہنا تھا کہ صدام عراقی عوام اور ملت اسلامیہ کے دشمن تھے۔

اسرائیل

امریکہ کے مضبوط اتحادی اسرائیل نے صدام کی پھانسی کے اقدام کو سراہا ہے۔ اسرائیلی حکام کے مطابق انصاف ہوا ہے۔

روس

روس کی وزرات خارجہ نے ایک بیان میں صدام کی پھانسی پر گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ صدام کو معافی دینے کی بین الاقوامی درخواست کو رد کر دیا گیا۔

فلسطین

حماس کی حکومت کا کہنا تھا کہ صدام ایک جنگی قیدی تھے۔ اور ان کی پھانسی ایک 'سیاسی قتل' ہے۔اس معاملے میں بین الاقوامی قوانین کا مذاق اڑایا گیا ہے۔

جرمنی

جرمنی کے وزیر خارجہ کا کہنا تھا کہ وہ صدام دور میں جبر کا نشانہ بننے والے افراد کے جذبات سمجھ سکتے ہیں تاہم ان کا ملک موت کی سزا کی مخالفت کرتا ہے۔

Marfat.com

جاپان

جاپان کے وزیراعظم شینو ابے کا کہنا تھا کہ وہ عراق کے اس فیصلے کو احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جاپان امید کرتا ہے کہ عراق میں استحکام کی کیفیت پیدا ہو جائے گی اور وہ بین الاقوامی برداری میں اپنا کردار ادا کرنا شروع کر دے گا۔

رچرڈ ڈکر، ہیومن رائٹس واچ

عراقی حکومت کی انسانی حقوق کی پاسداری کا امتحان یہی ہے کہ وہ اپنے بدترین مخالفین سے کس قسم کا سلوک کرتی ہے۔ تاریخ خود ہی دجیل مقدمے اور اس بدترین پھانسی کی خامیوں کی نشاندہی کرے گی۔

ہمیں صدام سے کوئی ہمدردی نہیں ہے لیکن ہم یہ ضرور کہیں گے کہ ان کے ساتھ انصاف نہیں ہوا۔ صدام کی پھانسی سے عراق میں مزید عدم استحکام پیدا ہوگا۔ فرقہ وارانہ تشدد بڑھے گا اور ہمیں یقین ہے کہ صدام کی پھانسی عراق کو توڑنے کا امریکی منصوبہ ہے۔

Marfat.com

باب نمبر 19

عراق سٹڈی گروپ کی رپورٹ

سابق امریکی وزیر خارجہ جیمز بیکر کی سربراہی میں قائم کیے گئے ملک کی 10 سرکردہ شخصیات پر مشتمل "عراق سٹڈی گروپ" نے صدر بش کو ایک رپورٹ پیش کی تھی۔ اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ عراق کے سکیورٹی معاملات عراقی حکومت کے سپرد کر کے وہاں سے جان چھڑانے کی کوشش کی جائے اور 18 ماہ کے اندر 2008 کے اوائل تک آہستہ آہستہ امریکی فوج کو وہاں سے نکال لیا جائے۔ گروپ کی رپورٹ کے مطابق چونکہ عراق میں جاری فرقہ وارانہ لڑائی کی وجہ سے صورتحال کافی سنگین ہو چکی ہے۔ امریکہ لامحدود مدت تک نہ تو اسے برداشت کر سکتا ہے اور نہ ہی وہاں نسلی وگروہی فسادات کا کوئی جادوئی حل ہے اس لئے ضروری ہے کہ امریکہ کے بنیادی مقاصد میں تبدیلی کی جائے۔ مسئلے کے حل کے لئے نئی بھرپور سفارتی کوششیں کی جائیں۔ امریکہ عراق میں تیل کا کنٹرول نہیں سنبھالنا چاہتا۔ جیمز بیکر نے اپنی پیش کردہ رپورٹ میں عراقی حکومت کے حوالے سے کہا ہے کہ اگر عراقی حکومت سکیورٹی معاملات سنبھالنے کے معیار پر پورا نہیں اترتی تو اس کی امداد بند کر دی جائے اور اس معاملے پر ایران اور شام سے براہ راست مذاکرات کیے جائیں۔ مزید برآں فلسطین تنازعہ کے حل کے لئے فوری پیش رفت کی جائے۔

Marfat.com

The Way Forward نامی اس رپورٹ میں 79 سفارشات شامل کی گئی ہیں جن میں سٹڈی ٹور گروپ کی طرف سے یہ بھی اعلان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی امریکہ کو عراق سے نکالنے کی راہ دکھلائے گا اسے 25 بلین ڈالر دیئے جائیں گے۔ ہم عراق میں پھنس چکے ہیں۔ دریں اثناء صدر بش نے رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ اس کی ہر سفارش پر سنجیدگی سے غور کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ رپورٹ میں یقیناً بہت دلچسپ تجاویز شامل ہیں۔ ساڑھے تین سال قبل عراق جانا میرا فیصلہ تھا اب وہاں سے نکلنے کے بارے میں بھی سوچتا رہتا ہوں۔ ''واشنگٹن پوسٹ'' نے گروپ کے ارکان کی ملاقاتوں کے حوالے سے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ سٹڈی گروپ کے ارکان اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں کہ امریکہ عراق جنگ ہار چکا ہے اور امریکی کانگریس میں دونوں پارٹیوں کے اراکین پر مشتمل یہ سٹڈی گروپ مارچ میں قائم کیا گیا تھا۔ اس وقت عراق کے 18 میں سے صرف دو صوبوں پر عراقی حکومت کا کنٹرول ہے۔ ملکی فوج کی بھی 10 میں سے صرف دو ڈویژنیں وزیراعظم نوری المالکی کو جوابدہ ہیں۔ دوسری جانب عراقی حکومت اور اس کی اتحادی جماعتوں نے سٹڈی گروپ کی رپورٹ کو زیادتی قرار دے کر مسترد کر دیا ہے۔ وزیراعظم نوری المالکی کے مشیر باسم روما نے رپورٹ کے بارے میں رائے دیتے ہوئے کہا کہ اگر امریکہ نے عراقی حکومت کی مدد نہ کی تو سمجھا جائے گا کہ امریکہ جو کہتا ہے کرتا نہیں ہے۔

علاوہ ازیں امریکی جریدے ''ٹائم'' نے صدر بش کے بارے میں رائے دیتے ہوئے کہا ہے کہ امریکہ کے 43ویں صدر بش یوٹرن لینے کے عادی ہیں۔ لیکن عراقی مسئلے پر انہوں نے یوٹرن لینے میں خاصی دیر کر دی ہے اور اس وقت امریکی حلقوں میں بحث و مباحثہ جاری ہے کہ صدر بش جیمز بیکر کمیشن کی سفارشات پر عمل کرتے ہوئے عنقریب اپنی خارجہ پالیسی میں بڑی تبدیلی لانے والے ہیں۔ تاہم کمیشن اس بات پر متفق ہے کہ ہمسایہ ملکوں ایران، شام، ترکی اور سعودی عرب کے تعاون کے بغیر عراق میں سنگین صورتحال پر قابو نہیں پایا جا سکتا۔ کیونکہ ان تمام ممالک کے سنی اور شیعہ گروہوں کے ساتھ مضبوط

Marfat.com

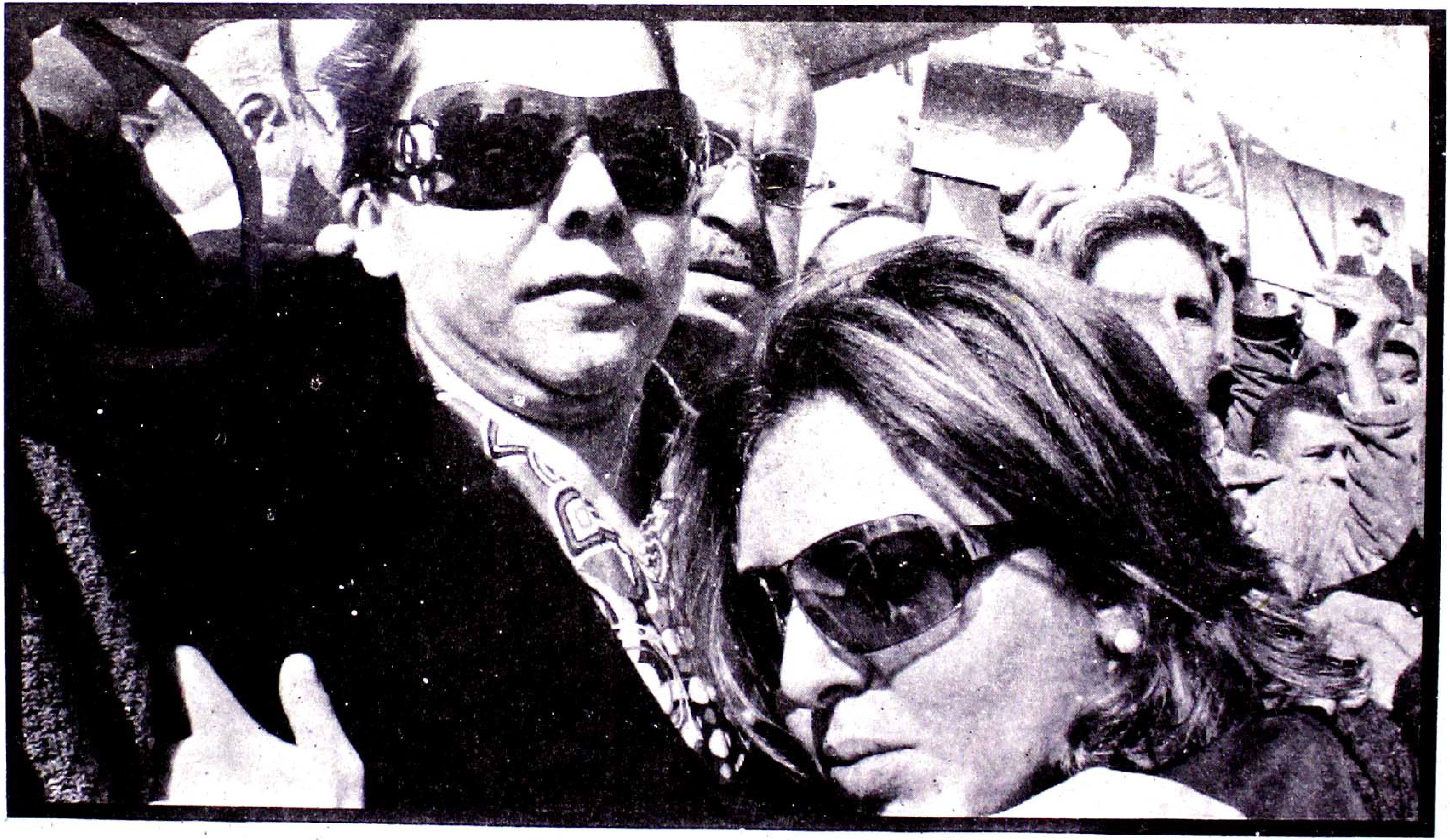

صدام حسین کی بیٹی (دائیں جانب) اپنی ایک دوست سے گلے لگ کر رو رہی ہیں۔

Marfat.com

تعلقات ہیں۔مذکورہ عراق سٹڈی گروپ نے دو تجاویز بھی پیش کی ہیں کہ اسرائیل اور فلسطین کے مابین مذاکرات کے علاوہ تہران اور دمشق کے ساتھ مذاکرات کیے جائیں۔ لیکن کمیشن کی حالیہ رپورٹ میں عراق سے امریکی فوجوں کے انخلاء کا کوئی وقت مقرر نہیں کیا گیا ہے۔ بغداد کو پیشکش کی گئی ہے کہ اگر عراق حکومت تشدد پر قابو پالے تو عراق سے مرحلہ وار انخلاء کا آغاز کر دیا جائے گا۔

علاوہ ازیں امریکی جریدے نے مزید لکھا ہے کہ صدر بش 21ویں صدی کے ونسٹن کا کردار ادا کرنا چاہتے ہیں درحقیقت عراق کی بدترین صورتحال صدر بش کو دوسرے مشیروں کی بات سننے پر مجبور کر سکتی ہے اگرچہ صدر بش انخلاء کو مسترد بھی کر سکتے ہیں لیکن جیمز بیکر عراقی دلدل سے نکلنا چاہتے ہیں اور فوجوں کی واپسی کے ٹائم ٹیبل پر زیادہ زور دے رہے ہیں۔مزید برآں جریدے ٹائم نے اپنی حالیہ اشاعت میں صدر بش کے حوالے سے تجزیہ پیش کیا ہے کہ صدر بش چالیس برس کی عمر میں شراب چھوڑنے کا فیصلہ کرنے سے پہلے بیدار ہوتے تو ان کا جسم نشے سے ٹوٹ رہا ہوتا تھا۔نائن الیون کے آٹھ ماہ بعد انہیں ہوم لینڈ شکلوں میں سے کوئی شکل ایسی نہیں ملی ہے جس کا اپنا کردار اپنے مشن میں کامیاب ہوسکتا ہو۔امریکہ عراقیوں کو کسی بات پر مجبور نہیں کر سکتا۔حقیقتاً امریکہ کے لئے امن وامان اور استحکام کے ساتھ عراقی دلدل سے بچ نکلنے کے سارے مواقع ختم ہو چکے ہیں۔عراقی وزیراعظم نوری المالکی کے عراق میں تشدد کے خاتمہ کے لئے مرتب کردہ پلان کے بعد کوئی مثبت نتائج برآمد نہیں ہو سکے ہیں، البتہ 2005ء کے قومی انتخابات یہ ثابت کر چکے ہیں کہ عراقی عوام نسلی اور مسلکی اعتبار سے کئی حصوں بٹے ہوئے ہیں۔مختلف مسلکی فرقوں سے تعلق رکھنے والے عراقیوں نے اپنے اپنے فرقہ کے امیدوار کو ووٹ دیا تھا۔کسی نے بھی عراق کی حقیقی قومی جماعتوں کو ووٹ نہیں دیا۔فی الواقع عراق کو خانہ جنگی، حکومت کے بکھراؤ اور حصے بخرے ہونے سے بچانے کے لئے ایک سال سے بھی کم عرصہ رہ گیا ہے سب سے ضروری شیعہ سنی فرقوں کا آپس میں اتحاد اور ملک کی دیگر اقلیتوں کا تحفظ ہے۔تحقیقاتی جائزہ کے مطابق امریکہ عراقی پالیسی میں تبدیلی لانے کے لئے بہت سے

Marfat.com

اقدامات کرنے تو جا رہا ہے لیکن ان اقدامات کے نتیجہ میں عراق میں فسادات بڑھنے کا خدشہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ عراق ایک پُر خطر خطہ بن چکا ہے واشنگٹن کی جانب سے مسلط کردہ حل عراقیوں کے لئے کارگر ثابت نہیں ہوسکتا۔ دریں اثنا امریکی اخبار نیویارک ٹائمز نے صدر بش کے نیشنل سکیورٹی ایڈوائزر سٹیفن ہیڈلے کا وزیراعظم نوری المالکی کے بارے میں تبصرہ شائع کیا ہے کہ عراقی وزیراعظم موجودہ حالات میں سیاسی طور پر تنہا ہو چکے ہیں۔ بے اختیار اور اپنے ملک کی بھاگ دوڑ سنبھالنے میں بری طرح ناکام ہوئے ہیں جب کہ امریکی ریاست ورجینا میں ری پبلکن کے نمائندے فرینک وولف نے گذشتہ سال عراقی دورے کے بعد امریکی خارجہ پالیسی پر تنقید کرتے ہوئے کہا تھا کہ عراق میں صدر کی پالیسی کی بجائے ایک نئی پالیسی لاگو کرنے کی ضرورت ہے۔ جب کہ امریکی وزیر خارجہ کونڈولیزا رائس نے کمیشن کے قیام پر ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا تھا۔ وہ ایک شرط پر کمیشن کی سفارشات ماننے پر تیار ہوئی تھیں کہ جیمز بیکر سٹڈی گروپ پیچھے کا نہیں بلکہ آگے کا راستہ متعین کرے گا۔ امریکی وزیردفاع رابرٹ گیٹس جنہیں امریکی دارالحکومت میں سب سے زیادہ متنازعہ شخص خیال کیا جاتا ہے، وزارت دفاع کا قلمدان سنبھالنے کے بعد ان سے کوئی زیادہ سخت سوال نہیں پوچھا گیا۔ حالانکہ 1991 میں جب سی آئی اے کے سربراہ بنے تو کئی ماہ اس کی پیشیاں ہوتی رہی تھیں اور سینکڑوں انتہائی سخت اور ذاتی قسم کے سوالات کا انہیں جواب دینا پڑتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ عراق میں فوج کی کمی نہیں بلکہ آرمی میرین کور میں اضافہ کیا جائے گا۔

ادھر اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کا کہنا ہے کہ وہ عراق کو جنگ سے نہ بچا سکنے پر شرمندہ ہیں۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ عراق کی موجودہ صورتحال خانہ جنگی سے کہیں بدتر ہے۔ چنانچہ عراق کے حوالے سے سیاسی حل کے لئے امریکہ سنجیدگی سے غور کر رہا ہے جیسا کہ عراق سٹڈی گروپ رپورٹ میں حکمت عملی کی ازسرنو تشکیل پر زور دیا گیا ہے اور وائٹ ہاؤس میں امریکی صدر بش اور بااثر عراقی شیعہ اور سنی رہنماؤں کی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ امریکہ اب اپنی ساکھ بچانے کی فکر میں ہے۔ عالمی

Marfat.com

مبصرین کو گزشتہ دنوں میں موجودہ عراقی پارلیمنٹ کی سب سے بڑی شیعہ جماعت ''سپریم کونسل فار اسلامک ریوولیوشن ان عراق'' کے سربراہ عبدالعزیز حکیم اور امریکی صدر کی ملاقات نے ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ عبدالعزیز موجودہ عراق حکومت کے مخالف ہیں اور ان کے ایران کے ساتھ انتہائی قریبی تعلقات ہیں۔ بظاہر تو اس ملاقات کا مقصد عراقی حکومت کو مستحکم کرنا ہے مگر اندر کے حالات کا معاملہ کچھ اور ہے۔

Marfat.com

باب نمبر 20

امریکہ کا اگلا شکار

صدام حسین کی بے پناہ جرأت اب محض تاریخ کی کتابوں کی زیست ہی نہیں رہے گی بلکہ اب تو صدام حسین اپنے خون سے عالم عرب میں ایک نئی تاریخ لکھیں گے اور مردہ صدام، زندہ صدام سے زیادہ خطرناک ثابت ہوں گے ۔ کیونکہ صدام کے لہو کی ہر بوند اب آزادی کے وہ چراغ روشن کرے گی کہ جس کی روشنی میں عرب ریزگار روشن ہو اٹھیں گے ۔صدام کی قربانی ہرگز رائیگاں نہیں جائے گی ۔صدام جیسے مرد جری کو آخر امریکہ نے کیسے ختم کیا؟ امریکہ تو کیا امریکہ سے بھی زیادہ طاقتور ملک کے لئے پندرہ برس قبل صدام حسین کو ختم کرنا قطعاً ممکن نہیں تھا۔لیکن امریکہ نے صدام حسین کے خلاف ایک گہری سازش کی اور اس سازش میں عرب دنیا کے میر جعفروں کو برابر کا شریک کیا تا کہ آہستہ آہستہ صدام حسین کو کمزور کر کے ایک دن ان کا خاتمہ کر دیا جائے ۔صدام کے خلاف امریکہ کی اس سازش کے کئی مرحلے تھے جن کو امریکہ نے آہستہ آہستہ عرب میر جعفروں کی مدد سے سر کئے ۔آخر یہ سازش کیا تھی اور امریکہ اس سازش میں کیسے کامیاب ہوا؟ صدام حسین کے خلاف امریکی سازش کا پہلا باب ۱۹۷۹ء میں ایران میں اسلامی انقلاب کے بعد شروع ہوا۔ یہ وہ دور تھا جب امام خمینی پورے عالم اسلام کے ہیرو کی شکل میں ابھر کر سامنے آئے تھے ۔الجیریا سے ملیشیا تک سارے عالم اسلام میں مسلم نوجوانوں کے ہاتھوں

Marfat.com

میں امام خمینی کی تصویریں تھیں اور زبان پر امریکہ دشمنی کی تسبیح ظاہر ہے کہ اس بات نے امریکہ کو بے چین کر دیا اب امریکہ کا پہلا نشانہ ایران تھا۔ امریکہ کے لئے یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ ایران پر سیدھا حملہ کر سکے۔ چنانچہ عراق میں موجود اس وقت امریکی سفیر نے صدام حسین کے کان بھرنے شروع کئے۔ امریکہ نے پورے خطہ عرب میں شور مچایا کہ ایران کا اسلامی انقلاب عجمی انقلاب ہے جو اگر روکا نہ گیا تو پوری عرب تہذیب کو تباہ کر جائے گا اور اس طرح امریکہ نے پورے عالم عرب اور عجم کی نفرت کے بیج بونے شروع کر دیئے۔ صدام کو بغداد میں موجود امریکی سفیر نے ایران کے خلاف جنگ پر اکسانا شروع کیا۔ آخر صدام حسین نے ایران پر حملہ کر دیا۔ یہ وہ دور تھا جب اس وقت کے امریکی صدر کے ایلچی رمسفیلڈ نے بغداد کے درجنوں سفر کئے اور صدام حسین سے بذات خود ملاقات کی۔ یہ وہی رمسفیلڈ ہیں جنہوں نے بعد میں یعنی ۲۰۰۳ میں عراق پر امریکی حملے کی قیادت کی تھی۔ الغرض ۱۹۸۰ء کی دہائی میں امریکہ نے عراق اور صدام حسین کو ایران کے خلاف استعمال کیا اور ایرانی انقلاب کی کمر توڑ دی۔ ایران پر عراقی حملے کے بعد امام خمینی ایک مسلم لیڈر کے بجائے محض ایرانی اور شیعہ لیڈر ہو گئے۔ عرب اور عجم کی کھائی نے ایک بار پھر سے عالم اسلام کو بانٹ دیا۔ اس طرح اس خطے میں امریکی سازش کی پہلی کڑی کامیاب ہوئی جس کا مقصد ایران کو کمزور کرنا اور صدام حسین کو امریکی دام میں پھنسانا تھا۔ صدام حسین ایک انتہائی جذباتی لیڈر تھے۔ اب امریکہ نے صدام حسین کے کان بھرنے شروع کئے کہ وہ ناصر کی طرح پوری عرب دنیا کے لیڈر بن سکتے ہیں۔ اور یہاں سے صدام کے خلاف امریکی سازش کا دوسرا باب شروع ہوا۔ اس بات سے بہت کم لوگ واقف ہیں کہ صدام حسین کو کویت پر حملے کے لئے بھی امریکہ نے ہی اکسایا تھا۔ ۱۹۹۰ میں بغداد میں موجود امریکی سفیر کو بلا کر صدام حسین نے کویت پر حملے کا پورا پلان بنایا تھا اور ان سے دریافت کیا تھا کہ آیا امریکہ ان کی مخالفت کرے گا یا نہیں۔ اسی امریکی سفیر نے بعد میں امریکی کانگریس میں اس بات کو اقرار کیا کہ اس وقت اس نے صدام حسین کو کویت پر حملہ کرنے سے روکا نہیں تھا۔ یہ تھی وہ منزل جب صدام حسین کے خلاف امریکی سازش کا کھل کر

Marfat.com

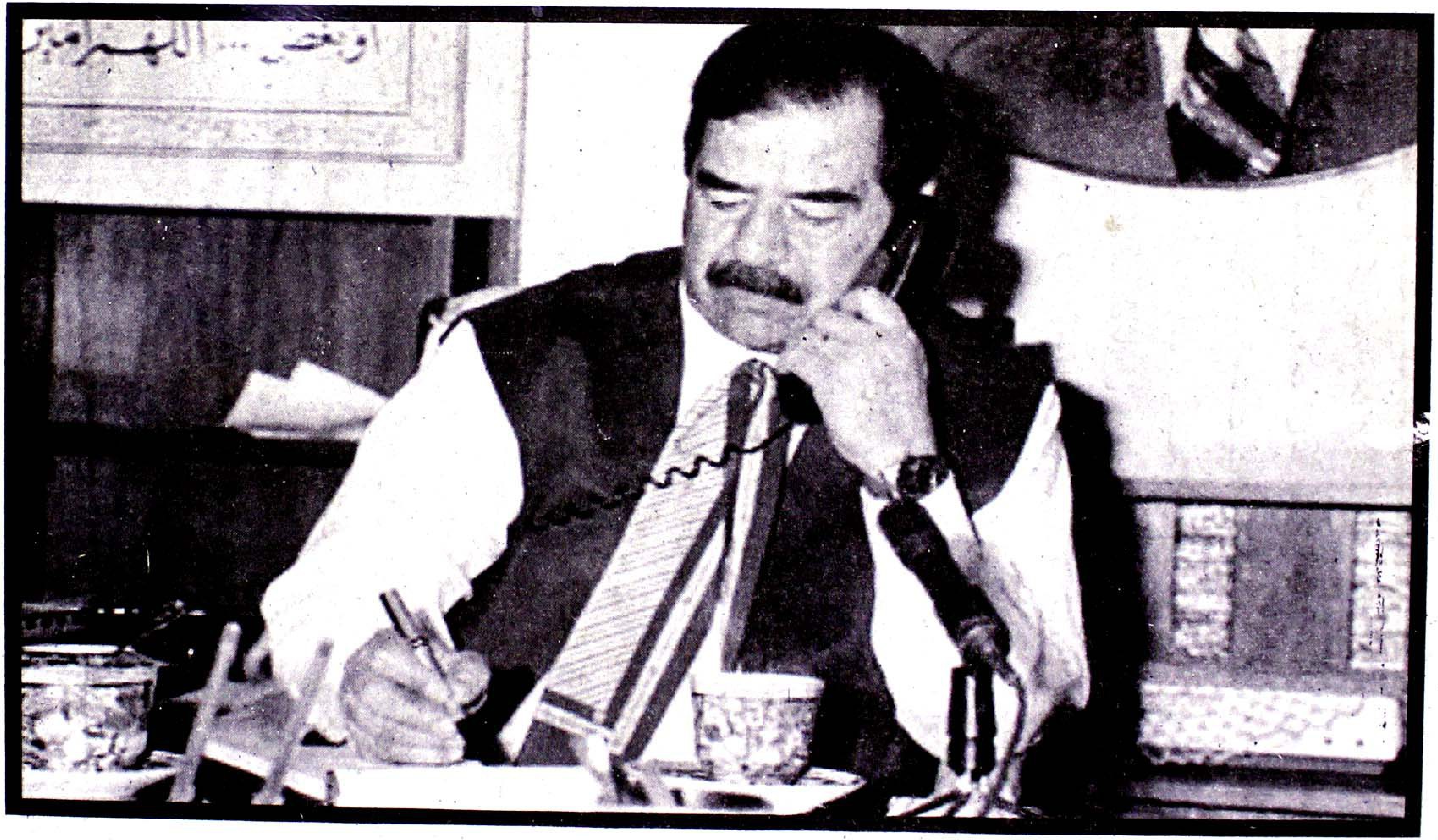

صدام حسین اچھے دنوں کی ایک تصویر

Marfat.com

اعلان ہو گیا اور صدام حسین اب با قاعدہ امریکہ کے نشانے پر آ گئے ۔ ادھر صدام کی فوجوں نے امریکی سفیر کے اشارے پر کویت میں قدم رکھا نہیں کہ ادھر امریکہ نے صدام حسین کے خلاف شور مچانا شروع کر دیا۔ سب سے پہلے امریکہ کے دباؤ میں یواین او نے عراق کی معاشی ناکہ بندی کر دی ۔ ادھر اب امریکہ نے سعودی عرب، اردن، یمن، بحرین اور متحدہ عرب امارات جیسے ممالک کے شاہوں کے کان بھرنے شروع کر دیئے کہ اگر صدام حسین کو کویت سے باہر نہیں کیا گیا تو وہ تمام عربوں کے لئے خطرہ بن جائیں گے ۔ اصل بات یہ تھی کہ امریکہ عراق پر حملے کی تیاری کر چکا تھا لیکن امریکہ کے لئے ممکن نہیں تھا کہ وہ اپنی تمام تر فوجی قوت کے ساتھ واشنگٹن سے حملہ کرے ۔ عراق پر حملے کے لئے امریکہ کو عراق کے ارد گرد کے پڑوسی ملکوں کی سرزمین درکار تھی کہ جہاں سے امریکی فوجیں صدام کی فوجوں کو نشانہ بنا سکیں۔

۱۹۹۱ء میں امریکہ کی اس شاطر چال کو سب سے پہلے اگر کسی شخص نے سمجھا تو اس کا نام اسامہ بن لادن تھا۔ اسامہ ان دنوں افغانستان سے تازہ تازہ لوٹے تھے ۔ جیسے ہی عرب شیخوں اور شاہوں نے امریکہ کو عراق کے خلاف اپنی زمین استعمال کرنے کی اجازت دی تو اسامہ بن لادن نے اس کے خلاف سعودی عرب میں شور مچایا۔ وہ وہاں کے لیڈروں سے بھی ملے اور اس بات کی مخالفت کی مگر عرب دنیا نے بن لادن کو عرب دنیا خالی کرنے پر مجبور کر دیا۔ الغرض اب عراق کے عرب ہمسایوں نے صدام حسین کے خلاف امریکی فوجوں کے لئے اپنے ملکوں کی سرزمین کھول دی ۔ کویت میں صدام حسین کو امریکی فوجوں نے عرب شیوخین اور شاہوں کی مدد سے مات دی اور اس طرح صدام کی کمر امریکہ نے ۱۹۹۱ء میں توڑ دی ۔ اس طرح خود عربوں میں صدام حسین کا خوف پیدا کر کے امریکہ نے صدام کے خلاف اپنی سازش کی اور دوسری کڑی کو انجام تک پہنچا دیا۔

صدام حسین کے خاتمے کا تیسرا باب امریکہ پر مبینہ جہادی حملے (۱۱/۹) کے واقعے کے بعد سے شروع ہوا۔ یہ تو آج تک طے نہیں ہوا کہ آخر ۱۱/۹ کے واقعے کے پس پشت کون تھا ۔ کیونکہ اسامہ بن لادن نے امریکہ پر حملے کے بعد اس حملے کی ذمہ داری

Marfat.com

لینے سے قطعی انکار کیا تھا۔لیکن دنیا واقف ہے کہ ۹/۱۱ واقعہ کے بعد صدر بش نے صدام حسین کے خلاف اپنی سازش شروع کر دی۔ پہلے تو امریکہ نے افغانستان فتح کیا اور پھر فوراً شور مچانا شروع کر دیا کہ صدام حسین کے بن لادن سے تعلقات ہیں۔پھر ساری دنیا میں یہ ڈنکا پیٹا گیا کہ صدام حسین نے عراق میں نیوکلیئر اور کیمیکل ہتھیاروں کا ذخیرہ کر لیا ہے۔ساری دنیا اس بات سے واقف تھی کہ عراق میں کوئی نیوکلیئر اور کیمیکل ہتھیار نہیں ہیں۔اس بار یواین او نے بھی صدر بش کا صدام کے خلاف الزام ماننے سے انکار کر دیا مگر پھر بھی صدام حسین کے پڑوسی عرب ممالک نے بش کو اپنی سرزمین استعمال کرنے سے منع نہیں کیا۔اگر اردن، بحرین، کویت، عمان اور متحدہ عرب امارات جیسے ممالک کی سرزمین امریکی فوج استعمال نہیں کر پاتی تو اپنی تمام تر قوت کے باوجود بش کی فوج صدام حسین کو ۲۰۰۳ میں بھی شکست نہیں دے سکتی تھی۔اس طرح ۲۰۰۳ء میں عراق کے پڑوسی عرب ممالک کی مدد سے بش نے صدام کو شکست دی اور صدام گرفتار بھی کر لئے گئے۔صدام حسین کے اقتدار سے ہٹنے کے فوراً بعد شیعہ سنی تفرقہ کھڑا کر دیا گیا۔آخر صدام حسین کو پھانسی دلوا کر امریکہ نے پورے عالم عرب میں شیعہ،سنی پھوٹ پیدا کر دی ہے۔امریکہ اپنے حریف صدام حسین کو موت کی نیند سلا چکا ہے اور عراق پر اس کا قبضہ ہے اور اس کے بعد اب اس کی نشانے پر ایران ہے۔اب ایران کو امریکی میڈیا ایک اسلامی ملک نہیں بلکہ ایک شیعہ ملک کے طور پر پیش کر رہا ہے۔اس طرح اب عرب اور عجم تفرقے کو بڑھا کر امریکہ ایران کو اسی طرح ختم کرے گا جس طرح اس نے عراق اور صدام حسین کو ختم کیا۔اور ساری دنیا کے مسلمان امریکی سازش سے بے خبر جلسے جلوس نکالتے رہیں گے اور آخر میں شیعہ، سنی جھگڑوں میں ایک اور اسلامی ملک غلام ہو جائے گا۔

ایک خط قاتل بش کے نام

اے دنیا کے تکنیکی طور پر طاقتور ترین تاہم اخلاقی طور پر انتہائی تنگ دست شخص تمہیں آداب کرنے کو جی تو نہیں چاہتا تاہم میری تہذیب مجھے اس کی اجازت نہیں دیتی۔

Marfat.com

اس رات تم گھوڑے بیچ کر سوئے اور میں صدام حسین مالک حقیقی سے ملنے کے ذوق میں مچلتا رہا۔تم نے سوچا تھا کہ پھانسی کے کمرہ میں صحت مندہ جلادوں کے روبرو میرے ماتھے پر پسینہ کی بوندیں نمودار ہو جائیں گی ۔میں مضطرب اور پریشان نظر آؤں گا پھر تم یہ تماشہ ساری دنیا کو دکھاؤ گے اور یہ ثابت کرو گے کہ کتنا بزدل تھا صدام جو موت سے گھبرا گیا مگر تم ہمیشہ کی طرح اس روز بھی غلطی پر تھے ۔میرے دل میں کسی قسم کا خوف تھا نہ ڈر بس ایک خواہش تھی جام شہادت نوش کرنے کی ۔اپنے مالک حقیقی سے جا ملنے کی ۔اس لئے موت سے میں نے تمہاری طرح خوف نہیں کھایا بلکہ اپنے پیروں پر چل کر موت سے بغلگیر ہوا ۔تم تو جانتے ہی ہو گے کہ موت دراصل مومن کے لئے اللہ تک پہنچنے کا ایک پل ہے ۔مجھے اللہ کی ملاقات کا شرف حاصل کرنا تھا اور اسی خواہش نے ہر ڈر اور خوف پر غلبہ حاصل کر رکھا تھا ۔دنیا نے شاید ہی پھانسی کا ایسا منظر کبھی دیکھا ہو گا کہ جلاد باحجاب اور تختہ دار پر چڑھنے والا بے نقاب ۔ان کے ہاتھ کپکپا رہے تھے ان کے نقاب پسینہ میں بھیگے جا رہے تھے ۔وہ مجبور تھے کر بھی کیا سکتے تھے بیچارے ۔وہ مجھ سے ذرا سی بھی ہمدردی دکھاتے تو ان کو بھی ٹھکانے لگا دیا جاتا ۔اسی لئے میں نے ان سے کہا ''گھبراؤ مت'' اس روز میرے ساتھ نازیبا سلوک بھی ہوا ۔مجھے تختہ دار پر چڑانے کی کوشش کی گئی مگر میں نے صبر کیا کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے اور بے شک وہ ہر ہر لمحہ میرے ساتھ ہی رہا ۔شاید اسی لئے میرا چہرہ پرسکون اور اعصاب پر لرزہ طاری نہیں ہوا ۔تم واقعی اگر اس رات گہری نیند سوئے تھے تو یہ تمہاری آخری گہری اور میٹھی نیند تھی ۔اب میرے بعد پوری دنیا میں احتجاج ومذمت کا سلسلہ چل پڑے گا ۔میری حمایت اور تمہاری مخالفت میں آواز خلق سے وہ شور اٹھے گا کہ تمہیں کان پڑی آواز سنائی نہیں دے گی ۔تمہیں ہر مقابل کے چہرہ پر میرا چہرہ نظر آئے گا ،سفید گھر ہو یا پولو کا میدان میں تمہارے ساتھ ہی رہوں گا ۔تمہارے انتہائی خاص اور محفوظ ہوائی جہاز میں کبھی تمہاری بغل کی نشست پر نظر آؤنگا تو کبھی تمہیں یہ محسوس ہو گا کہ پائلٹ کی نشست پر کوئی اور نہیں بلکہ میں ہوں ۔میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے وہ موت دی کہ جس کے طفیل کروڑں اربوں دعائیں میرے حق میں فضاء میں

Marfat.com

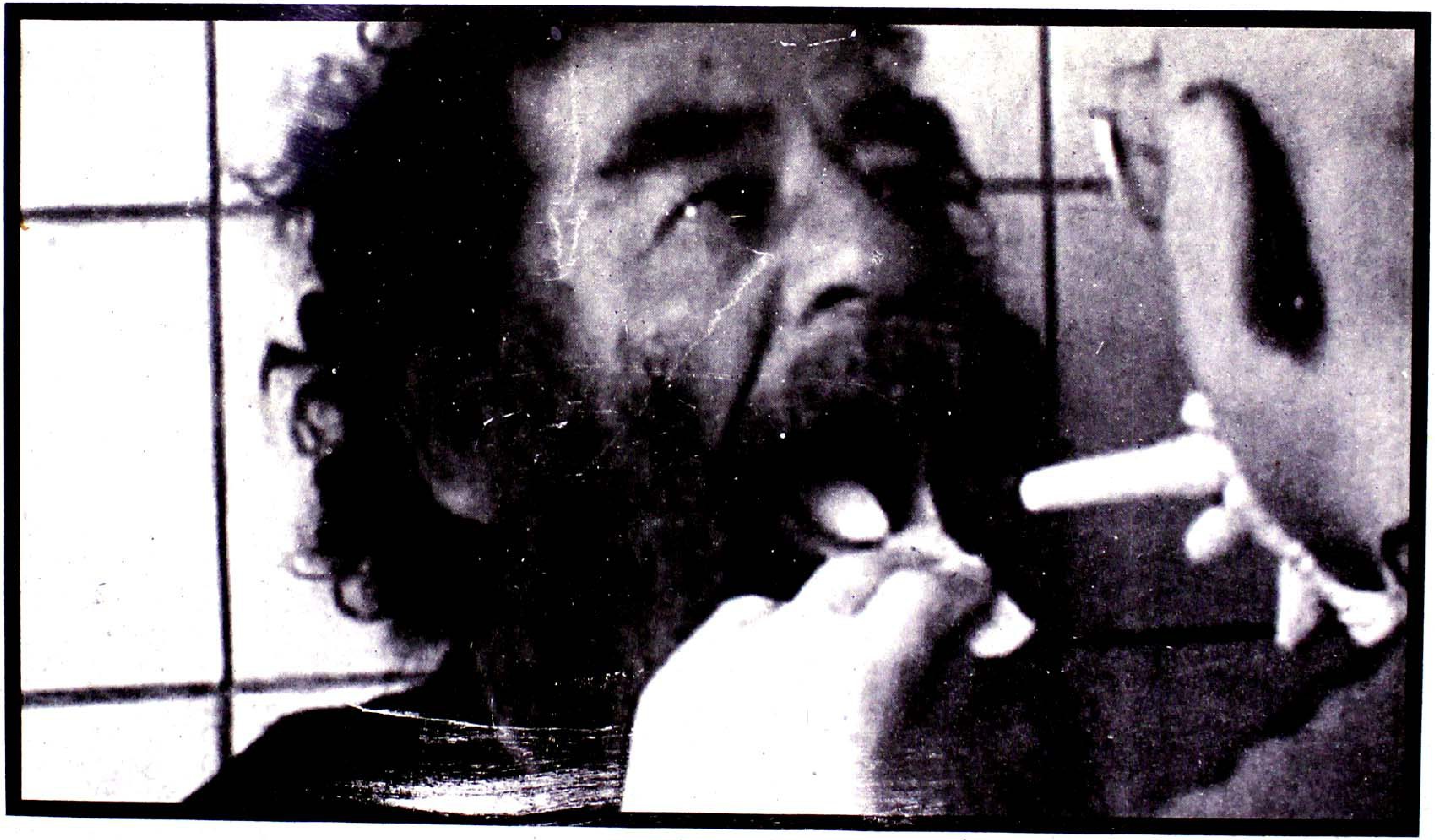

امریکی ڈاکٹر، صدام حسین کی گرفتاری کے بعد ان کا چیک اپ کرتے ہوئے۔

Marfat.com

بلند ہوئیں ۔میری محبت میں کروڑوں آنکھیں اشک بار ہوئیں ۔میں مر کر بھی اپنے خیالات ،وطیرہ اور ثابت قدمی کے سبب زندہ ہوں بلکہ پہلے سے کئی گنا زیادہ طاقتور بن گیا ہوں ۔دوسری طرف تم ہو کہ دنیا کے طاقتور ترین ملک کے اعلیٰ عہدیدار ہونے کے باوجود دنیا کے چپہ چپہ میں بلکہ تمہارے اپنے گھر میں تم پر لعنت ملامت بھیجی جا رہی ہے۔وہ آگ جو تمہارے والد محترم کی شکست کے سبب تمہارے وجود میں لگی تھی ۔ہم نے صرف اپنا دفاع کیا تھا اور باطل کے سامنے گھٹنے ٹیکنے سے انکار کیا تھا۔میرا مشورہ ہے تم اب بھی اپنی روش سے باز آجاؤ۔تمہارے حق میں یہی دعا ہے کہ اللہ تمہیں راہ راست پر لے آئے ۔یاد رکھو یہ دنیا فانی ہے۔سب کو ایک دن موت کا مزہ چکھنا ہے ۔اللہ کو جواب دہ ہونا ہے ۔ وہاں حیلے بہانے ،جھوٹ وفریب کی ایک نہ چلے گی ۔وہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو کر رہے گا اور جان لو کہ یہاں بھی دودھ کو پانی سے الگ ہونا ہی ہے ۔اس لئے دوسروں کے معاملات میں ٹانگ اڑانے اور غیروں کے مال پر اپنی آنکھیں لال کرنے کی عادت چھوڑ دو ۔ورنہ وہ دن دور نہیں جب تم کو اوروں سے تو دور اپنوں ہی سے نپٹنا مشکل ہو جائے گا۔ مجھے سولی پر چڑھا کر تم نے سوچا تھا کہ بھائی بھائی آپس میں لڑ پڑیں گے اور خون کی ندیاں بہہ جائیں گی ۔اسی اثنا میں ہم تیل کی نہریں اپنے ملک تک پہنچا دینگے مگر تمہارا یہ منصوبہ بھی کامیابی سے ہمکنار نہ ہو سکے گا کہ بہر حال لوگ تمہاری نیت کو بخوبی سمجھتے ہیں۔ تم نے میرے وطن کی مٹی کو بارود سے ناپاک کیا ہے۔تم ہی نے مقدس مقامات کی بے حرمتی کی ہے ۔تم نے میری زمین پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے ۔میرا دوستانہ مشورہ ہے لوٹ جاؤ اب بھی لوٹ جاؤ اپنے گھر ۔مت مرواؤ اپنے فوجیوں کو ۔ان کے رشتہ دار انہیں بے صبری سے یاد کرتے ہیں تمہارے کارناموں کے وائٹ ہاؤس کے روبرو احتجاج کرتے ہیں مگر تم ہٹ دھرمی پر آمادہ ہو ۔حق کی آواز سنو ۔وہی آواز جو میری گردن سے نکلی تھی اور آج تک تمہارے کانوں میں گونج رہی ہے ۔تم کتنی ہی بار کتنے ہی زاویوں سے اس منظر کو دیکھتے جاؤ تمہیں خوف کا شائبہ بھی نہیں ملے گا۔کبھی اس منظر کو دیکھتے وقت اپنا بلڈ پریشر بھی جانچ لینا۔ مجھے پتہ ہے تم بہت ہی نازک طبع ہو ۔میں تو کال کوٹھری میں بھی کبوتروں کے

Marfat.com

ساتھ روکھی سوکھی کھا کر اللہ کا شکر ادا کرتا رہا اور تم ہو کہ نرم گداز بستر بھی تمہیں کاٹنے کو دوڑتا ہے۔تم نے یہ جنگ کسی ایک شخص کے خلاف نہیں بلکہ پوری امت کے خلاف چھیڑ رکھی ہے۔ ہر حق گو کے معاملہ میں تم ہی قاتل تم ہی شاہد اور تم ہی منصف رہو گے ۔ یہ پوری دنیا جان چکی ہے۔اب تم بھی جان لو کہ ہر فرعون کے لئے موسی ناگزیر ہے۔تم بھی فرعون وقت ہو، وقت کا موسی تمہیں وہ سبق سکھائے گا کہ دنیا یادر کھے گی ۔ پھر دنیا کو اس کی تلقین کرو۔ جس بہانے کی آڑ میں تم نے میری زمین پر شب خون مارا تھا وہ بہانہ کب کا شرمسار ہو چکا۔ اب تمہارے شرمسار ہونے کا وقت قریب ہے۔نیوٹن کا تیسرا قانون ''ہر عمل کا ردعمل مساوی لیکن مخالف سمت میں ہوتا ہے'' سے تو تم واقف ہو ہی پھر کیوں اسلام کو دبانے کی کوشش کرتے ہو۔کیا تمہیں علم نہیں کہ حق کو جتنا دباؤ گے اتنا ہی تمہارے وجود پر مسلط رہنے کو وعدہ کرتا ہوں ۔میری تحریک کی صدائیں ایک دن تمہارے گھر کی سفید دیواروں سے ٹکرا کر صدائے بازگشت پیدا کریں گی ۔ یہ ایک مسلسل عمل ہو گا اور یہی راہ حق بھی۔

Marfat.com

نیویارک ٹائمز اخبار کا عکس۔

Marfat.com

باب نمبر 21

عراق کی تحریک مزاحمت کا مستقبل

اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل بانکی مون نے اپنی ذمہ داریاں سنبھال لی ہیں۔انہوں نے کوفی عنان سے یہ عہدہ ایسے وقت میں حاصل کیا جب اس عالمی ادارے کو کئی چیلنجز درپیش ہیں۔موجودہ حالات میں اقوام متحدہ کی کارکردگی اور اس کی فعالیت پر سوالیہ نشان لگ چکا ہے۔اس بین الاقوامی ادارے کا جس اہم مقصد کے تحت قیام عمل میں لایا گیا تھا وہ اب پورا ہوتا نظر نہیں آرہا اور ساری دنیا پر صرف ایک ہی سپر پاور امریکا کا عملی تسلط قائم ہے۔دنیا بھر کے حالات ۱۱/۹ کے بعد تیزی سے تبدیل ہوئے اور دہشت گردی کے خلاف لڑائی کے نام پر امریکا کو تمام تر اختیارات حاصل ہو گئے۔ عراق کے معزول صدر صدام حسین کی پھانسی کو اسی کا تسلسل کہا جا سکتا ہے کیونکہ یہ لڑائی ابھی ختم نہیں ہوئی اور اس کا نتیجہ برآمد ہونے کی امید دور دور تک نظر نہیں آرہی۔ان تمام حالات کے دوران اقوام متحدہ کا رول صرف ایک خاموش تماشائی کا رہا۔اس نے دنیا کو درپیش اہم معاملات میں مؤثر مداخلت یا پھر ان کی یکسوئی کے لئے عملی کوشش نہیں کی۔اس کے برعکس امریکی پالیسیوں اور اس کی مرضی کو دوسروں پر مسلط کرنے میں مدد کرتے ہوئے اقوام متحدہ نے اپنی انفرادیت کھو دی۔کوفی عنان کے دور میں ہی افغانستان اور عراق کے حالات اس قدر خراب ہو گئے ہیں کہ سارا ملک خانہ جنگی کے دہانے پر پہنچ چکا

Marfat.com

ہے۔صدام حسین کو عید الاضحیٰ کے موقع پر پھانسی دے کر یہاں کے حالات کو مزید ابتر بنا دیا گیا۔

اقوام متحدہ ایک عالمی ادارے کی حیثیت سے بین الاقوامی قوانین پر عمل داری کو بھی یقینی نہیں بنا سکا۔ساری دنیا جانتی ہے کہ صدام حسین کے خلاف جس طرح کا مقدمہ چلایا گیا اور انہیں پھانسی دی گئی ، یہ سب امریکا کی ایما پر ہوا اور اس سارے معاملہ میں اقوام متحدہ کا رول صرف خاموش تماشائی کا رہا۔اس طرح ایران کے نیوکلیئر پروگرام پر بھی تعطل برقرار ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ امریکا نے اثر ورسوخ استعمال کرتے ہوئے اس ادارے کو اپنی مرضی کے مطابق چلانے کا تہیہ کرلیا ہے اور امریکی مرضی کے آگے یہ ادارہ بے بس ہے۔اسرائیل نے لبنان کے خلاف جنگ شروع کی اور بستیوں پر بمباری کرتے ہوئے نہتے عوام کو موت کی نیند سلا دیا۔فلسطین میں عوام پر ظلم کی انتہا کردی لیکن اقوام متحدہ اسرائیل کی مذمت کرتے ہوئے ایک قرارداد بھی منظور نہیں کرسکا۔رسمی کارروائی کے طور پر جب ایک قرارداد پیش کی گئی تب امریکہ نے اسے ویٹو کر دیا۔اقوام متحدہ کا کردار کوفی عنان کے دور میں بری طرح متاثر رہا اور اس ادارے نے ایسا کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا جس سے اس کے قیام کا مقصد پورا ہوتا ہو۔افغانستان اور عراق جنگ میں کوفی عنان اپنا اثر ورسوخ استعمال نہیں کر سکے اور وہ ایک بے بس شخص کی طرح تباہی کے مناظر دیکھتے رہے۔ان کی وجہ سے اقوام متحدہ کا وقار بری طرح مجروح ہوا ادارہ کے قیام اور اس کی کارکردگی کے بارے میں سوالات اٹھنے لگے۔شمالی کوریا میں نیوکلیئر تعطل پر امریکا نے جو موقف اختیار کیا اس کے نتیجہ میں مذاکرات میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی بلکہ شمالی کوریا نے نیوکلیئر تجربات کر دیئے۔ڈارفر میں جاری بحران پر اس وقت اقوام متحدہ خاموش ہے۔کوفی عنان نے کئی اہم مسائل پر اپنی ذمہ داریوں سے پہلوتہی کی اور اس کے نتیجہ میں اقوام متحدہ کی کارکردگی امریکی پالیسیوں تک محدود ہوگئی۔ایسے نازک وقت میں بانکی مون یہ عہدہ سنبھال رہے ہیں انہیں عالمی سطح پر کئی مسائل کا سامنا ہے اور ان کی یکسوئی اسی وقت ممکن ہے جب اقوام متحدہ کے حقیقی کردار کو بحال کیا جائے۔موجودہ تبدیل شدہ حالات میں اس

Marfat.com

بین الاقوامی ادارے میں اصلاحات کے لئے کوششیں کی گئیں لیکن اس کے حوصلہ افزا نتائج برآمد نہیں ہوئے۔ بانکی مون پر اب یہ بھاری ذمہ داری ہے کہ وہ اقوام متحدہ میں اصلاحات کے ذریعے اسے مؤثر اور فعال ادارہ بنائیں۔ حقیقی اغراض ومقاصد پر توجہ دیتے ہوئے بین الاقوامی تعاون کے ذریعہ ساری دنیا میں امن وامان کو یقینی بنائیں۔ اس کے لئے اقوام متحدہ پر امریکی کنٹرول ختم کرنا ہوگا۔ مشرق وسطیٰ کا بحران، ایران نیوکلیئر تنازعہ، شمالی کوریا کے ساتھ مذاکرات کے علاوہ افغانستان میں عام حالات کی بحالی اور عراق جنگ کو ختم کرنا اور مسئلہ کشمیر یہ ترجیحی مسائل ہیں۔ ان کی یکسوئی کے سلسلہ میں بانکی مون بحیثیت سیکریٹری جنرل اقوام متحدہ کس قدر کامیاب ہو سکتے ہیں؟ یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا لیکن موجودہ حالات میں ان پر ذمہ داریاں اور بھی بڑھ گئی ہیں۔ وہ اقوام متحدہ کے وقار کو بحال کرتے ہوئے دنیا بھر میں امن کا قیام یقینی بنا سکتے ہیں۔ اس کے لئے تمام ممالک کو متحد رکھتے ہوئے تنازعات کی یکسوئی اور حل کے لئے مذاکرات کا راستہ اختیار کرنا ہوگا۔

دوسری طرف صدام حسین کو پھانسی دیئے جانے کے فیصلے اور وڈیو مناظر دکھائے جانے کے خلاف دنیا بھر میں احتجاجی مظاہرے ہو چکے ہیں۔ اس بارے میں امریکہ کا کہنا ہے کہ صدام حسین کو پھانسی دیئے جانے کے لئے عراقی ہی ذمہ دار ہیں۔ امریکی فوج نے صدام حسین کی پھانسی کے مقام پر موبائل فونز رکھنے والے عینی شاہدین کی تلاشی سمیت تمام سیکیورٹی انتظامات عراقی حکام کے حوالے کر دیئے تھے۔ صدام حسین کو پھانسی دیئے جانے کی غیر سرکاری فلمبندی جو بظاہر موبائل فون پر کی گئی جس میں دکھایا گیا ہے کہ گارڈ پھانسی سے تھوڑی ہی دیر قبل صدام حسین پر برس رہے ہیں۔

بغداد میں ایک پریس کانفرنس کے دوران پھانسی دیئے جانے پر کی جانے والی تنقیدوں سے متعلق سوال پر امریکی فوجی ترجمان میجر جنرل ولیم کلاڈ ویل نے کہا تھا کہ پھانسی دینے کا فیصلہ ہمارا نہیں تھا بلکہ ہم نے مختلف فیصلہ کیا تھا۔ صدام حسین کو جہاں پھانسی دی گئی اس بارے میں انتظامات کا ہم سے قطعی کوئی تعلق نہیں۔

Marfat.com

میجر جنرل ولیم نے کہا کہ امریکی فوج نے صدام حسین کو عراقی جیل تک پہنچایا جہاں صبح صادق انہیں پھانسی دی جانے والی تھی جس کے بعد امریکی فوج نے اس عمارت سے پوری طرح تخلیہ کر لیا تھا۔ پھانسی کی منظر کشی کے لئے ایک عینی شاہد نے اپنے موبائل فون پر کس طرح فلمبندی کی اور اس ویڈیو کو ٹیلی ویژن اسٹیشنوں اور ویب سائٹس پر کس طرح ریلیز کر دیا اس کا امریکی فوج سے کوئی تعلق نہیں۔ جنرل نے کہا کہ امریکی فوج جیل کے اندر عینی شاہدین کی تلاش کے لئے ذمہ دار نہیں ہے۔ دریں اثنا عراقی وزیر اعظم کے ایک مشیر نے کہا کہ صدام حسین کی پھانسی کے منظر کو سیل فون کیمرہ سے عکس بند کرنے والے عہدیدار کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ وزیر اعظم نوری المالکی کے مشیر نے اپنی شناخت ظاہر نہ کرنے کی شرط پر کہا کہ وہ میڈیا کو کوئی بات بتانے کے مجاز نہیں ہیں۔ گرفتار شدہ شخص کی شناخت نہیں ہوئی البتہ انہوں نے کہا کہ وہ ایک عہدیدار ہے جس نے پھانسی دیئے جانے کے انتظامات کی نگرانی کی تھی اور اب اس سے پوچھ گچھ جاری ہے۔ مشیر نے کہا کہ چند گھنٹے بعد ہی حکومت نے اس شخص کو گرفتار کر لیا تھا۔ عراقی ٹیلی ویژن پر پھانسی کی جو سرکاری ویڈیو دکھائی گئی اُس میں کوئی آڈیو ساؤنڈ نہیں تھی اور نہ ہی صدام کی موت واقع ہونے کو دکھایا گیا لیکن جو سیل فون ویڈیو افشا ہوئی اس میں پھانسی کے منظر کو بھی دکھایا گیا اور معزول لیڈر پر رکیک جملے کسے گئے۔ ایک عینی شاہد نے ان پر جہنم میں جاؤ کا فقرہ کسا، اس منظر کو الجزیرہ ٹیلی ویژن نے ٹیلی کاسٹ کیا اور انٹرنیٹ پر بھی دکھایا گیا جس پر ساری دنیا میں غصہ و برہمی پیدا ہوئی اور عراقی سنیوں نے احتجاج شروع کر دیا۔ وزیر اعظم نوری المالکی نے اپنی وزارت داخلہ کو حکم دیا کہ وہ اس ویڈیو کی تحقیقات کرائے، یہ کس نے تیار کی اور یہ ویڈیو ٹیلی ویژن اور ویب سائٹس تک کس طرح پہنچی۔ اس کی مکمل تحقیقات کی جا رہی ہیں۔ پھانسی کے روز عراقی استغاثہ نے جو خود بھی پھانسی دیئے جانے کے وقت موجود تھا اس اطلاع کی تردید کی کہ اس نے قومی سلامتی کے مشیر موفق الربیع پر الزام عائد کیا کہ امکانی طور پر وہ ہی ویڈیو افشاء ہونے کے ذمہ دار ہیں۔ اس کیس میں ایک استغاثہ منقیت الفارون نے بتایا کہ میں نے موفق الربیع پر

Marfat.com

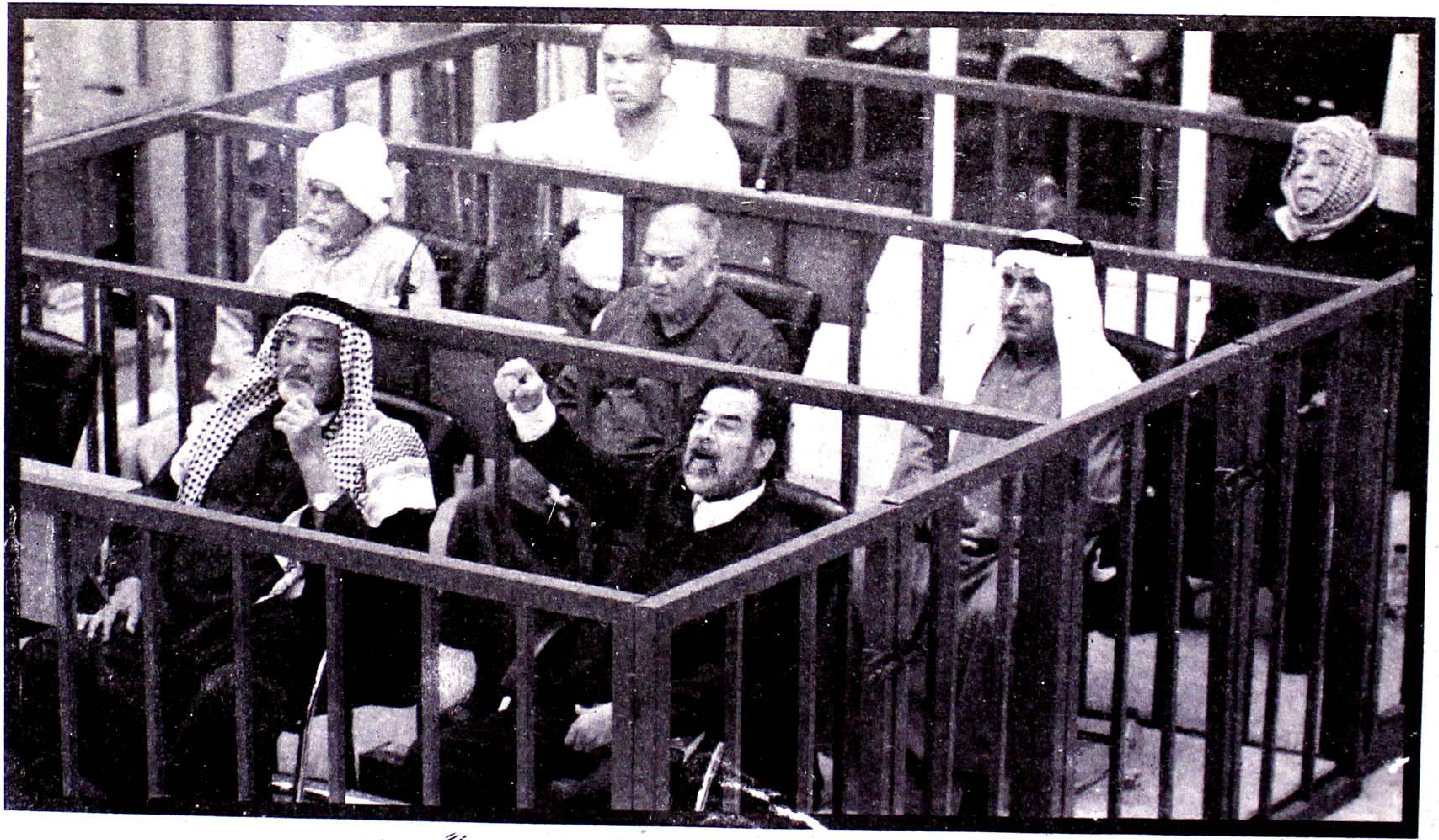

کمرہ عداات کا ایک منظر، جہاں صدام حسین کو سزائے موت سنائی گئی۔

Marfat.com

الزام عائد نہیں کیا اور نہ ہی انہیں عکس بندی کرتے دیکھا ہے البتہ میں نے دو سرکاری عہدیداروں کو دیکھا جو پھانسی کے دوران موجود تھے اور پھانسی کے عمل کی ویڈیو گرافی کر رہے تھے۔اس موقع پر روشنیوں کا استعمال کیا تھا۔سرکاری طور پر پھانسی کی عکس بندی کے لئے روشنی کے خصوصی انتظامات کیے گئے تھے۔الفارون نے کہا جن سرکاری عہدیداروں نے موبائل فون کیمروں کا استعمال کیا تھا ان کے نام نہیں جانتا لیکن میں ان کے چہرے دیکھ کر پہچان سکتا ہوں۔استغاثہ نے کہا کہ وہ عہدیدار کھلے طور پر ویڈیو تصاویر لے رہے تھے جو الجزیرہ سٹیلائٹ چینل پر دکھائی گئی ہیں۔نیویارک ٹائمز کے مطابق الفارون نے اخبار کو بتایا کہ دو آدمیوں میں سے ایک نے سیل فون کیمرہ پکڑ رکھا تھا تاکہ صدام حسین کے آخری لمحات کی عکس بندی کر سکے اور پس پردہ جو شخص تھا وہ موفق الربیع تھے جو مسٹر مالکی کے قومی سلامتی کے مشیر ہیں۔آخری لمحات میں یہ بتایا گیا کہ کوئی شخص مقتدی، مقتدی ،مقتدی کہہ رہا ہے۔جو مقتدی الصدر کی طرف اشارہ ہے۔امریکی فوجی جنرل ولیم کال ڈویل نے بغداد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کے دوران انتہائی دلچسپ انداز میں صدام کی شخصیت کا تذکرہ کیا۔انہوں نے کہا کہ صدام حسین امریکی فوج کے زیر نگرانی تین سال تک قید میں رہے، وہ ہمیشہ باوقار رہے۔انہوں نے ہمیشہ خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا۔انہوں نے اسیری کے دوران بہتر سلوک کے وقت انہیں انگریزی میں ’’گڈ بائی‘‘ (خیر باد) کہا۔

امریکی میجر جنرل ولیم کلاڈویل نے کہا کہ صدام حسین کو اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ اب وہ چند دن کے مہمان ہیں۔طلوع آفتاب سے ایک گھنٹہ قبل عراق کے سابق صدر کو امریکی قید خانے سے امریکی فوجی ہیلی کاپٹر کے ذریعہ شمالی بغداد میں واقع عراقیوں کے زیر انتظام الخادمیہ قید خانے میں منتقل کیا گیا۔صدام کو عدالتی ضابطوں کی تکمیل کی کارروائیوں سے یہ اندازہ ہو چکا تھا کہ بلاشبہ انہیں قانونی ضابطوں کے مطابق پھانسی ضرور دی جائے گی لیکن کم از کم اب انہیں کسی نئے تشدد کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔امریکی جنرل نے صدام حسین کو دوستانہ جذبات رکھنے والا خوش اخلاق انسان قرار دیا جسے

Marfat.com

کسی زمانہ میں امریکہ کی طرف سے بھرپور مدد ملا کرتی تھی اور پھر امریکہ نے ہی اسے غدار قرار دیا اور بالآخر بدی کے محور کا ایک حصہ بھی قرار دیا تھا۔جیل میں صدام کا علاج کرنے والے ڈاکٹروں نے کہا کہ صدام اپنی موت کے لئے تیار ہو چکے تھے۔انہوں نے کسی عارضہ کی کوئی شکایت بھی نہیں کی تھی۔

اپنے آخری ایام میں وہ تحریر، درختوں اور پودوں کی دیکھ بھال و آبیاری کے علاوہ پرندوں کو دانہ ڈالتے ہوئے اپنا وقت گزارا کرتے تھے۔بشمول عراق کی صورتحال کے مشرق وسطی میں حالات سنگین صورت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔امریکہ اور اسرائیل اپنے خفیہ منصوبوں پر دھیرے دھیرے عمل پیرا ہیں۔

نہ صرف عراق بلکہ فلسطین اور دوسرے آس پاس کے ممالک کو بھی گھیرے میں لے کر امریکہ اور اسرائیل نے اپنے خفیہ منصوبوں پر عمل درآمد کا سلسلہ شروع کر دیا ہے اور اس کے لئے وہ کسی بھی حد تک جا سکتے ہیں۔عراق میں جو حالات ہیں وہ ساری دنیا پر عیاں ہیں کہ وہاں کس طرح سے انسانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹا جا رہا ہے، سینکڑوں افراد کے اغوا کے واقعات وہاں معمول کی بات ہے۔روزانہ قتل وخون کا سلسلہ جاری ہے اور امریکہ و اتحادی افواج وہاں محض تماشائی بنے ہوئے ہیں اور اکثر موقعوں پر تو معصوم و نہتے عراقیوں کی ہلاکت انہیں فوجیوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔یہی فوج ہے جو عراق میں شیعوں اور سنیوں کے مابین اختلافات کو بڑھاوا دے رہی ہے اور ان دو اہم فرقوں کے مابین خلیج بڑھا رہی ہے۔کیونکہ امریکا اور اس کے اتحادی ممالک کو یہ یقین ہے کہ ان کے خفیہ مقاصد کی تکمیل اسی وقت ممکن ہو سکتی ہے۔جب ان فرقوں میں نفاق پیدا کر دیا جائے اور انہیں آپس میں دست و گریبان کر دیا جائے۔امریکہ یہاں اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے ہر طرح کی جدوجہد تو کر رہا ہے لیکن اسے کامیابیاں آسانی سے ملتی نظر نہیں آ رہیں۔ جہاں عراقی عوام کی ہلاکتوں کا سلسلہ جاری ہے وہیں خود امریکی فوج کی خاطر خواہ تعداد یہاں حملوں کی زد میں آتی جا رہی ہے۔ان فوجیوں کا بھی اغواء ہو رہا ہے اور انہیں بھی زخمی ہو کر شفا خانوں میں داخل ہونا پڑ رہا ہے۔ان حالات کے باوجود امریکی صدر جارج بش

Marfat.com

آج بھی عراق کی پالیسی کو بدلنے کے موڈ میں نظر نہیں آتے اور وہ کسی نہ کسی طرح یہاں اپنے مفادات کی تکمیل چاہتے ہیں۔ اس کے لئے امریکی فوجیوں کی ہلاکت کو بھی وہ قبول کرنے کو تیار ہیں مگر صدام کی پھانسی کے بعد انہوں نے عراق پر نئی پالیسی کی تیاری کا اعلان ضرور کیا ہے۔

جہاں امریکی خارجہ انتظامیہ اور جارج ڈبلیو بش عراق میں استحصال کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں وہیں انہوں نے فلسطینیوں کے استحصال کے لئے یہودی مملکت اسرائیل کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ اسرائیل فلسطین میں خود وہاں کی منتخب حکومت کو کام کرنے سے روک رہا ہے۔ فلسطین کو واجب الادا ٹیکس کی رقم روک کر حکومت اور عوام کا دانہ پانی روکنے کی ناپاک سازش ہو رہی ہے اور سارے فلسطین میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی تک ممکن نہیں رہی۔ اب وہاں اسرائیل کی عدالت نے اپنی فوج کو ''ٹارگٹ کلنگ'' کی اجازت بھی دے دی ہے۔ آب دیکھنا یہ ہے کہ قتل کے اس لائسنس کا اسرائیلی فوج کس طرح استعمال کرتی ہے۔ حماس کی زیر قیادت اسماعیل ہانیہ حکومت اور صدر محمود عباس کے فتح گروپ کے مابین خلیج کو بڑھا کر یہاں بھی اسرائیل اپنے مفادات کی تکمیل کر رہا ہے۔ وزیر اعظم اسماعیل ہانیہ کو غزہ میں داخل ہونے سے روک دیا گیا جب کہ وہ بیرونی ملکوں کا دورہ کرنے کے بعد واپس آ رہے تھے۔ اسرائیل کا شبہ ہے کہ وہ لاکھوں ڈالر کی رقم اپنے ساتھ لائے ہیں تاکہ اسرائیلی معاشی ناکہ بندی کو بے اثر کر دیں۔ یہ اسرائیل کی ہٹ دھرمی کی منہ بولتی تصویر ہے اور امریکہ، جو دنیا بھر کے عوام کے حقوق کا علمبردار بنا پھرتا ہے اسرائیل کی اس جارحیت کی حمایت کر رہا ہے اور اسے غذا اور ادویات کے لئے ترستے فلسطینی عوام کا کوئی خیال نہیں ہے۔ یہ اسرائیل کے ساتھ امریکا کی دوغلی پالیسی اور دوہرے معیار کا جیتا جاگتا ثبوت ہے اسرائیل ہو یا امریکہ، دونوں نے یہاں اپنے اپنے مفادات کا تحفظ کرنے کے لئے طویل مدتی منصوبے تیار کئے ہیں اور ان منصوبوں کی تکمیل یا ان پر عمل داری کو یقینی بنانے کے لئے وہ کسی بھی حد تک جا سکتے ہیں جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اسرائیل نے گزشتہ دنوں اعلان کر دیا کہ وہ

Marfat.com

صدام حسین کی ایک یادگار تصویر۔

Marfat.com

نیوکلیئر ہتھیاروں کا حامل ہے۔اسرائیل اس اعلان کے ذریعہ علاقہ کے دوسرے ملکوں کو مرعوب کرنا چاہتا تھا حالانکہ سبھی اس بات سے واقف ہیں کہ یہودی مملکت بہت پہلے سے نیوکلیئر ہتھیاروں کی حامل ہے اور خود امریکہ نے اس کے نیوکلیئر پروگرام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں اہم رول ادا کیا ہے۔

مشرق وسطیٰ کے حالات اس قدر سنگین ہو گئے ہیں کہ کسی بھی وقت یہاں ناقابل کنٹرول صورتحال پیدا ہوسکتی ہے۔امریکہ اور اسرائیل کو ان کی جارحیت سے روکتے ہوئے یہاں کے معصوم عوام کی ضروریات کی تکمیل کو اولین ترجیح دی جانی چاہیے۔فلسطین میں خواتین اور معصوم بچوں کی حالت انتہائی ابتر ہے اور دو وقت کی روٹی اور دواؤں کے لئے محتاج کر دیئے گئے ہیں اور حکومت ان کی ایک وقت کی مدد کے بھی قابل نہیں رہی۔ موجودہ حالات میں ایران نے حماس حکومت کی اپنے طور پر ممکنہ مدد کی ہے جب کہ علاقہ کے دوسرے ملکوں اور عرب حکومتوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے فلسطینی بھائی بہنوں کی اس مشکل گھڑی میں آگے آ کر مدد کریں۔اس کے علاوہ یہاں امریکا کی سامراجیت اور صہیونی اسرائیل کے عزائم کو ناکام بنانے کے لئے آپس میں متحد ہو جائیں ورنہ خود اس خطے کے دوسرے ملکوں کا مستقبل بھی محفوظ نہیں رہ سکتا کیونکہ امریکہ ہو یا اسرائیل یہ کبھی بھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہوسکتے اور ایک مسلم ملک کا سہارا لے کر دوسرے کو ختم کرنا ان کا وطیرہ رہا ہے اور یہ آئندہ بھی ایسا کر سکتے ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ خطے کے مسلم ملک اس بات کو سمجھیں اور اپنی صفیں درست کر لیں۔

عراقی وزیر اعظم نوری المالکی وزیر اعظم کے عہدے پر دوسری میعاد کے لئے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے ،ان کی خواہش ہے وہ پہلی میعاد کے ختم ہونے سے قبل ہی سبکدوش ہو جائیں ان کا دعویٰ ہے کہ وہ ملک میں جاری مسلکی تشدد کے واقعات سے بیحد غمگین ہیں۔وال اسٹریٹ جرنل کو دیئے گئے ایک انٹرویو کے دوران جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا وزیر اعظم کے عہدے کے لئے دوسری میعاد میں دلچسپی رکھتے ہیں تو انہوں نے فوری جواب دیا، ناممکن ،واضح ہو کہ ان کے عہدے کی میعار چار سال ہے تاہم اس میں مزید تخفیف ہوسکتی ہے۔

Marfat.com

۔انہوں نے عراقی شورش سے نہایت دھیمے انداز میں نمٹنے والی امریکی قیادت اور عراقی افواج کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ دریں اثنا امریکی صدر جارج بش عراق میں امریکی افواج کی تعداد بڑھانے کا اعلان کر چکے ہیں۔صدام حسین کو پھانسی دیئے جانے کے بعد مسلکی تشدد میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔صدام حسین کو پھانسی دیئے جانے کے مناظر کی ویڈیو بھی خفیہ طور پر جاری ہوئی ہے۔نوری المالکی ایک شیعہ ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ عراق کے حالات ضرور خراب ہیں تاہم ملک خانہ جنگی کا شکار ہرگز نہیں ہے۔انہوں نے کہا کہ عراق میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ ایک گروہی دہشتگردوں کی جنگ ہے جس سے نمٹنے کے لئے ایک مضبوط فوج کی ضرورت ہے جو ان حالات سے تیزی کے ساتھ نمٹ سکے جس کے لئے عراقی فوجی کمانڈروں کو زیادہ سے زیادہ اختیارات دیئے جانے کی ضرورت ہے۔

اقوام متحدہ کے نئے سیکریٹری جنرل بان کی مون اپنے عہدے کے جائزے کے پہلے ہی روز ایک تنازعہ میں پھنس گئے جس کے بارے میں مبصرین کا خیال ہے کہ صدام کو سزائے موت پر اقوام متحدہ کے موقف کی وضاحت نہیں ہو سکی۔واضح ہو کہ صدام حسین کو پھانسی دیئے جانے کے معاملہ پر جب انہوں نے بیان دینا شروع کیا تو اخباری نمائندوں کی بار بار توجہ دلانے اور کوششوں کے باوجود انہوں نے اس بارے میں کوئی وضاحت نہیں کی کہ وہ سزائے موت کے خلاف ہیں۔ بعدازاں پریس کانفرنس کے دوران ان کے ترجمان مائیکل مونٹاس کو کئی سوالات کا سامنا کرنا پڑا۔اخباری نمائندے ان سے یہ جاننا چاہتے تھے کہ آیا سزائے موت سے اقوام متحدہ کی پالیسیوں میں تبدیلی واقع ہوئی ہے۔مسٹر مونٹاس نے کہا کہ پالیسیوں میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے تاہم اس بارے میں انہوں نے بھی کوئی وضاحت نہیں کی کہ مسٹر مون سزائے موت کے حامی ہیں یا مخالف ہیں۔مسٹر مون کا اخباری نمائندوں کے ساتھ یہ پہلا ان کاونٹر تھا اور انہوں نے صدام حسین کی پھانسی کے بجائے ان کے ظلم وستم پر روشنی ڈالنی شروع کر دی اور کہا کہ یہ ہر رکن ملک کی ذمہ داری ہے کہ وہ کسی بھی قانون کے انسانی پہلوؤں کو بھی مدنظر رکھیں مذکورہ معاملہ اس وقت زیر بحث آیا۔جب سابق سیکریٹری جنرل کوفی عنان نے پھانسی کی شدید

Marfat.com

مذمت کی جب کہ مسٹر مون نے کہا کہ صدام حسین نے اپنے عوام پر بے انتہا ظلم وستم ڈھایا جن کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔انہوں نے کہا کہ ہمیں صدام حسین کے جرائم کے شکار افراد کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ نئے سیکریٹری جنرل بان کی مون نے انتظامی اصلاحات پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اقوام متحدہ جیسے ادارے میں عالمی برادری کی توقعات کو پورا کرنے کے لئے اصلاحات کی سخت ضرورت ہے۔اپنے عہدے کا جائزہ لینے کے بعد دفتر میں حاضری کے پہلے روز انہوں نے اقوام متحدہ کے اسٹاف ارکان سے کہا کہ وہ اس عالمی ادارے کو مزید متحرک بنانے کے لئے ان کے ساتھ بھرپور تعاون کریں تا کہ عالمی برادری کی توقعات پر پورا اترا جا سکے۔انہوں نے کہا کہ ہم تسلسل کے ساتھ تبدیلی پر یقین رکھتے ہیں اور عالمی برادری کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہم تیار ہیں اور تبدیلی کے خواہاں ہیں۔

Marfat.com

باب نمبر 22

عراق کا مستقبل

عراق میں فرقہ وارانہ تشدد کا بازار گرم ہے، تاہم ایسے میں بعض شیعہ سیاستدان جن میں وزراء بھی شامل ہیں ملک کی تقسیم کے مطالبے پر دباؤ میں اضافہ کر رہے ہیں۔ واشنگٹن میں بھی چند معروف شخصیات یہی بات کر رہی ہیں تو کیا عراق کا ایک متحد ریاست کے طور پر کوئی مستقبل ہے؟ ''ایک عراق سے تین بہتر'' کافی عرصے سے گردش میں ہے، البتہ اب یہ بات عراق اور واشنگٹن میں ایک نئے ولولے سے کہی جا رہی ہے۔ شیعہ سنی ہلاکتیں اس خیال کو مزید تقویت دے رہی ہیں۔ ایک معروف شیعہ رہنما عبدالعزیز حکیم بڑی شدت سے ایک شیعہ خطے کے لئے کام کر رہے ہیں جہاں سب سے زیادہ تیل کے وسائل ہیں ایک سنیئر عراقی اہلکار نے ایک خبر رساں ادارے کو نام نہ بتاتے ہوئے کہا کہ عراق کو بطور ایک سیاسی منصوبے کے ترک کر دیا گیا ہے۔ لیکن بہت سے شیعہ رہنما عراق کو متحد رکھنے کے لیے کام کر رہے ہیں۔ تاہم وزیر تعلیم خوضائی کا جو خود بھی شیعہ ہیں، کہنا ہے کہ وفاق ان تمام ''دہشت گردی'' والے علاقوں کو ان سے الگ کر دے گا جو ترقی کر رہے ہیں۔ کٹ جانے والے علاقوں سے واضح مراد بغداد کے شمال اور مغرب میں سنی اکثریتی آبادی والے خطے ہیں جب کہ جو علاقے ترقی پذیر ہیں وہ کردوں کا شمالی اور شیعوں کا جنوبی علاقہ ہے۔ امریکہ میں ایک سابق سفیر پیٹر گالبریتھ نے ''عراق کا خاتمہ'' نام سے ایک کتاب لکھی ہے

Marfat.com

ان کا کہنا ہے کہ عراق پہلے ہی ٹوٹ چکا ہے اور امریکی سپر طاقت بھی اسے اب دوبارہ نہیں جوڑ سکتی۔ایک سنیئر ڈیموکریٹ سنیٹر فوزف بیڈن بھی تقسیم کی حمایت کر رہے ہیں۔دوسری جانب اس خیال کے مخالفین بھی کافی تیز ہیں۔ان کا موقف ہے کہ عراق کی تقسیم تشدد سے لبریز ہوگی اور ضروری نہیں کہ اس سے استحکام پیدا ہو۔ان کے خیال میں کرد شمال اور شیعہ جنوب میں تیل کے وسائل پر قابض ہو جائیں گے جس سے سنی غربت کا شکار ہو جائیں گے۔

متحدہ عراق کے لئے ایک خطرہ ایران، شام، سعودی عرب اور ترکی کا مداخلت کی جانب مائل ہونا ہے، جو بات کردوں کے لئے اچھی ہو ضروری نہیں عراق کے لئے ویسی ہی ہو۔عراق کا مستقبل زمینی حقائق اور واقعات پر منحصر ہے نا کہ سیاستدانوں کی تقاریر پر۔عراق کے صدر جلال طالبانی نے کہا ہے کہ اگر ایران اور شام عراق میں استحکام لانے کی کوششوں میں مدد کریں تو ملک میں جاری تشدد مہینوں میں ختم ہو سکتا ہے۔عراقی صدر نے بی بی سی سے بات کرتے ہوئے کہا کہ اگر ایران اور شام، عراق میں امن کی کوششوں میں شامل ہو جائیں تو یہ دہشت گردی کی کارروائیوں کے اختتام کا آغاز ثابت ہوگا۔عراق کی صورت حال میں بہتری کی کوششوں میں شام اور ایران کی ممکنہ شمولیت کا عندیہ امریکی ماہرین کے اس پینل میں بحث کے بعد سامنے آیا ہے۔جو اطلاعات کے مطابق اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ عراق کے لئے امریکی حکمت عملی میں بڑی تبدیلی لانے کی ضرورت ہے اس پینل کی سربراہی سابق امریکی وزیر خارجہ جیمز بیکر کر رہے ہیں جن کے بارے میں پتہ چلا ہے کہ وہ یہ بھی غور کر رہے ہیں کہ امریکی فوج کا عراق میں رہنا صورت حال کی بہتری میں مدد نہیں ہو سکتا۔

بی بی سی کے مطابق جیمز بیکر جو گزشتہ خلیجی جنگ میں امریکہ کے وزیر خارجہ تھے اور بش خاندان کے قریبی سمجھے جاتے ہیں عراق کی صورت حال پر پریشان ہیں۔تاہم عراقی صدر جلال طالبانی کا کہنا تھا کہ انہیں اس بات سے کوئی پریشانی نہیں کہ جیمز بیکر کا پینل اس بات کی سفارش کر سکتا ہے کہ عراق سے امریکی فوج اور اس کے اتحادیوں کو جلد واپس بلایا جائے۔انہوں نے بی بی سی کے جم میور کو بتایا" مجھے یقین ہے کہ عراق سے

Marfat.com

سابق عراقی صدر صدام حسین، فلسطینی رہنما یاسر عرفات کے ساتھ۔ ایک یادگار تصویر

Marfat.com

جلدی نکلنے کا فیصلہ کوئی نہیں کرے گا۔ جیمز بیکر کا کمیشن غور کر رہا ہے کہ عراق کے لئے امریکی پالیسی میں بنیادی نوعیت کی تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔

وہ ٹاسک فورس جسے امریکی کانگریس نے عراق میں امریکی پالیسی کے اثر ونفوذ اور کامیابی کا معائنہ کرنے کے لئے کہا تھا دو مختلف امکانات پر غور کر رہی ہے جو صدر بش کی پالیسی کا الٹ ہیں۔

جیمز بیکر نے اب تک اس بات پر اصرار کیا ہے کہ ان کے پینل نے عراق کے بارے میں تا حال کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا تاہم حالیہ ٹی وی انٹرویوز کے دوران انہوں نے پینل کے ارکان کی سوچ کے بارے میں اشارہ ضرور دیا ہے۔ انہوں نے اے بی سی ٹیلی ویژن سے بات کرتے ہوئے کہا: ہمارے کمیشن کا خیال ہے کہ عراق کے لئے اعلانیہ امریکی پالیسی کی بجائے اس کے بدل موجود ہیں۔ ادھر برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیئر نے کہا کہ عراق اور افغانستان سے اتحادی افواج اس وقت تک واپس نہیں آئیں گی جب تک ان کا کام مکمل نہیں ہو جاتا۔

مہاجرین سے متعلق اقوام متحدہ کے ادارے کے مطابق تشدد میں اضافے کے باعث ہزاروں عراقی ملک چھوڑ رہے ہیں۔ اقوام متحدہ کے ادارے یو این ایچ سی آر کے مطابق مغرب میں بھی سیاسی پناہ کے لئے درخواست دینے والے عراقی شہریوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ یو این ایچ سی آر کے مطابق عراق کے اندر بھی نقل مکانی میں اضافہ ہو رہا ہے اور اس سال تین لاکھ 65 ہزار عراقی نقل مکانی پر مجبور ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے عراقی حکومت نے اندازہ لگایا تھا کہ فروری سے اب تک تین لاکھ سے زائد عراقی گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ فروری میں سمارہ میں شیعہ مسلمانوں کے مزارات پر سنی مزاحمت کاروں نے بموں سے حملہ کیا تھا۔ اس سے پہلے یو این سی ایچ آر جلا وطن عراقیوں کی وطن واپسی اور آباد کاری اور ملک میں بسنے والے غیر عراقیوں کی مدد پر توجہ دے رہی ہے۔

یو این سی ایچ آر کے مطابق گزشتہ سال پچاس ہزار کے قریب جلا وطن عراقی

Marfat.com

قریبی ملکوں سے واپس آئے تھے جب کہ اس سال یہ تعداد ایک ہزار سے نہیں بڑھ پائی۔ یو این سی ایچ آر کے ترجمان رون ریڈمنڈ نے شام کے ساتھ عراقی سرحد کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ روزانہ دو ہزار افراد وہاں آرہے ہیں جس سے ایک ماہ میں شام جانے والے عراقیوں کی تعداد چالیس ہزار سے زائد بنتی ہے۔ ایجنسی کے مطابق عراق سے شام اور اردن جانے والی عراقی شہریوں کا اندراج نہیں کیا جاتا جس سے ان دو ملکوں میں جانے والے عراقیوں کی صحیح تعداد کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اس کے علاوہ عراقی شہری ترکی، لبنان، مصر، خلیجی ریاستوں اور یورپ کو جارہے ہیں۔

عراق ایک اسلامی مملکت

دوسری طرف عراق کی سب سے بڑی سنی مزاحمتی تنظیم مجاہدین شوریٰ کونسل نے عراق میں اسلامی مملکت قائم کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ روزنامہ خلیج، نے تفصیلات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا تھا کہ مزاحمتی تنظیموں اور قبائلی سرداروں کے اتحاد سے بننے والی ''حلف الطیبین'' (نیکوکاروں کے اتحاد) یونین نے عراق میں اسلامی مملکت قائم کرنے کا اعلان کیا ہے اور اس نئی مملکت کا نام ''دولۃ العراق الاسلامیہ'' رکھا ہے۔ حلف الطیبین یونین نے 8 مزاحمتی تنظیموں کی مشاورتی کونسل، جیش الفاتحین، تنظیم جند الصحابہ، بریگیڈ انصار السنہ اور عراقی قبائل کے چند سرداروں کے ساتھ اتحاد قائم کرنے کے بعد ایک اسلامی مملکت بنانے کا فیصلہ کیا۔ مزاحمتی تنظیموں کی طرف سے جاری ہونے والے پریس بیان میں بتایا گیا کہ ہم مسلمانوں کو خوشخبری دیتے ہیں کہ اسلامی نظام کو نافذ کرنے کے لئے عراق میں اسلامی مملکت قائم کر دی گئی ہے۔ پریس بیان کے ساتھ مزاحمتی تنظیموں نے ایک ویڈیو فلم بھی جاری کی جیسے الجزیرہ ٹی وی نے نشر کیا۔ ویڈیو فلم میں اس نئی اسلامی مملکت کے ترجمان ایک نقاب پوش عراقی نے بتایا کہ عراق کے 6 صوبوں اور چند شہروں میں اسلامی مملکت قائم کر دی گئی ہے۔ اسلامی مملکت بغداد، انبار، دیالی، کرکوک، صلاح الدین اور نینوی صوبوں میں قائم کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ بابل شہر، رواسط شہر بھی اسلامی مملکت میں شامل

Marfat.com

ہیں ۔ پریس بیان میں کہا گیا کہ ان صوبوں اور شہروں کے عوام کی خواہش کے مطابق ان علاقوں میں اسلامی قوانین نافذ کر دیئے گئے ہیں ۔

اسلامی مملکت کے ترجمان نے ایک ویڈیو فلم مین کہا کہ مالکی کی کٹھ پتلی حکومت امن امان قائم کرنے میں ناکام رہی ہے اور آئے دن امریکی نواز ملیشیائیں مسلمانوں کا قتل عام کر کے ان کی نسل کشی کر رہی تھیں ۔ دوسری طرف امریکہ نواز حکومت نے عراق کو تقسیم کرنے کی خاطر خود مختار حکومتیں قائم کرنے کے لئے ایک قرار داد پاس کی ہے۔ امریکیوں سے مل کر شمالی عراق میں اپنا ملک بنا رہے ہیں جب کہ جنوبی عراق میں مالکی نے صوبائی خود مختار حکومتیں قائم کرنے کی قرار داد پاس کروا کر عراق کو تین ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کی سازش کی ہے ۔ اسلامی مملکت کے ترجمان نے کہا کہ ان حالات میں مزاحمت کاروں پر واجب تھا کہ وہ عراقی عوام کو محفوظ بنانے اور ملک میں امن وامان قائم کرنے کے لئے اسلامی مملکت قائم کریں تاکہ شہداء کی قربانیاں رائیگاں نہ جائیں اور نہ ہی ملک میں خون خرابہ ہونے کا کوئی فتنہ باقی رہ جائے ۔

بی بی سی (عربی) کے مطابق اسلامی مملکت کے ترجمان نے کہا کہ ہم مسلمانوں کو خوشخبری دیتے ہیں کہ عراقی عوام کو محفوظ ترین بنانے کے لئے عراق میں اس طرز کی اسلامی مملکت قائم کر دی گئی ہے جس طرح کی پیغمبر اسلام ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کر کے اسلامی مملکت قائم کی تھی ۔

اسلامی مملکت کے قیام کے مقصد کا ذکر کرتے ہوئے ترجمان نے بتایا کہ امارت اسلامیہ قائم کرنا اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے جدوجہد کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے ۔ پریس بیان میں کہا گیا کہ امارت قائم واجب ہے اور اس فرض کی ادائیگی سے غافل ہونا ایک کبیرہ گناہ ہے پریس بیان میں بتایا گیا کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا کہ اگر زمین کے کسی حصہ میں صرف تین مسلمان ہی کیوں نہ ہوں تو ان کے لئے بھی واجب ہے کہ وہ اپنے سے ایک آدمی کو امیر بنائیں ۔ پریس بیان میں کہا گیا کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے کفار اور تمام اہل کتاب کی گھناؤنی سازشوں کے باوجود مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے اسلامی مملکت قائم

Marfat.com

سابق صدر صدام حسین عراقی کابینہ کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے۔

Marfat.com

کی۔ آج عراق میں بھی مجاہدین نے کفار اور ان کے حامیوں کی گھناؤنی سازشوں کے باوجود اسلامی مملکت قائم کی ہے۔

لندن سے شائع ہونے والے عربی روزنامہ ''قدس عربی'' کے مطابق پریس بیان میں بتایا گیا کہ عراق میں اسلامی مملکت قائم کرنے والوں کے پاس اس فلسطینی حکومت سے زیادہ پاور اور اختیارات ہیں جس کی حکومت کو دنیا کی اکثریت نے تسلیم کیا اور اس حکومت کے اختیارات سنبھالنے کے باوجود اسرائیل جب چاہتا ہے جسے چاہتا ہے گرفتار کر لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے چھوڑ دیتا ہے۔ اس فلسطینی حکومت کے برعکس عراق میں موجود ہمارے علاقے میں امریکی قابض افواج کے فوجی آتے ہیں تو ہم ان میں سے اکثر کو خون میں نہلا کر واپس بھیجتے ہیں۔

پریس بیان میں امریکہ کو خبردار کرتے ہوئے کہا گیا کہ قابض افواج اور ان کے حامیوں کو چاہیے کہ وہ یہ جان لیں کہ مسلمان کا خون سستا نہیں بلکہ بہت مہنگا اور قیمتی ہے۔ آج کے بعد کسی نے اسلامی مملکت میں شامل شہروں پر حملہ کر کے مسلمانوں کا خون بہانے کی کوشش کی تو ہم اسے دوگنا اور تباہ کن جواب دیں گے۔ قابض افواج کو چاہیے کہ وہ یہ جان لیں کہ بغداد دارالخلافہ ہے، اسے ہمارے آباواجداد نے بنایا ہے اور یہ ہمارے ہاتھوں سے صرف اسی وقت نکل سکتا ہے جب ہماری لاشوں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ پریس بیان میں قبائلی سرداروں، شہریوں سے اپیل کی گئی کہ وہ امیر المومنین شیخ ابو عمر بغدادی کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس مملکت کو مضبوط بنانے میں مدد دیں۔ پریس بیان کے آخر میں دنیا بھر کے مسلمانوں سے اپیل کی گئی کہ وہ اپنی زبان سے لے کر خون تک ہماری مدد کریں کیونکہ اللہ کے بعد ہماری امیدیں آپ مسلمانوں سے وابستہ ہیں اور آپ ہی ہماری قوت کا سرچشمہ ہیں۔ اس لئے آپ سے اپیل کی جاتی ہے کہ آپ ہماری مدد کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور ہمارا دفاع کریں۔

عراق میں اسلامی حکومت قائم ہونے کے اعلان کو کئی روز گزر جانے کے باوجود امریکی حکومت اور ان کے حامیوں کی طرف سے کوئی ردعمل سامنے نہیں آیا۔ مزاحمت

Marfat.com

کاروں کا اسلامی مملکت کا اعلان کرنا امریکی فوج کی بہت بڑی ناکامی ہے اور اسلامی مملکت کے اعلان نے امریکہ کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا ہے امریکہ عراق کو تین حصوں میں تقسیم کرنا چاہتا تھا تا کہ نومبر میں ہونے والے کانگریس کے انتخابات سے پہلے امریکی فوجیوں کو عراق سے واپس بلایا جا سکے۔ اس منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے عراقی حکومت سے خودمختار حکومتیں قائم کرنے کی قرارداد پاس کرائی جس کی بدولت کرد شمالی عراق میں اور شیعہ جنوبی عراق میں جب کہ سنی وسطی عراق میں اپنے اپنے ملک بنالیں گے۔ سنیوں کو حکومت تشکیل دینے پر راضی کرنے کے لئے امریکی وزیر خارجہ کنڈولیزا رائس نے سعودی حکام کو حکم دیا تھا کہ وہ عراقی سنی وفد کو سعودیہ بلا کر اپنی حکومت قائم کرنے پر رضامند کریں۔ سعودی حکام نے عراقی سنیوں کی ایک سیاسی تنظیم کے سربراہ شیخ حارث ضاری کو سعودیہ بلایا اور ان سے ملاقات کر کے انہیں حکومت تشکیل دینے پر رضامند کر رہے تھے کہ مزاحمتی تنظیموں نے اسلامی مملکت قائم کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس طرح تمام امریکی منصوبہ خاک میں مل گیا اور عراق میں امریکی فوج کی موجودگی جن مقاصد واہداف کے لئے تھے ان میں وہ بہت بری طرح ناکام ہوئی۔

امریکی صدر بش نے اسلامی مملکت کے اعلان سے چند روز پہلے یعنی 11 اکتوبر کو وائٹ ہاوس میں تقریر کرتے ہوئے ایک ہی جملہ تین مرتبہ دہرایا کہ ''عراق میں امریکی فوجیوں کی موجودگی صرف اس لئے ہے کہ دہشت گردوں کو خلافتِ اسلامیہ جیسی مملکت قائم کرنے سے روکا جا سکے۔ بش نے اپنے خطاب میں مزید کہا کہ ''دہشت گرد خلافت آئیڈیالوجی کو پھیلانا چاہتے ہیں اور ایک ایسی مملکت قائم کرنا چاہتے ہیں جس میں آزادی اور لبرل ازم نام کی کسی چیز کا کوئی تصور نہ ہو۔ امریکی صدر بش نے کہا کہ خلافت اسلامیہ کے طرز پر انتہا پسندوں کی مملکت قائم ہونے سے امریکی و یورپی ممالک کے مفادات اور سلامتی کو شدید خطرہ لاحق ہو جائے گا۔

امریکی صدر بش کے اس بیان کو دیئے ابھی چند دن ہی ہوئے تھے کہ عراق مزاحمت کاروں نے اسلامی مملکت قائم کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس اعلان سے امریکی

Marfat.com

حکومت سکتہ میں آگئی اور سات دن گزر جانے کے باوجود اب تک امریکہ اور اس کے حامیوں نے اسلامی مملکت کے حوالے سے کوئی بیان جاری نہیں کیا۔ امریکی فوجی حکام کی خاموشی سے ثابت ہوتا ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو مملکت قائم کرنے کے اعلان سے شدید جھٹکا لگا ہے اور ان کے پاس اب صرف شکست قبول کرنے یا پھر خاموش رہ کر فوجیوں کو مروانے کے علاوہ تیسرا کوئی راستہ نہیں رہ گیا۔

الٹی ہو گئیں سب تدبیریں

سوویت یونین کی شکست وریخت کے بعد 1990ء کی دہائی کے آغاز میں امریکہ کے احساس فتح میں زبردست اضافہ ہوا۔ 1940 کی دہائی میں فاشسٹ چیلنج کو شکست دینے کے بعد لبرل کیپٹلزم نے اپنے آخری حریف 'عالمی کمیونزم' کو بھی مات دے دی۔ فرانسس فوکو یوہاما نے میدان مارنے کے اس احساس کو مغرب کی قیادت میں بنی نوع انسان کی ''تاریخ کا اختتام'' قرار دے دیا۔

جیت کے اس خمار نے بہت جلد عالمی نظام تبدیل کرنے کی سوچ کو جنم دیا۔ چند برسوں کے اندر اندر سرمایہ داری نظام کے بڑے مراکز نے اکثر اقوام کی خودمختاری کو اپنے شکنجوں میں جکڑ لیا جنہوں نے 1930ء کے عشرے اور اس کے بعد مختلف مراحل میں آزادی حاصل کی تھی۔ بالادستی کی اس تازہ لہر میں زیردست اقوام کو نوآبادی بنانے کے بجائے واشنگٹن نے یہ طے کیا کہ ان کی معیشت کے قواعد وہ خود وضع کرے گا۔ اس حکمت عملی کے تحت اضافی اہمیت کے حامل اکثر ممالک کو مجبور کیا جانے لگا کہ وہ اپنے دروازے بیرونی سرمایہ کاری کے لئے کھول دیں، اپنی معیشت کی نجکاری کریں، اپنے پہلے منصوبے منسوخ اور فلاحی نظام ترک کر دیں۔ ان جبری اقدامات کے نتیجے میں ان ممالک کی اوپن ڈور (Open Door) معیشتیں انیسویں صدی کا نقشہ پیش کرنے لگیں۔

یہ اقتصادی برتری امریکہ کے دونوں قدامت پرست ٹولوں کے لئے کافی نہیں تھی ان میں سے پہلا ڈک چینی، رمسفیلڈ اور بولٹن کی قیادت میں غیر معمولی قوم پرستوں

Marfat.com

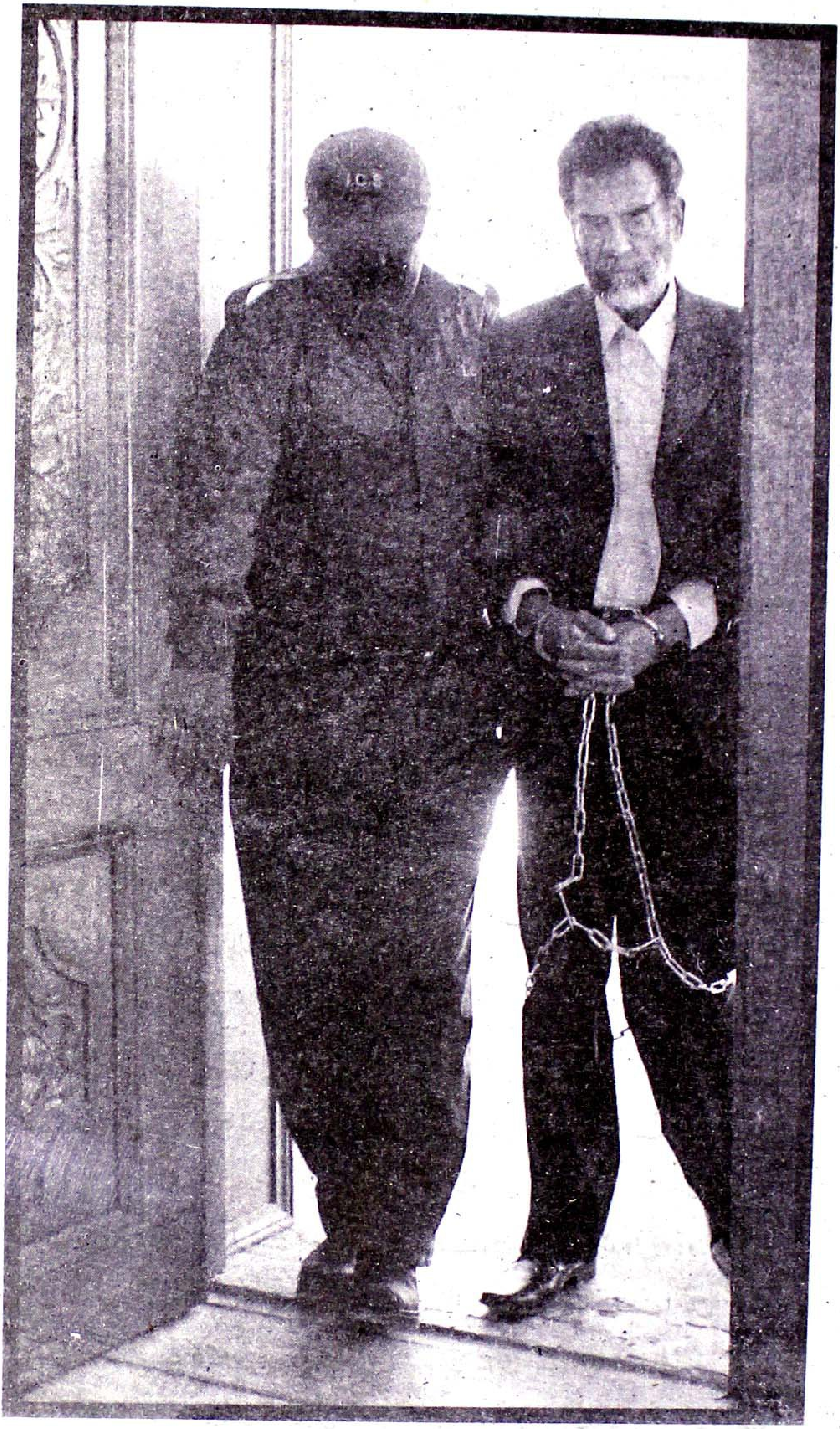

صدام حسین کو کمرہ عدالت میں لایا جا رہا ہے۔

Marfat.com

اور دوسرا اولفووٹز، فیتھ اور پرل کی سرکردگی میں زایو کانز (ziocons) کا تھا۔ موخرالذکر گروہ کو یہ نام جیمز پطرس نے دیا۔ ان دونوں ٹولوں کی خواہش تھی کہ سوویت یونین کے خاتمے کے بعد امریکہ کو یک قطبی سپر پاور بننے کا جو موقع ملا ہے وہ اس سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے پوری دنیا پر اپنے سیاسی غلبے کو ناقابل واپسی بنالے۔ (Ultra-Nationalisits)

نوقدامت پسندوں (نیوکانز) کے منصوبے کے دو اجزا تھے۔ پہلا یہ کہ امریکہ اپنی فوجی برتری کو اس نقطے تک پہنچا دے کہ دنیا کے کسی بھی حصے میں اس کا کوئی ممکنہ حریف اس کی اس بالادستی کو چیلنج کرنے کی جرأت نہ کرسکے۔ اس جزو میں یہ بھی شامل تھا کہ امریکہ بین الاقوامی قوانین کو پس پشت ڈالتے ہوئے کسی بھی ایسے ملک کے خلاف جنگ شروع کردے جو اس کے اقتصادی یا سیاسی مفادات کے خلاف کام کررہا ہو۔

یہ بھی طے کیا گیا کہ اس منصوبے کی پہلی آزمائش مشرق وسطی میں کی جائے گی۔ یہ وہ نقطہ تھا جس پر انتہائی قوم پرست اور زایو کانز اکٹھے ہوگئے۔ پہلے گروہ کی خواہش تھی کہ دنیا بھر کے تیل کے منافع پر مکمل کنٹرول حاصل کرکے اوپیک (Opec) کو تباہ کرکے یورپ، جاپان اور چین کو یرغمال بنالیا جائے۔ دوسرا گروپ یعنی زایو کانز یہ چاہتے تھے کہ مشرق وسطی میں اسرائیلی بالادستی کی مزاحمت کرنے والے بچے کھچے چند مراکز کو بھی نابود کردیا جائے۔۔۔ ان میں عراق، ایران اور شام سرفہرست تھے۔

لیکن ان منصوبوں پر عملدرآمد کو ملتوی کرنا پڑا کیونکہ سابق صدر بل کلنٹن انہیں پوری طرح اپنانے پر آمادہ نہ ہوئے۔ پھر بھی عراق پر پابندیاں عائد کرنے سے وہ بنیاد فراہم ہوگئی جسے نوقدامت پسند بعد میں مکمل عملی جامہ پہنا سکتے تھے۔ 2000ء کے انتخابات میں جارج ڈبلیو بش کے صدر منتخب ہونے سے نوقدامت پسندوں کو دوبارہ پہلی پوزیشن حاصل ہوگئی۔ اب وہ کسی ایسے مرحلے کا انتظار کرنے لگے جس سے انہیں مشرق وسطی میں جنگ کرنے کا موقع مل جائے۔ بالآخر نائن الیون کے واقعات رونما ہوگئے جو ان کے لئے پرل ہاربر پر حملے کا متبادل ثابت ہوئے اور انہوں نے انہیں امریکہ کو ایک

Marfat.com

ابدی عالمی سلطنت بنانے کے لئے استعمال کرنے کا تہیہ کر لیا۔ حاشیہ نشین اقوام پہلے ہی سوویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد ناتواں ہو چکی تھیں ۔اور ان میں جن ممالک نے مزاحمت کی یا اسرائیل کے ساتھ پرامن رہنے سے انکار کیا انہیں بدمعاش ریاستیں قرار دے کر بلیک لسٹ کر دیا گیا۔ سابق سوویت یونین اور مشرقی یورپ کی کمیونسٹ معیشتیں اس قدر کمزور ہو گئیں کہ ان کی آبادیوں کی اوسط عمریں کم ہونے لگیں ۔تیسری دنیا کے ترقی پذیر ممالک کے اقتصادی حالات بھی دگرگوں ہو گئے ۔عالمی مالیاتی اداروں کی جکڑ بندیوں کے باعث وہ تباہی کے کنارے تک پہنچ گئے یہاں تک کہ 1997ء میں جنوب مشرقی ایشاء کی ''معجزانہ معیشتیں'' وال سٹریٹ اور آئی ایم ایف کے اشاروں میں پستی کو چھوتی ہوئی دکھائی دینے لگیں۔

نائن الیون کے بعد ان ممالک کی حالت اور بھی ابتر ہو گئی ۔نو قدامت پسندوں نے دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ کے بہانے پر امریکی تسلط قائم کرنے کے منصوبے کا آغاز کر دیا۔ امریکہ نے اپنے عالمی غلبے کے خلاف ہر مزاحمت کو دہشت گردی کا نام دینا شروع کر دیا جس سے اسرائیل کو زبردست فائدہ پہنچا۔ اب امریکہ نے کرہ ارض کے کسی بھی حصے میں پیشگی جنگ شروع کرنے کا از خود لائسنس حاصل کر لیا ۔صرف یہی نہیں بلکہ اس نے اپنی حامی علاقائی طاقتوں اور آمر حکمرانوں کو بھی دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ کی آڑ میں حقوق انسانی پامال کرنے کی کھلی چھٹی دے دی۔

چنانچہ 9 اپریل 2003ء کو بغداد پر قبضہ کرنے کے چند ہفتے بعد ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اب امریکہ پوری دنیا کو تاخت و تاراج کرتا چلا جائے گا۔ ایران ،شام اور شمالی کوریا اپنی حکومتیں گرنے کے دن گننے لگے ۔اسرائیل نے فلسطینیوں کی مکمل تباہی کی تیاری کر لی۔ پاکستان سے کہا گیا کہ وہ اپنے جوہری ہتھیار ختم کر دے ورنہ اسے بمباری کر کے پتھر کے زمانے میں پہنچا دیا جائے گا۔ یہ طے کر لیا گیا کہ تھوڑے ہی عرصے میں مصر اور سعودی عرب کو بھی چھوٹی دست نگر ریاستوں میں تبدیل کر دیا جائے گا علاقے میں موجود تیل کے ذخائر کی نجکاری کرا کے سستے داموں امریکی کارپوریشنوں کے ہاتھوں فروخت کر دیا جائے

Marfat.com

گا اور آخر میں مشرق وسطیٰ کے تیل کے منبعوں پر امریکہ کی گرفت مضبوط بنا کر یورپ، چین اور جاپان کو امریکی غلبے کا اسیر بنا لیا جائے گا۔

عراق پر حملے کے چند ہفتوں بعد نو قدامت پسندوں نے یہ خواب دیکھنا شروع کر دیا کہ اب دنیا ان کے زیر نگیں آنے والی ہے اور امریکی صدی کا آغاز ہو چکا ہے۔ لیکن قدرت کی کارستانی دیکھئے کہ ان کے خواب بکھر گئے اور صرف چند ہزار عراقیوں نے امریکیوں کو اپنی فتح کا پھل کھانے سے روکنے کا عزم کر لیا۔ اپریل 2003ء کے وقت سے تلاطم خیز واقعات رونما ہو رہے ہیں لیکن ان کی سمت نو قدامت پسندوں کے منصوبوں کے مطابق نہیں ہے۔ حملے کے تین برس بعد امریکہ عراق میں گہری مشکلات کا شکار ہو چکا ہے اور اس کے قدم اکھڑ رہے ہیں۔ نائن الیون کے حملوں سے جہاں عرب دنیا کی گلیوں اور بازاروں میں چہل پہل ختم ہو کر رہ گئی تھی وہاں امریکی افواج بھی بغداد، فلوجہ، نجف، رماوی اور بصرہ کی سڑکوں پر آزادی سے چل پھر نہیں سکتے۔ عراق پر حملہ اور اس کا ردعمل زمین کو جھنجوڑ کر رکھ دینے والا ایک واقعہ تھا جس کے نتائج کی تمام تہیں عیاں ہونا ابھی باقی ہیں۔

ایران میں حکومت تبدیل کرنے کا امریکی منصوبہ ناکام ہو چکا ہے اور اس کے برعکس اب ایرانی اپنی حالیہ تاریخ میں سب سے زیادہ مضبوط پوزیشن میں آ چکے ہیں۔ صدیوں میں پہلی بار ان کا اثر ورسوخ عراق اور افغانستان کے اندر تک وسیع ہو چکا ہے۔ جہاں وہ امریکی تسلط کو نقصان پہنچانے کی اہلیت حاصل کر چکے ہیں۔

مزید برآں ایران نے ایسے میزائل بھی تیار کر لئے ہیں جن سے وہ خلیج میں جہازوں کی آمد و رفت بند کرنے کے علاوہ عرب امارات کی تیل کی تنصیبات کو نشانہ بنا سکتا ہے اور اسرائیل کے اندر تک حملہ کر سکتا ہے۔ اس طرح امریکہ نے خود اپنی حماقتوں کے سبب مشرق وسطیٰ میں اپنے آپشن ڈرامائی طور پر کم کر لیے ہیں۔

جولائی 2006ء میں اسرائیل نے حزب اللہ کو تباہ کرنے اور لبنان میں خانہ جنگی شروع کرا کے ایران اور شام کو کمزور کرنے کا منصوبہ بنایا لیکن وہ دونوں اعتبار سے ناکام ہو گیا، وہ حزب اللہ کو خاطر خواہ نقصان نہ پہنچا سکا۔ 1967ء میں تین عرب ممالک

Marfat.com

ایک عرب ٹی وی چینل پر صدام حسین کو پھانسی دیئے جانے کا منظر دکھایا جا رہا ہے۔

Marfat.com

کی افواج کے برعکس حزب اللہ نے ایسا جواب دیا جس کے باعث شمالی اسرائیل میں زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی 40 سے زائد اسرائیلی ٹینک تباہ ہوئے اور حزب اللہ اسرائیل انٹیلی جنس میں نقب لگانے میں کامیاب ہوگئی۔اس جنگ کا سب سے اہم پہلو یہ سامنے آیا کہ حزب اللہ کے مجاہدین نے اس مفروضے کی دھجیاں اڑا دیں کہ اسرائیل ناقابل شکست ہے۔

ان واقعات سے امریکہ کے عرب اتحادی ممالک کو بھی شدید دھچکا پہنچا۔عراق میں امریکہ کی شکست اور وہاں سے افواج واپس بلانے سے پیدا ہونے والی صورتحال سے خوفزدہ ہو کر وہ کھل کر علاقے میں اسرائیلی عزائم کا ساتھ دینے پر مجبور ہو رہے ہیں۔سعودی عرب مایوس ہو کر اپنے تیل کی دولت مسلمانوں کے مابین خانہ جنگی کو ہوا دینے پر خرچ کرنے کے لئے تلا ہوا ہے۔

امریکی افواج کے عراقی دلدل میں پھنس جانے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے لاطینی امریکہ اپنے آپ کو امریکی غلبے سے آزاد کر رہا ہے۔ پیرو، بولیویا اور نکاراگوا میں ایسی حکومتیں قائم ہو چکی ہیں جن کے امریکہ کے ساتھ دوستانہ تعلقات نہیں ہیں۔وینزویلا میں بولیویرین انقلاب زور پکڑ رہا ہے۔میکسیکو میں بایاں بازو جیتنے کے قریب تھا کہ اس کی فتح کو شکست میں تبدیل کر دیا گیا۔کیوبا واضح کر رہا ہے کہ وہ کاسترو کے بغیر بھی اپنی روش برقرار رکھ سکتا ہے۔

لاطینی امریکہ کے سیاسی نقشے پر یہ تبدیلیاں مسلمہ طور پر ان رجحانات کا نتیجہ ہیں جن کا آغاز 1980ء کے عشرے میں از سر نو آزاد پالیساں اپنانے سے ہوا تھا۔مزید برآں اس دفعہ لاطینی امریکہ میں تحریک مزاحمت کے پیچھے مقامی آبادی کی یہ شدید خواہش بھی کارفرما ہے کہ ان پر سترہویں صدی میں نوآبادیاتی دور کے آغاز پر جس نوآباد اشرافیہ کو مسلط کر دیا گیا تھا اس سے ہر صورت میں نجات حاصل کی جائے۔ابھی یہ کہنا مشکل ہے کہ اگر امریکہ عراق کی دلدل سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا تو آیا وہ ان تبدیلیوں کی اجازت دے دے گا۔

غیر متوقع طور پر پاکستان کا حکمران طبقہ بھی ڈھکے چھپے انداز میں امریکی

Marfat.com

مشکلات سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ افغانستان کے پشتون جنہوں نے سویت تسلط کے خلاف جہاد کیا تھا ایک بار پھر امریکی قیادت میں اتحادی افواج کے خلاف ایک بڑی جنگ لڑنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ جونہی افغانستان امریکہ کے ہاتھوں سے نکلا اس کے لئے وسطی ایشیا میں روسی اور چینی عزائم کے چیلنج کا مقابلہ کرنا بہت دشوار ہو جائے گا۔

عراق پر امریکی گرفت ڈھیلی ہونے کا اثر افریقہ پر بھی پڑ رہا ہے افریقی حکمران احساس آزادی سے چین کے ساتھ طویل مدتی اقتصادی روابط قائم کر رہے ہیں جن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چین پورے براعظم افریقہ میں اس ڈھانچے کو اپنے زیر تصرف لا رہا ہے جو امریکہ اور یورپ نے کئی صدیوں میں قائم کیا تھا۔ چین اس لحاظ سے بھی بہتر پوزیشن میں ہے کہ کوئی سیاسی مفاد اٹھانے کی شرط کے بغیر وہاں سرمایہ کاری کرنے کی پیشکش کر رہا ہے۔ امریکی اسٹیبلشمنٹ کی توجہ عراق میں مرکوز ہونے کے باعث افریقہ آہستہ آہستہ امریکی گرفت سے نکل کر چینی دائرہ اثر میں داخل ہوتا چلا جا رہا ہے۔

یہ امکان شکوک سے خالی نہیں کہ امریکہ زایو کانز کی حمایت کے بغیر ہی مشرق وسطی میں فوجی مہم جوئی کا خطرہ مول لے لے گا اگرچہ اس خطے کی زوال پذیر سلطنتیں اس کا ساتھ دینے کے لئے بے تاب ہیں۔ زایو کانز نے بڑی ہوشیاری سے امریکی انتظامیہ کو یہ باور کرا کے عراق کی جنگ شروع کرائی کہ یہ اس کے لئے ایک تفریحی مارچ سے زیادہ مشکل نہیں ہوگی اور اس تاریخی اقدام سے مشرق وسطی اس کے زیر نگیں آ جائے گا۔ اسرائیل کم از کم اس وقت عراق کے بحران سے بہت خوش ہے کیونکہ یہ اس کی پرانی تمنا تھی۔ لیکن امریکہ اس صورتحال کو نہ سنبھال سکا تو یہ بڑی آسانی سے اس کے خلاف چلی جائے گی۔

اگر امریکہ جانی نقصان کے باعث عراق سے افواج واپس بلانے پر مجبور نہ ہوا تب بھی اس بات کا امکان بہت کم ہے کہ وہ جنگ زیادہ دیر تک جاری رکھ سکے۔ جنگ کے بڑھتے ہوئے اخراجات، تیل کی قیمتوں میں اضافہ بڑھتا ہوا تجارتی خسارہ اور ڈالر کی گرتی ہوئی ساکھ امریکہ کو مجبور کر دے گی کہ وہ مشرق وسطی کے بارے میں اپنے عزائم پر نظر

Marfat.com

ثانی کرے۔ جب امریکہ اس نقطے تک پہنچ جائے گا تو اسرائیل کو امریکی ڈھال کے بغیر ہی اپنے ہمسایوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس سے بھی زیادہ بری صورتحال یہ ہوگی کہ امریکیوں کی بہت بڑی تعداد عراق میں امریکی شکست کی ذمہ داری اسرائیل پر عائد کردیں گے۔

نائن الیون کے واقعات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امریکی نوقدامت پسندوں نے فوراً مشرق وسطیٰ کو دوبارہ نوآبادی بنانے کے منصوبے پر عمل شروع کر دیا تھا۔ وہ عراق، ایران، شام اور شمالی کوریا میں حکومتیں تبدیل کرنے سے اس عمل کا آغاز کرنا چاہتے تھے۔ امریکہ اور اسرائیل دونوں کی خواہش تھی کہ برطانیہ اور صہیونیوں نے پہلی عالمی جنگ کے دوران جو کامیابیاں حاصل کی تھیں۔ اب انہیں اپنے ہاتھ میں لے کر مزید مضبوط بنا لیا جائے۔ لیکن اب اس مرحلے پر یہ ممکن نظر نہیں آتا کہ ان کے یہ آرزوئیں پوری ہوسکیں گی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نوقدامت پسندوں نے عراق میں تو تیزی سے حکومت تبدیل کر لی لیکن چند ہزار عراقیوں کی مسلح مزاحمت نے ان افواج کو زچ کر کے رکھ دیا جو پوری دنیا کا نظام تبدیل کرنے کے لئے نکلی تھیں۔

عراق کی جنگ پر اٹھنے والے تمام اخراجات، جن کے مختلف پوشیدہ پہلو اب تک منکشف ہو رہے ہیں سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ امریکہ نے مشرق وسطیٰ میں حکومتوں اور نظام کی تبدیلی کی جو مہم شروع کی تھی وہ اسی کے خلاف الٹ گئی ہے اور اب ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس تبدیلی کا شکار خود اس کا علم بردار ہونے والا ہے۔

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا

ترکی کے سابق وزیراعظم عدنان مندریس اور پاکستان کے سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے بعد صدام حسین تیسرے مسلمان حکمران ہیں جنہیں پھانسی کی سزا دی گئی اور تینوں مسلم حکمرانوں کو تختہ دار تک پہنچانے میں عالمی استعمار (امریکہ) کا مکروہ کردار ایک حقیقت ہے۔ افغانستان کے سابق صدر نجیب اللہ کو بھی 1996ء میں کابل پر طالبان کے قبضے کے بعد ایک مشتعل ہجوم نے پھانسی دے دی تھی لیکن صدر نجیب اللہ سے

Marfat.com

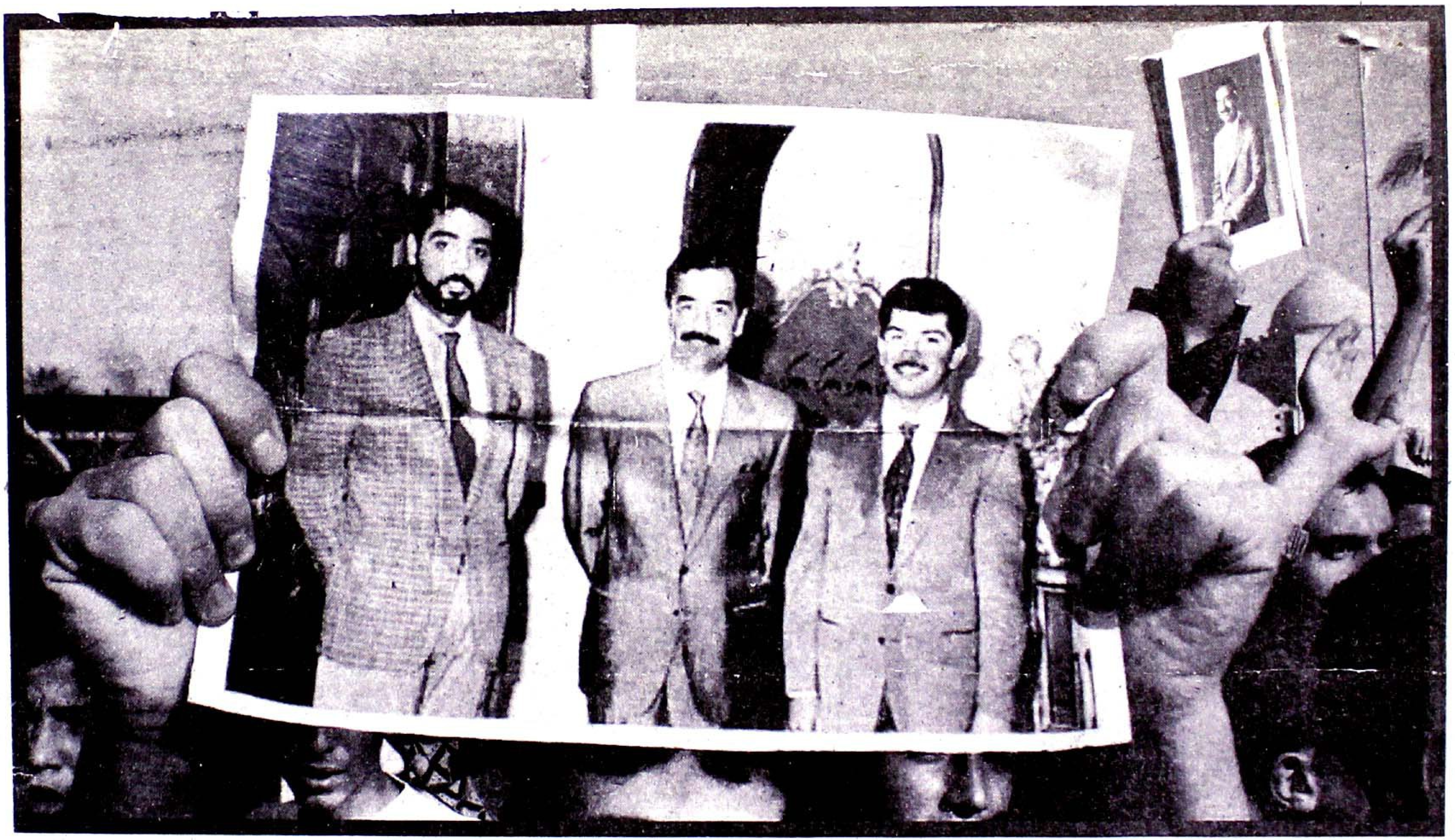

عراقی، صدام حسین اور ان کے بیٹوں قصی اور اودے کی تصویر اٹھائے مظاہرہ کر رہے ہیں۔

Marfat.com

باقی تینوں حکمرانوں کا معاملہ یوں مختلف ہے کہ انہیں عدالتی کاروائی (گوکہ متنازع) کے بعد پھانسی دی گئی۔ صدام حسین فیئر ٹرائل سے محروم رہے اور ان کا مقدمہ عالمی عدالت انصاف میں اس خدشے کے پیش نظر نہیں لے جایا گیا کہ کہیں ٹھوس ثبوت نہ ہونے کے باعث رد نہ کر دیئے جائیں اس کے علاوہ صدام حسین کی گرفتاری سے پھانسی تک امریکی حکومت کی کوشش رہی ہے کہ اس سارے معاملے کو شیعہ سنی منافرت کو اور بھڑکانے کے لئے استعمال کیا جائے۔ انہیں پانچ نومبر 1982ء کو دجیل کے واقعے میں 148 شیعہ افراد کے قتل کے جرم میں سزا سنائی گئی جبکہ ان کے مقدمے کی سماعت کرنے والوں ججوں میں بھی شیعہ جج اکثریت میں رکھے گئے۔ صدام کی سزا کے بعد یہ تاثر دینے کے لئے سرکاری ذرائع ابلاغ سے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا کہ شیعہ آبادی جشن منا رہی ہے جبکہ سنی اکثریت کے علاقے سوگ میں ڈوبے ہوئے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ شیعہ سنی منافرت بڑھانے کی کوششیں تاحال ناکام ہیں اور عراق میں برسرپیکار مجاہدین مسلکی تنازعات کو پس پشت رکھتے ہوئے اپنی سرزمین پر قابض غیر ملکی افواج کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں۔ اس وقت ان کا مشترکہ دشمن امریکہ ہے اور وہ اس حقیقت سے بھی آگاہ ہیں کہ مذہبی و مسلکی منافرت بڑھانے کے لئے امریکی حکومت اپنے سوچے سمجھے منصوبے پر عمل پیرا ہے۔ رہا سوال صدام کی موت پر رقص کرنے والے لوگوں کا تو کیا یہ حقیقت نہیں کہ سقوط بغداد کے بعد بھی ذرائع ابلاغ سے ایسے مناظر نشر کئے گئے تھے جن میں عراقی عوام کو امریکی فوج کی آمد پر خوشیاں مناتے دکھایا گیا تھا؟ اگر عراقی عوام امریکی فوج کی آمد پر اتنے ہی خوش تھے تو آج یہ کون لوگ ہیں جو امریکی فوج کے قافلوں پر خودکش حملے کر رہے ہیں اور قابض فوج کے لئے دہشت کی علامت بنے ہوئے ہیں؟ اسی طرح صدام حسین کی شہادت پر بھی ذرائع ابلاغ کا یہ پروپیگنڈا درست نہیں کہ عراقی عوام مسرور ہیں درحقیقت عراق رنج والم میں ڈوبا ہوا ہے اور صدام کی پھانسی کو ظلم تصور کیا جا رہا ہے۔ عین عیدالاضحیٰ کے روز صدام کو پھانسی دیئے جانے پر عالم اسلام میں شدید ردعمل دیکھنے میں آیا اور مسلم ممالک نے اس مذہبی تہوار کے موقع پر صدام حسین کو سزائے موت

Marfat.com

دیئے جانے کی شدید مذمت کی ہے۔امریکی حکومت کے اس فیصلے سے تکبر اور غرور واضح طور پر جھلکتا ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکی حکومت کو مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی قطعاً پرواہ نہیں۔

صدر بش کے حوالے سے بھی یہ خبر بصد اہتمام ذرائع ابلاغ کو دی گئی کہ صدر بش صدام کی پھانسی کے وقت گہری نیند سو رہے تھے۔گویا صدر بش کو ضمیر کی خلش نے قطعاً بے چین نہیں کیا اور وہ اس تلخ واقعے کی وجہ سے کسی قسم کے دباؤ کا شکار نہیں۔کاش امریکیوں کو یہ بھی بتایا جائے کہ جس وقت عراق اور افغانستان میں امریکی فوجی بموں اور گولیوں کا نشانہ بن رہے ہوتے ہیں اس وقت بھی صدر بش گہری نیند سو رہے ہوتے ہیں یا پھر اپنی صدارت کو ''Enjoy'' کر رہے ہوتے ہیں۔

صدام حسین کو کتنا ہی ظالم و جابر بنا کر پیش کیا جائے لیکن عرب باشندوں میں ان کی مقبولیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔صدام حسین فلسطین کاز کے لئے بہت ہمدردانہ جذبات رکھتے تھے اور فلسطینی خاندانوں کی دل کھول کر مدد کرتے تھے۔2000ء میں انہوں نے ہر خودکش فلسطینی فرد کے لئے 25 ہزار ڈالر اور شہید ہونے والے ہر فلسطینی کے لواحقین کے لئے 10 ہزار ڈالر کا اعلان کا کیا تھا۔صدام جیسے بھی حکمران تھے کم از کم ان کے دور میں عراقی شہریوں کے روزانہ جنازے نہیں اٹھتے تھے۔ملک کی سالمیت خطرے سے دوچار نہ تھی اور عوام خوشحال تھے۔آج عراق کو ٹکڑے کر دینے کی باتیں ہو رہی ہیں، عراق کے وسائل قابض فوج کے تصرف میں ہیں، عراقی شہری لاکھوں کی تعداد میں لقمۂ اجل بن چکے ہیں اور عوام کی بدحالی عروج پر ہے۔

صدام حسین کی پھانسی کے واقعے میں مسلم حکمرانوں کے لئے بھی عبرت کا سامان ہے۔صدام کو امریکہ نے Project کیا۔ایک وقت تھا کہ صدام امریکہ کی آنکھ کا تارا بنے رہے لیکن پھر چشم فلک نے یہ نظارا بھی دیکھا کہ صدام کے امریکی سرپرست اس کے ملک پر چڑھ دوڑے اور آخرکار صدام کو تختہ دار پر لٹکا دیا۔

عراق پر کئی دہائیوں تک رعب اور دبدبے سے حکومت کرنے والے صدام

Marfat.com

حسین نے موت کا سامنا بھی کمال جرأت، بے خوفی اور دلیری سے کیا۔ صدام نے منہ پر غلاف چڑھانے سے یہ کہہ کر انکار کیا کہ میں موت سے آنکھیں ملانا چاہتا ہوں۔ صدام ہاتھوں میں قرآن تھامے پراعتماد انداز سے چل کر پھانسی گھاٹ تک گئے، انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور کلمۂ شہادت پڑھ کر پھانسی کے پھندے پر جھول گئے۔ امریکیوں کے لئے زندہ صدام جس قدر خطرناک تھے۔ مرنے کے بعد اس سے کہیں بڑھ کر خطرناک ثابت ہوں گے۔ عراق میں صدام کی شہادت کے ساتھ ہی تشدد کی لہر میں تیزی آئی ہے۔ صدام کے حامیوں نے امریکیوں سے انتقام لینے کا عزم کیا ہے۔ صدام عراقی عوام کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

Marfat.com

Marfat.com

صبیح پبلشرز
اردو بازار، لاہور
E-mail: sabeehpublishers@yahoo.com
فون: 0300-4656003

Marfat.com